www.kitaboSunnat.com

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

محدث

فروری ۲۰۰۱ء

245

- 'بسنت' محض ایک موسمی تہوار نہیں!
- علم وعمل کے آفتاب شیخ ابن العُثَیمِین کا سانحۂ اِرتحال
- موسیقی اور اِسلامی تعلیمات !!

اہم اعلان

معزز قارئین کرام! کتاب وسنت ڈاٹ کام پر آن لائن مطالعہ اور ڈاؤن لوڈنگ کے لیے مہیا کیے جانے والے تمام یونی کوڈ رسائل وجرائد چونکہ سوفٹ ویئر کی مدد سے ان پیج سے یونی کوڈ میں تبدیل کیے جاتے ہیں لہذا ان میں اغلاط کا امکان بہرحال موجود ہے۔یونی کوڈ فارمیٹ میں مہیا کرنے کا بنیادی مقصد سرچنگ میں سہولت پیدا کرنا ہے۔لہذا آپ سے التماس ہے کہ برائے مہربانی غلطیوں سے محفوظ مواد کے حصول کے لیے پی ڈی ایف (PDF) فارمیٹ میں موجود فائلز کو ڈاؤن لوڈ کیجیے۔نیز نوٹ فرمالیں کہ پی ڈی ایف (PDF) اور (Word) فائلز میں کسی بھی قسم کے اختلاف کی صورت میں ہمارے نزدیک (PDF) فائلز کو ترجیح ہو گی۔

گھر بیٹھے محدث وصول کیجئے

معزز قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کے لیے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں:

فی شمارہ: 20روپے　　زر سالانہ: 200روپے　　بیرون ملک: 20ڈالر سالانہ

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ 200روپے بھیج کر سال بھر کے لیے گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں

ایڈریس: ماہنامہ محدث 99 جے بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700

فون نمبرز: 042-5866476,5866396,0321-4340803

نوٹ: برائے مہربانی ویب سائٹ کے ذریعے محدث آرڈر کرنے والے احباب ویب سائٹ کا حوالہ ضرور لکھیں۔شکریہ

مزید تفصیلات کے لیے webmaster@KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.Mohaddis.com

ماہنامہ محدث کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی　　　**مدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ محدث کی ابتداء انڈیا سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والا ایک رسالہ جس کا نام محدث ہی تھا اسی کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ محدث کے ہی نام سے پاکستان میں عظیم اسکالر حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اجراء کیا اور 1979 سے لے کر اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے۔اور محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ ماہنامہ محدث ہر صاحب علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کے لیے تلوار بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اجرائے محدث کے مقاصد

عناد اور تعصب سے بالاتر ہو کر اسلام کی ابدی تعلیمات کو فروغ دینا

دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع کرنا

قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو کمزور کرنے والے عناصر کی بیخ کنی کرنا

علوم جدیدہ سے بہرہ ور کر کے انسانی افکار کو ارتقاء تک لے جانا

اتباع قرآن وسنت کی طرف والہانہ دعوت دینا

وحدت امت کو قائم رکھتے ہوئے سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار کرنا

اور

صحابہ،تابعین،محدثین اور تمام آئمہ کرام سے محبت کے جذبات کو پروان چڑھانا اس علمی وفکری مجلّے کا شعار ہے

یقینی طور پر ماہنامہ محدث علمی،تحقیقی،معلوماتی اور انتہائی شائستہ زبان رکھنے والے مضامین کا ایک حسین امتزاج ہے

magazine.mohaddis.com

ملّت اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ **محدّث** لاہور

حافظ عبدالرحمٰن مدنی — مدیر اعلیٰ

حافظ حسن مدنی — مدیر

جلد ۳۳ / شمارہ ۲
ذی قعدۃ ۱۴۲۱ھ
فروری ۲۰۰۱ء

زر سالانہ ۲۰۰/روپے
فی شمارہ ۲۰/روپے

بیرون ممالک
زر سالانہ ۱۵/ ڈالر
فی شمارہ ۲/ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984
UBL - Model Town Crossing, Lahore

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700

Ph: 5866476, 5866396, 583940
Email: hhasan@wol.net.pk

فہرست مضامین

فکر و نظر

بسنت محض موسمی تہوار نہیں! — اداریہ — ۲

دار الإفتاء

سیاہ لباس پہننا، مشترکہ کاروبار پر زکوٰۃ، مولیٰ کا لفظ — حافظ ثناء اللہ مدنی — ۱۴

تذکرۂ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ

شیخ محمد بن صالح العثیمین ...... تصانیف و خدمات — ڈاکٹر سہیل حسن — ۱۹
علم و عمل کا روشن ستارہ، شیخ العُثیمین رحمہ اللہ — عبدالمالک مجاہد — ۳۰
شیخ ابن عثیمین کی وفات پر سعودی شخصیات کے مراسلے — ادارۂ محدث — ۳۲
اسلام میں بنیادی حقوق — شیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ — ۴۲

أحکام و شرائع

حج و عمرہ کے اَحکام و مسائل — ڈاکٹر سہیل حسن — ۶۴
حج کی تمام صورتوں کے مختصر اَحکام — حافظ انس مدنی — ۷۳

مقالات

نور جہاں ...... فتورِ جہاں! — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۷۵
گانا بجانا ...... اِسلام کی نظر میں! — مولانا عبدالرزاق عفیف — ۹۰

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلّی اتفاق ضروری نہیں!

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

Publisher: Hafiz Abdul Rahman Madani
Printer: Shirkat Printing Press, Lahore

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

'بسنت' محض موسمی تہوار نہیں!

مذہب اور ثقافت ایک دوسرے پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے اثر پذیر بھی۔ ہمارے ہاں عام طور پر مذہب اور ثقافت کو دو الگ الگ تہذیبی دائروں کے طور پر زیر بحث لایا جاتا ہے، یہ زاویۂ نگاہ قطعاً درست نہیں۔ سیکولر طبقہ اپنے مذہب بیزار رویے کی وجہ سے ثقافتی اُمور میں مذہب کے کردار کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، لہٰذا جہاں کہیں مذہب اور ثقافت کے درمیان رشتوں کی بات ہوتی ہے، وہ ہمیشہ مذہب کی تخویف اور ثقافت کی تعریف وتوصیف کا اُسلوب اختیار کرلیتا ہے۔ یہ طبقہ تناقض فکر میں مبتلا ہے۔ اسے مذہب سے والہانہ وابستگی تو سخت ناگوار گذرتی ہے، مگر ثقافت سے جنون کی حد تک لگاؤ پر کسی قسم کا عقلی اعتراض نہیں ہوتا۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ سیکولر طبقہ نے شعوری یا غیر شعوری طور پر ثقافت کو ہی 'مذہب' کا درجہ دے دیا ہے۔ ہمارے ہاں مغرب زدہ روشن خیالوں کا ایک گروہ ثقافت کو تو قدیم اور پائیدار سمجھتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ایک قوم پر ثقافت کے اثرات اس قدر گہرے ہوتے ہیں کہ مذہب انہیں جڑ سے اکھاڑنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا، مگر ایسا محض وہی لوگ سوچتے ہیں جو انسانی تاریخ کے ارتقا کو سطحی انداز سے لیتے ہیں۔ اگر وہ تہذیب وتمدن کے آغاز وارتقا پر غور فرمائیں تو انہیں اپنی اس سطحی سوچ پر شاید ندامت کا احساس ہو کیونکہ جن اَقدار اور سرگرمیوں کو آج وہ خالصتاً ثقافتی اور تہذیبی اَقدار سمجھتے ہیں، ان کا حقیقی پس منظر مذہبی ہی ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ کے دورِ اوّل میں مذہب کا انسانی معاشرے پر بہت گہرا اثر رہا ہے۔ اس دور میں مذہبی اور الہامی تعلیمات کے خلاف عقلی بغاوت کا تصور تک نہیں تھا، اس لئے قدیم انسانی معاشرے میں کسی ایسے تہوار یا ثقافتی سرگرمی کا رواج پانا ممکن نہیں تھا جس کی تائید مذہبی تعلیمات سے نہ ہوتی تھی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کرۂ ارض پر قدم رکھنے والا پہلا انسان خدا تعالیٰ کا فرستادہ پیغمبر تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ اس کے بعد انبیاء کرامؑ کا ایک طویل سلسلہ ہے جو وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے۔ انبیاءِ کرامؑ کے زیر اثر جو تہذیب وتمدن فروغ پایا، اس کی اساس یقیناً مذہبی ہی تھی۔ اگرچہ بعد میں مذہب سے جزوی روگردانی کی صورتیں بھی نمودار ہوئیں لیکن مذہب کی اساسی تعلیمات کا اثر کبھی بھی کلیۃً ختم نہیں ہوا۔ کسی ثقافتی سرگرمی کے صحیح یا غلط، جائز یا ناجائز قرار دینے میں ہمیشہ مذہب کو معیار اور میزان تسلیم کیا گیا۔ ایسی ثقافتی سرگرمیاں جو مذہب کے اَساسی تصورات سے

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

متصادم نہیں تھیں، انہیں بالعموم جائز قرار دیا گیا، اس کے برعکس مذہبی روح سے ٹکرانے والی اَقدار اور سرگرمیوں کو ناپسندیدہ قرار دے کرلہو ولعب گردانا گیا۔ ثقافت اور مذہب کے باہمی رشتوں کی موزونیت کا تعین کرنے کے لئے آج بھی قابل اعتماد معیار وہی ہے، اس معیار اور میزان کو قائم رکھنے سے ہی معاشرے کا توازن قائم رکھا جاسکتا ہے!!

اقوامِ عالم کے معروف ترین تہواروں کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک مخصوص پس منظر رکھتے ہیں۔ یہودیوں کا سب سے بڑا تہوار 'حنوکا' ایک مذہبی تہوار ہے۔ اَعدادوشمار کے اعتبار سے عیسائیت کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب سمجھا جاتا ہے، عیسائی معاشرے میں کرسمس اور ایسٹر بے حد جوش وخروش سے منائے جاتے ہیں۔ ہندومت کا شمار قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے۔ ہندو معاشرے میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں۔ مثلاً دیوالی، دسہرا، ہولی، بیساکھی، بسنت وغیرہ۔ ان تمام تہواروں میں ادا کی جانے والی رسومات کو ہندومت میں 'مذہبی عبادات' کا درجہ حاصل ہے۔ دیوالی، دسہرا اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں، مگر بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہ موسمی اور ثقافتی تہوار ہیں۔ ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں، البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔

اسلامی تاریخ کے قابل فخر محقق اور سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی تقریباً ایک ہزار سال قبل ہندوستان تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کلرکہار (ضلع چکوال) کے نزدیک ہندوؤں کی معروف یونیورسٹی میں عرصۂ دراز تک قیام کیا، وہیں انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف 'کتاب الہند' تحریر کی۔ یہ کتاب آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے باب ۷۶ میں انہوں نے ''عیدین اور خوشی کے دن'' کے عنوان کے تحت ہندوستان میں منائے جانے والے مختلف مذہبی تہواروں کا ذکر کیا ہے۔ اس باب میں عید 'بسنت' کا ذکر کرتے ہوئے علامہ البیرونی لکھتے ہیں :

> ''اسی مہینہ میں استوائے ربیعی ہوتا ہے، جس کا نام بسنت ہے، اس کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں، دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں''۔

بسنت کو آج کل ''پالا اُڑنت'' کا نام دے کر موسمی تہوار بتایا جاتا ہے مگر اس کا ذکر البیرونی کے بیان میں نہیں ملتا۔ دوسرے یہ کہ البیرونی کے بیان کے مطابق ہندو جوتشی ہر سال استوائے ربیعی کا تعین کرکے 'یوم بسنت' کا اعلان کرتے ہیں، یہی تصور آج تک چلا آرہا ہے۔ بیساکھی کا تہوار بیساکھ کے مہینے میں گندم کی کاشت کے موقع پر کیا جاتا ہے۔ بظاہر یہ بھی ایک ثقافتی تہوار ہے مگر اس موقع پر ہندو کاشتکار برہمنوں کو گندم کے نذرانے دیتے ہیں اور دیوتاؤں سے گندم کی فصل کے زیادہ ہونے کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ چونکہ ہندومت کے بارے میں عام لوگوں کو بہت زیادہ معلومات نہیں ہیں، اسی لئے ہندوؤں کے

www.KitaboSunnat.com

تہواروں کے مذہبی پس منظر کا انہیں علم نہیں ہے۔ یہ بھی جہالتِ جدیدہ کی ایک صورت ہے کہ کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہونے کے باوجود اس کے متعلق قطعی رائے کا اظہار کردیا جاتا ہے۔ جو لوگ بسنت کو محض موسمی اور ثقافتی تہوار کہنے پر اِصرار کرتے ہیں، وہ بھی اسی لاعلمی کا شکار ہیں۔ وہ جان بوجھ کر اس 'لاعلمی' کا شکار رہنا چاہتے ہیں، تو یہ ان کا اپنا انتخاب ہے، مگر انہیں رائے عامہ کو گمراہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے!!

آج کل بسنت اور پتنگ بازی کو لازم وملزوم تصور کیا جاتا ہے، حالانکہ قدیم تاریخ میں بسنت کے تہوار کے ساتھ پتنگ بازی کا ذکر نہیں ملتا۔ آج جس انداز میں بسنت منانے کا مطلب ہی پتنگ بازی لیا جاتا ہے، یہ تصور بہت زیادہ پرانا نہیں ہے۔ مزید برآں بسنت کے موقع پر پتنگ بازی کا شغل بھی لاہور اور اس کے گردونواح میں برپا کیا جاتا ہے، اس کا اہتمام ہندوستان یا پنجاب کے دیگر علاقوں میں اس انداز سے نہیں کیا جاتا۔ آج سے دس پندرہ سال پہلے پنجاب کے قدیم ترین شہر ملتان میں بسنت کے موقع پر پتنگ بازی کا تصور تک نہیں تھا۔ یہی صورت بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، راولپنڈی اور سرگودھا جیسے بڑے شہروں کی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر لاہور میں بسنت کے موقع پر پتنگ بازی کا شغل اس قدر جوش وخروش سے کیوں برپا کیا جاتا ہے؟ تاریخ اور مذہب کے آئینے میں جھانک کر اس سوال کا جواب تلاش کرنا ضروری ہے۔

اگر بسنت محض موسمی تہوار ہوتا تو یہ صرف لاہور ہی نہیں، پاکستان کے دیگر علاقوں میں بھی اتنا ہی مقبول ہوتا۔ اندرونِ سندھ میں جہاں اب بھی ہندوؤں کی کثیر تعداد رہائش پذیر ہے، وہاں پتنگ بازی یا بسنت کی وہ ہنگامہ آرائی نظر نہیں آتی جس کا مظاہرہ لاہور یا اس کے گردونواح میں کیا جاتا ہے۔ ایسی صورتحال بلاوجہ نہیں ہے۔ اس کا ایک مخصوص تاریخی پس منظر ہے۔ روزنامہ نوائے وقت میں بسنت کے بارے میں تجزیاتی رپورٹ شائع ہوئی، اس کے متعلقہ حصے ملاحظہ فرمائیے:

> ''بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت میں بسنت کی کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنالیا ہے۔ بسنت کی حقیقت کیا ہے اور اس کا آغاز کیسے ہوا، اس بارے میں ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً دو سو برس قبل لاہور کے ایک ہندو طالب علم حقیقت رائے نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف دشنام طرازی کی۔ مغل دور تھا اور قاضی نے ہندو طالب علم کو سزائے موت سنا دی۔ اس ہندو طالب علم کو کہا گیا کہ وہ اسلام قبول کرلے تو اسے آزاد کردیا جائے گا مگر اس نے اپنا دھرم چھوڑنے سے انکار کردیا۔ چونکہ اس نے اقرارِ جرم کرلیا تھا، لہٰذا اسے پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی لاہور میں علاقہ گھوڑے شاہ میں سکھ نیشنل کالج کی گراؤنڈ میں دی گئی۔ قیام پاکستان سے پہلے ہندوؤں نے اس جگہ یادگار کے طور پر ایک مندر بھی تعمیر کیا لیکن یہ مندر آباد نہ ہوسکا اور قیامِ پاکستان کے چند برس بعد سکھ نیشنل کالج کے آثار بھی مٹ گئے۔ اب یہ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

جگہ انجینئرنگ یونیورسٹی کا حصہ بن چکی ہے۔ ہندوؤں نے اس واقعہ کو تاریخ بنانے کے لئے، اپنے اس ہندو طالب علم کی 'قربانی' کو بسنت کا نام دیا اور جشن کے طور پر پتنگ اُڑانے شروع کردیئے۔ آہستہ آہستہ یہ پتنگ بازی لاہور کے علاوہ انڈیا کے دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔ اب ہندو تو اس بسنت کی بنیاد کو بھی بھول چکے مگر پاکستان میں مسلمان بسنت منا کر اِسلام کی رسوائی کا اہتمام کرتے رہتے ہیں'' (روزنامہ نوائے وقت ۴ فروری ۱۹۹۴ء)

ہندو نوجوان حقیقت رائے دھرمی کو توہین رسالتؐ کے جرم میں سن ۱۸۰۳ء بکرمی بمطابق ۱۷۴۷ عیسوی میں موت کی سزا دی گئی۔ اس وقت پنجاب کا گورنر زکریا خان تھا۔ زکریا خان ایک صحیح العقیدہ غیور مسلمان تھا۔ وہ جدید دور کے مسلمان حکمرانوں کی طرح بے حمیت نہیں تھا، اس نے توہین رسالت کے مجرم ہندو نوجوان کی موت کی سزا معاف کرنے سے قطعاً انکار کردیا۔ ہندوؤں نے حقیقت رائے دھرمی کو 'ہیرو' کا درجہ دے دیا اور اس کی یاد میں 'بسنت میلہ' منانا شروع کردیا۔ چونکہ حقیقت رائے کی شادی ایک سکھ لڑکی سے ہوئی تھی اس لئے سکھ برادری بھی ہندوؤں کے اس 'غم' میں برابر کی شریک تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان میں 'بسنت' منانے کا تصور زمانہ قدیم سے تھا مگر پنجاب میں بالعموم اور لاہور میں بالخصوص اس تہوار کو عوامی پذیرائی اس میلے کی وجہ سے حاصل ہوئی جس کا آغاز ہندوؤں نے حقیقت رائے دھرمی کی یاد میں کیا۔ اس بات کا اعتراف متعصّب ہندو وسکھ مؤرخین بھی کرتے ہیں۔ ایک ہندو مؤرخ ڈاکٹر بی ایس نجار (Dr. B.S. Nijjar) نے اپنی کتاب "Punjab under the later Mughals" میں حقیقت رائے کو دی جانے والی سزا کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''حقیقت رائے باگھمل پوری، سیالکوٹ کے کھتری کا پندرہ سالہ لڑکا تھا جس کی شادی بٹالہ کے کشن سنگھ بھٹہ نامی سکھ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی۔ حقیقت رائے کو مسلمانوں کے سکول میں داخل کیا گیا تھا جہاں ایک مسلمان ٹیچر نے ہندو دیوتاؤں کے بارے میں کچھ توہین آمیز باتیں کیں۔ حقیت رائے نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اس نے بھی انتقاماً پیغمبر اسلام ﷺ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کرکے عدالتی کارروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا۔ اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔ کچھ ہندو افسر زکریا خان جو اس وقت گورنر لاہور تھا، کے پاس پہنچے تاکہ حقیقت رائے کو معاف کردیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کردیا جس کے اجرا میں پہلے مجرم کو ایک ستون سے باندھ کر اسے کوڑوں کی سزا دی گئی۔ اس کے بعد اس کی گردن اُڑا دی گئی۔ یہ سال ۱۷۳۴ء کا واقعہ ہے جس پر پنجاب کی تمام غیر مسلم آبادی نوحہ کناں رہی۔ لیکن خالصہ کمیونٹی نے آخر کار اس کا انتقام مسلمانوں سے لیا اور سکھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس واقعہ سے متعلق تھے، انتہائی بے دردی سے قتل کردیا'' اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۹ پر ڈاکٹر ایس بی نجار نے تحریر کیا ہے کہ ''پنجاب میں بسنت کا میلہ اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے''!

www.KitaboSunnat.com

ہندو مؤرخ ڈاکٹر نجار کی یہ بات تو محل نظر ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ سے ''پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا'' کیونکہ آج سے دو سو سال قبل ذرائع اِبلاغ اس قدر تیز نہیں تھے کہ ایسے واقعہ کی اطلاع صدر مقام سے دور کے علاقوں تک بھی پہنچ سکے، البتہ اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کے ہندوؤں کے ایک گروہ نے اس واقعہ کے خلاف شدید جذباتی ردّعمل کا اظہار کیا۔ کیونکہ اس وقت پنجاب میں مسلمانوں کی حکومت تھی، طبعاً بزدل مزاج ہندوؤں کے لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ وہ بھرپور تحریک چلاتے، البتہ انہوں نے حقیقت رائے کی یاد میں میلہ منانا شروع کردیا جو احتجاج کی ایک نرم مگر مؤثر صورت تھی۔ اس واقعہ کے تقریباً پچاس سال بعد پنجاب میں سکھوں نے مسلمانوں کو شکست دے کر تختِ لاہور پر قبضہ کرلیا۔ سکھ تو پہلے ہی بہت جذباتی ردّعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعہ کے 'ذمہ دار' مسلمانوں کو قتل کرچکے تھے۔ جب وہ پنجاب میں برسراقتدار آئے تو انہوں نے اس واقعہ کے حوالے سے بسنت کا تہوار جوش و خروش سے منانا شروع کردیا۔ ایک انگریز مؤرخ الیگزینڈر برنز جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں لاہور آئے تھے، انہوں نے یہاں بسنت منانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''بسنت کا تہوار جو بہار کا تہوار تھا، ۶ فروری کو بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ رنجیت سنگھ نے ہمیں اس تقریب میں مدعو کیا اور ہم اس کے ہمراہ ہاتھیوں پر سوار ہوکر اس میلہ کی بہار دیکھنے چلے جو بہار کا خیر مقدم کرنے کے لئے منایا جاتا ہے۔ لاہور سے میلہ تک مہاراجہ کی فوج دورویہ کھڑی ہوتی ہے۔ مہاراجہ گذرتے وقت اپنی فوج کی سلامی لیتا ہے۔ میلہ میں مہاراجہ کا شاہی خیمہ نصب تھا جس پر زرد رنگ کی ریشمی دھاریاں تھیں۔ خیمہ کے درمیان میں ایک شامیانہ تھا جس کی مالیت ایک لاکھ روپے تھی اور اس پر موتیوں اور جواہرات کی لڑیاں آویزاں تھیں۔ اس شامیانہ سے شاندار چیز کوئی نہیں ہوسکتی۔ مہاراجہ نے بیٹھ کر پہلے گرنتھ صاحب کا پاٹھ سنا، پھر گرنتھی کو تحائف دیئے اور مقدس کتاب کو دس جزدانوں میں بند کردیا۔ سب سے اوپر والا جزدان بسنتی مخمل کا تھا۔ اس کے بعد مہاراجہ کی خدمت میں پھل اور پھول پیش کئے گئے جن کا رنگ زرد تھا۔ بعد ازیں اُمراء، وزراء افسران آئے جنہوں نے زرد لباس پہن رکھے تھے، انہوں نے نذریں پیش کیں۔ اس کے بعد طوائفوں کے مجرے ہوئے، مہاراجہ نے دل کھول کر اِنعامات دیئے'' (نقوش، لاہور نمبر ص ۷۶۳)

انگریز مؤرخ الیگزینڈر کا یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ راجہ رنجیت سنگھ کے دور میں بسنت بظاہر بہار کا خیر مقدم کرنے کے لئے منائی جاتی تھی مگر اس کی تقریبات پر مذہبی رنگ غالب تھا۔ مہاراجہ کا میلے میں باقاعدہ گرنتھ صاحب سننا اور گرنتھی کو تحائف دینا مذہبی رسومات کے زمرے میں آتا ہے۔ ہندو برہمنوں کو نذرانے دیتے ہیں تو سکھ گرنتھیوں کو تحائف دیتے ہیں۔ سکھ مذہب میں بسنتی یا زرد رنگ کو بھی ایک خاص تقدس کا مرتبہ حاصل ہے۔ اب بھی سکھ مذہبی راہنما زرد پگڑیاں پہنے نظر آتے ہیں۔

الیگزینڈر نے راجہ رنجیت سنگھ کے دور میں جس بسنت میلہ میں شرکت کی، وہ ۶ فروری کو منعقد کیا

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

گیا۔ ہندو مؤرخین نے حقیقت رائے دھرمی کی سزائے موت پر عملدرآمد کی تاریخ بسنت پنچمی بتائی ہے۔ عین ممکن ہے اس سال بسنت پنچمی اور ۶ فروری کی تاریخیں ایک ہی دن میں واقع ہوئی ہوں۔ لاہور میں ماضی قریب میں بسنت ۶ یا ۷ فروری کو منایا جاتا رہا ہے۔ ان تاریخوں کی مشابہت بھی حقیقت رائے کے میلہ کی بسنت میلے سے نسبت کو ظاہر کرتی ہے۔

الیگزینڈر نے راجہ رنجیت سنگھ کی طرف سے ۶ فروری کو منائے جانے والے میلے کو 'بہار کا خیر مقدم' کہا ہے، جو عقلی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ فروری کے پہلے ہفتہ میں اب بھی اچھی خاصی سردی پڑتی ہے، ماضی میں تو موسم کی شدت اور زیادہ تھی۔ موسم بہار کا آغاز فروری کے آخری ہفتے یا مارچ کے پہلے ہفتہ میں ہوتا ہے۔ اگر یہ میلہ بہار کے استقبال میں منعقد کیا جاتا تو اسے سردیوں یا خزاں کے عین درمیان ہرگز منعقد نہ کیا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے انگریز مؤرخ جو بسنت میلہ کے حقیقی پس منظر سے واقف نہیں تھا، کو غلط فہمی لاحق ہوئی ہے۔ سکھ دورِ حکومت میں ۶ فروری کو بسنت میلہ منانا ظاہر کرتا ہے کہ یہ سرکاری سطح پر حقیقت رائے کے میلے کا اِنعقاد ہی تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند دیگر ہندو وسکھ مصنّفین کی آراء بھی درج کردی جائیں جن کے خیال میں لاہور میں بسنت میلہ حقیقت رائے دھرمی کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اورنٹیل کالج، لاہور کے سابق لیکچرر گیانی خزان سنگھ نے ''تاریخ گوردوارہ ،شہید گنج'' میں اس واقعہ کا ذکر بے حد جذباتی انداز میں یوں کیا ہے:

> ''تواریخ کے محقق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بھائی حقیقت سنگھ جنہیں عام لوگ حقیقت رائے دھرمی کے نام سے یاد کرتے ہیں، امرت دھاری اور تیار برتیار سنگھ تھے۔ آپ کے ننھیال والے سکھ تھے اور موضع سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔ آپ کے ماموں بھائی ارجن سنگھ تیار برتیار سنگھ تھے جو کہ آپ کے ساتھ ہی نخاس چوک میں شہید کردیئے گئے تھے۔ آپ کے سسرال بھائی کنشن سنگھ وڈالے والہ کے گھر تھے۔ لاہور میں اس جگہ (شہید گنج) پر آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ ان کے بوڑھے پتا، ضعیف والدہ اور جوان بیوی کی آہیں اور فریادیں، پتھروں کو بھی موم کردینے والی چیخیں اور منتیں بھی اس وقت کے حکام کے دل میں رحم اور ترس کے جذبات پیدا نہ کرسکیں اور آپ نہایت سکون کے ساتھ سن ۱۸۰۳ء بکرمی میں پنچمی کے دن دھرم کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھ گئے۔ بسنت پنچمی کے روز آپ کی سادھ پر بڑا بھاری میلہ لگتا ہے''

گیانی خزان سنگھ کی 'تحقیق' کے مطابق حقیقت رائے ہندو نہیں بلکہ 'سکھ' تھا۔ مندرجہ بالا سطور میں جن بے پایاں عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے، اس سے یہ گمان گزرتا ہے کہ ہندو اور سکھ، مسلمانوں کے پیغمبرؐ کے گستاخ حقیقت رائے کو وہی درجہ دیتے ہیں، جو مسلمان غازی علم الدین شہید کو دیتے ہیں۔ سکھوں کی طرف سے 'بسنت میلہ' میں جوش وخروش کے اِظہار کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ حقیقت رائے کو سکھ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ تقسیم ہند سے قبل حکومت ِ پنجاب میں لوکل گورنمنٹ کے وزیر تھے۔ وہ اپنی انگریزی تصنیف ''ٹرانسفرمیشن آف سکھ ازم'' میں بسنت میلے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...... فیصلہ سنا دیا گیا اور فوراً ہی لاہور کے عین مرکز میں تمام ہندو آبادی کی آہوں اور بددعاؤں میں شریف لڑکے کا سر قلم کردیا گیا۔ اس کی کریا کرم میں سب امیر وغریب شامل ہوئے اور اس کی راکھ لاہور کے مشرق میں چار میل دور دَبا دی گئی، جہاں اس کی یادگار ابھی تک قائم ہے جس پر ہر سال بسنت پنچمی کے روز جو اس کی شہادت کا دن ہے، میلہ لگتا ہے۔''

حقیقت رائے کی یادگار اس وقت کوٹ خواجہ سعید لاہور میں ہے۔ عام طور پر لوگ اس جگہ کو 'باوے دی مڑھی' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہندی زبان میں 'مڑھی' قبرستان کو کہا جاتا ہے، گویا یہ ''بابے کا قبرستان'' ہے۔ حقیقت رائے کو ہندوؤں نے 'بابے' کا مرتبہ بھی دے رکھا ہے۔ ایک گستاخِ رسول ان کے نزدیک مقدس 'بابا' ہے۔ مؤرخین کے مطابق حقیقت رائے کی یادگار پر سب سے پہلے جس ہندو رئیس نے میلے کا آغاز کیا تھا، اس کا نام کالو رام ہے۔ یہ یادگار قبرستان کے ساتھ اب بھی موجود ہے!

سیکولر لادین اور مغرب زدہ طبقہ تو ایک طرف رہا، بظاہر مذہب سے لگاؤ رکھنے والے اَفراد کو بھی بسنت منانے سے روکا جاتا ہے تو وہ اسے محض 'ملا کا وعظ' کہتے ہوئے مسترد کردیتے ہیں۔ ان کے خیال میں پاکستان میں مذہبی پارساؤں کا ایک عوام دشمن گروہ ہے جو لوگوں کو سچی، حقیقی اور بے ضرر تفریح کے مواقع سے بھی محروم کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس بات کو ذہنی طور پر تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں کہ بسنت ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار بھی ہے جو اسے خاص موسم میں مناتے ہیں۔ حقیقت رائے کی یاد میں منائے جانے والے 'بسنت میلہ' کے پس منظر سے تو شاید ہی کوئی واقف ہو۔ ہندو اور سکھ مؤرخین برملا اعتراف کرتے ہیں کہ لاہور میں بسنت پنچمی کے روز منایا جانے والا میلہ حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ مگر ہمارے بعض مسلمان بضد ہیں کہ یہ صرف موسمی تہوار ہے۔

بعض افراد یوں استدلال کرتے ہیں کہ بسنت ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہوگا مگر ہم تو اسے محض موسمی اور ثقافتی تہوار سمجھ کر مناتے ہیں۔ یہ تو ان کا محض تجاہل عارفانہ ہے۔ ایک شخص دعوت ناؤ نوش میں شریک ہوتا ہے، وہاں حلال اور حرام مشروبات کثیر تعداد میں موجود ہیں، اس نے شراب کو آج تک دیکھا ہے، نہ چکھا ہے۔ وہ شراب کی بوتل کھول کر کچھ نوشِ جاں کرلیتا ہے۔ اتنے میں مجلس میں موجود اسے ایک شخص بتاتا ہے کہ قبلہ آپ شراب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں؟ اس اطلاع کے بعد بھی اگر وہ یہ عذر پیش کریں کہ میں تو اس کو محض ایک شربت سمجھ کر پی رہا ہوں تو کیا اس کا یہ عذر معقول سمجھا جائے گا؟ مزید برآں بسنت کے تاریخی پس منظر سے لاعلمی کا اظہار بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ایک جاہل آدمی تو شاید معذور

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہو مگر وہ لوگ جو یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہیں اور غرورِ علم میں مبتلا ہیں وہ لاعلمی کا عذر پیش کر کے اس ذمہ داری سے پہلو کیسے بچا سکتے ہیں؟ قانون سے لاعلمی کو سزا سے بریت کا جواز تسلیم نہیں کیا جاتا تو ان عالم فاضل اَفراد کی طرف سے بسنت کے بارے میں اس تجاہل عارفانہ کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔

لاہور شروع سے بسنت کا مرکز رہا ہے، مگر چند برسوں سے جس رنگ میں یہاں بسنت منایا جاتا رہا ہے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ محمد حنیف قریشی صاحب اپنے مضمون میں ''بسنت کا تہوار، تاریخ و مذہب کے آئینہ میں'' لاہور میں بسنت کے تہوار کے بارے میں موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ بسنت ایک موسمی اور ثقافتی تہوار ہے، جس کا مذہب اور قوم سے کوئی تعلق نہیں تاہم ابھی ایسے بزرگ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہوں گے جو اس امر کی شہادت دیں گے کہ آزادی سے قبل بسنت کو عام طور پر ہندوؤں کا تہوار ہی سمجھا جاتا تھا اور لاہور میں ہی جوش وخروش سے منایا جاتا تھا۔ جہاں دو تین جگہ بسنت میلہ منعقد ہوتا تھا، ہندو مرد اور عورتیں باغبانپورہ لاہور کے قریب حقیقت رائے کی سمادھ پر حاضری دیتے اور وہیں میلہ لگاتے۔ مرد زرد رنگ کی پگڑیاں باندھے ہوتے اور عورتیں اسی رنگ کا لباس ساڑھی وغیرہ پہنتیں۔ سکھ مرد اور عورتیں اس کے علاوہ گوردوارہ اور گورومانگٹ پہ بھی میلہ لگاتے۔ ہر جگہ خوب پتنگ بازی ہوتی۔ اندرون شہر بھی پتنگیں اُڑائی جاتیں اور لاکھوں روپیہ اس تفریح پر خرچ کیا جاتا۔ مسلمان بھی اس میں حصہ لیتے مگر زرد کپڑوں وغیرہ کے استعمال سے گریز کرتے۔ یہ سارا کھیل دن کو ہوتا، رات کو روشنیاں لگانے اور لاؤڈ سپیکر، آتش بازی یا اسلحہ کے استعمال کا رواج نہ تھا'' (نقوش، لاہور نمبر)

مذہبی لحاظ سے تو بسنت منانا قابل اعتراض ہے ہی، خالصتاً موسمی اور ثقافتی تہوار کی حیثیت سے بھی اس کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔ گذشتہ چند برسوں سے لاہور کے نودولتیوں، اَوباشوں، سمگلروں اور عیاشوں نے بسنت کے تہوار کو اپنی اباحیتِ مطلقہ کے اِظہار کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ایک بظاہر سماجی تہوار میں جس طرح سماجی اَخلاقیات کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں، وہ ہر اعتبار سے قابل مذمت ہے۔ شاید ہی کوئی دوسرا ثقافتی تہوار ہو جس میں اس قدر وسیع پیمانے پر شراب وکباب اور شباب کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اخبارات میں فائیو سٹار ہوٹلوں، حویلیوں اور بعض کوٹھیوں میں بسنت منانے والے خواتین وحضرات کی تصاویر عام شائع ہوتی ہیں، مگر ان مواقع پر رقص وسرود، شراب نوشی اور طوائف بازی کی بے باکانہ گناہ آلود مجالس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ ایسی مجالس میں منتخب افراد کو مدعو کیا جاتا ہے، دوسری یہ کہ ان مجالس کے شرکا اس کی تفصیلات ہر صحافی کو کم ہی بتاتے ہیں۔ حتیٰ کہ صحافی حضرات کو بھی ان مجالس میں اس شرط پر شریک کیا جاتا ہے کہ وہ راز داری قائم رکھیں گے۔ ان مجالس میں ثقافت کے نام پر جو جو جنسی ذلالتیں اور رہوسناکیاں برپا کی جاتی ہیں، انہیں منظر عام پر اگر لایا جاسکے تو قوم کو معلوم ہوگا کہ ایک اسلامی ریاست میں فحاشی کی کون کون صورتیں طبقہ اُمرا میں مروّج ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

راقم الحروف کے ایک جاننے والے صاحب ہیں جنہیں ایسی مجالس میں شریک ہونے کا موقع ملا ہے۔ ان کی روایت کے مطابق بسنت کے موقع پر لاہور شہر کی معروف طوائفوں اور اداکاراؤں کی بولیاں لگتی ہیں۔ ان کے بقول گذشتہ سال (۲۰۰۰ء) بسنت کے موقع پر ایک نوخیز فلمی اداکارہ کو گلبرگ کے ایک رئیس صنعت کار نے بسنت رات کے لئے پانچ لاکھ دے کر 'بک' کیا۔ اس اداکارہ نے تمام رات فطری لباس میں یعنی عریاں ہو کر رقص پیش کیا۔ فسق و فجور کی اس مجلس میں لاہور کے منتخب اَشراف شریک تھے، انہوں نے جس والہانہ انداز میں ویلیں نچھاور کیں، اس کا اندازہ خود راوی کو بھی نہیں ہے۔ جنسی باؤلے پن اور حیوانیت کے جو مظاہرے کئے گئے، ان کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ انہی صاحب نے شاہ جمال کی ایک کوٹھی میں بسنت کے اِنتظامات کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کوٹھی کے ایک حصے میں شراب کا کاؤنٹر سجایا گیا تھا جہاں نہایت قیمتی شراب، انواع قسم وافر مقدار میں موجود تھی۔ ہر طالب حسب ِخواہش شراب نوشی کرسکتا تھا۔ کوٹھی کے لان میں باربی کیو کا اہتمام تھا جہاں لذتِ کام و دہن کے لئے ہر نعمت موجود تھی۔ ایک وسیع ہال میں رقص و سرود کی محفل جمع تھی۔ مکان کی چھت پر ڈھول تماشے، طوائفیں اور کرائے کی عورتیں موجود تھیں جو ہر 'بوکاٹا' پر نعرے لگاتی تھیں۔ رات کے آخری حصے میں طوائفیں بدستور رقص پیش کر رہی تھیں، البتہ شرکا کی اکثریت شراب کے نشے میں مدہوش تھی...... دو چار کوٹھیوں کی بات نہیں ہے، بسنت کے موقع پر لاہور شہر میں سینکڑوں ایسے محلات ہیں جہاں اباحیتِ مطلقہ اور جنسی ہوسناکیوں کے یہ مناظر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان مجالس میں محض امرا ہی نہیں، وہ لوگ بھی شریک ہوتے ہیں جن کا بنیادی فریضہ امن عامہ کا قیام اور جرائم پیشہ افراد کی گرفتاری ہے۔

رنجیت سنگھ کے زمانے میں طوائفیں بسنت میلے میں شریک ہوتی تھیں اور بسنتی لباس پہنتی تھیں، آج بھی 'گناہ کے بازار' میں بسنت کا تہوار بے حد جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں اُمراء کی بیگمات زرد لباس نہیں پہنتی تھیں مگر آج امیر گھرانوں کی بیگمات طوائفوں کے اتباع میں نہ صرف زرد لباس پہنتی ہیں بلکہ پتنگ بازی میں جوش وخروش سے حصہ لیتی ہیں۔ نوجوان لڑکیاں بوکاٹا کے نعرے لگاتی اور کلاشنکوف سے فائرنگ کرتی ہیں۔ اندرونِ شہر مکانوں کی چھتیں سرسوں کے کھیت جیسا منظر پیش کرتی ہیں۔

بسنت ایک ایسا تہوار ہے جس میں امیر، متوسط اور غریب گھرانے اپنی اپنی مالی اِستعداد کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ فروری کا مہینہ شروع ہوتے ہی بسنت کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں۔ پتنگ بازی جہاں ایک بہت بڑا شغل سمجھا جاتا ہے، وہاں پتنگ سازی لاہور میں اچھی خاصی صنعت کا روپ دھار چکی ہے، ایک فضول شوق کی تکمیل میں قوم کا کروڑوں روپے کا سرمایہ برباد کردیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو مالی پریشانیوں سے دوچار ہیں اور زندگی کی گاڑی مشکل سے چلا رہے ہیں، وہ بھی چاہے قرض کیوں نہ لینا پڑے، بسنت ضرور مناتے ہیں۔ ایک جنون ہے جو اہل لاہور پر طاری ہوجاتا ہے یا کردیا جاتا ہے، دو چار روپے کی

www.KitaboSunnat.com

پتنگ لوٹنے کے لئے لڑکے بالے ہاتھوں میں ڈھانگے لئے سڑکوں پر دیوانہ وار پھرتے ہیں، انہیں تیز رفتار ٹریفک کا احساس ہوتا ہے، نہ انہیں مکانات کی چھتوں سے گرنے کا احتمال روکتا ہے۔ کٹی ہوئی پتنگ دیکھتے ہی ان پر دیوانگی اور پاگل پن طاری ہوجاتا ہے۔ گذشتہ سال ہمارے مکان کے بالکل سامنے ایک درخت پر اَٹکی ہوئی پتنگ کو اُتارتے ہوئے ایک دس سالہ بچہ شاخ ٹوٹنے کی وجہ سے زمین پر گر پڑا۔ ابھی چند روز پہلے ایک معاصر روزنامے میں ایک بچے کی تصویر شائع ہوئی جس کے دونوں بازو گذشتہ سال بسنت کے موقع پر کاٹنے پڑے۔ تیز دھار ڈور کی وجہ سے کئی مرتبہ راہ گیروں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں۔ مکانوں سے گر کر ہلاک ہونے والوں کی تعداد خاصی تشویش ناک ہے۔

آج کل بسنت کا تہوار محض پتنگ بازی تک محدود نہیں رہا، اس میں آتشیں خودکار اسلحہ سے فائرنگ کا خطرناک رُجحان بھی فروغ پاچکا ہے۔ بسنت کی رات پورا شہر کان پھاڑنے والی فائرنگ کی زد میں رہتا ہے۔ کوئی اگر مریض ہے اور شور سے پریشان ہوتا ہے، تو جانے اپنی بلا سے، بسنت بازوں کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے کسی دشمن ملک نے لاہور پر چڑھائی کردی ہے، ایک دھاکوں کا سلسلہ ہے جو طلوعِ سحر تک جاری رہتا ہے۔ فائرنگ کے ساتھ ڈیک لگا کر اونچی آواز میں موسیقی کے نام پر طوفانِ بدتمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ پتنگ کٹنے یا کاٹنے پر لڑکیاں لڑکے مل کر مجنونانہ اُچھل کود کرتے ہیں۔ چھتوں پر دندناتے ہیں اور بے تحاشا ہڑبونگ مچاتے ہیں۔ اگر کوئی ناسازیٔ طبع کی بنا پر نیچے کمروں میں سویا ہوا ہے، اسے پہنچنے والی ذہنی اذیت کا احساس تک نہیں کیا جاتا۔

لاہور زندہ دلوں کا شہر سمجھا جاتا رہا ہے مگر یہاں کی زندہ دلی اب ہلڑ بازی کا رنگ اختیار کرچکی ہے کسی ثقافتی تہوار میں جس شائستگی اور سماجی نفاست کی توقع کی جاتی ہے، بسنت کے موقع پر اس کے بالکل برعکس مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ لاہور میں شادی بیاہ کے موقع پر تو کھانوں پر ابھی تک پابندی ہے، مگر بسنت کے موقع پر جس اِسراف کے ساتھ گھر گھر کھانوں اور دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس کی طرف ابھی تک توجہ نہیں کی گئی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس طرح کی دعوتوں میں مجموعی طور پر کروڑوں روپے اُڑا دیئے جاتے ہیں۔

بسنت کے موقع پر کس قدر جوش وخروش اور جنون خیزی کا مظاہرہ کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کی ذمہ داری کسی ایک طبقہ پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ حکومت، ذرائع اَبلاغ، پریس، سیکولر طبقہ، والدین، اساتذہ، سماجی راہنما، طبقہ علما سب نے اس معاملے میں کوتاہی کا ارتکاب کیا ہے۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت اور راہنمائی کے فرائض کو اَحسن طریقے سے نبھانے میں غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ماضی قریب میں پتنگ بازی کو آبرومندانہ شغل یا تفریح نہیں سمجھا جاتا تھا۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور تک ہر سال بسنت کے موقع پر حکومت پنجاب کی طرف سے تمام اِداروں کے سربراہوں کو ہدایت کی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

جاتی تھی کہ وہ اپنے دفتر کے افسروں کو پتنگ بازی یا ہلڑ بازی میں شریک ہونے سے منع کریں۔ پتنگ بازی کو سرکاری قواعد میں وقار سے گری ہوئی تفریح سمجھا جاتا تھا۔ سن ۲۰۰۰ء میں پہلی مرتبہ لاہور میں بسنت کا تہوار سرکاری سرپرستی میں منایا گیا، پتنگ بازی کے باقاعدہ مقابلے کرائے گئے اور جیتنے والوں کو انعام واِکرام سے نوازا گیا۔ لاہور کارپوریشن اور ہارٹی کلچرل اتھارٹی نے مال روڈ اور دیگر اہم شاہراہوں پر پتنگ نما کتبے آویزاں کئے جو کئی ماہ تک یونہی لگے رہے۔ حکومت ناجائز اسلحہ کی پکڑ دھکڑ کے بارہا اعلانات کرتی رہتی ہے، مگر بسنت کے موقع پر بے تحاشا فائرنگ کرنے والوں کو گرفتار نہیں کیا جاتا۔ دھات کی ڈوروں کے استعمال کی وجہ سے واپڈا کا بجلی سپلائی کرنے کا نظام شدید متاثر ہوتا ہے، مگر اس جرم کے مرتکب افراد کے خلاف قانونی کاروائی نہیں کی جاتی۔ واپڈا کی اپیلیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں، اسے ہر سال کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

بسنت جیسے تہوار کے متعلق جنون خیزی پیدا کرنے میں سب سے زیادہ کردار ذرائع ابلاغ پر چھائے ہوئے ایک مخصوص طبقہ نے ادا کیا ہے جو تہذیب وثقافت کے نام پر اس ملک میں بیہودگی اور اِباحیت کو رواج دینا چاہتا ہے۔ بسنت کے موقع پر ٹیلی ویژن پر 'پتنگ باز سجنا' جیسے واہیات گانوں کو بار بار پیش کیا جاتا ہے، اخبارات میں خصوصی ایڈیشن شائع کئے جاتے ہیں جس میں بازاری عورتوں کو بسنتی لباس میں دکھایا جاتا ہے۔ اَخباری رپورٹوں میں بار بار بسنت کے اِنتظامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اِعلانات شائع کئے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں مقامات پر بسنت انتہائی جوش وخروش سے منایا جائے گا۔ یہ ساری سرگرمیاں نوجوانوں میں بسنت کے متعلق آتش شوق کو بھڑکا دیتی ہیں۔

سکولوں میں اساتذہ بچوں میں بسنت کے متعلق صحیح شعور پیدا کرنے کی بجائے اُلٹا انہیں ان تقریبات میں والہانہ طور پر شریک ہونے کے لئے اکساتے ہیں۔ کلاس میں پوچھا جاتا ہے کہ ''بچو! اس سال بسنت منانے کے لئے آپ نے کیا کیا انتظام کیا ہے؟'' اساتذہ کی اپنی معلومات بھی بے حد ناقص ہیں، وہ اسے محض موسمی تہوار ہی سمجھتے ہیں۔ انگلش میڈیم سکولوں میں بے حد اہتمام سے بسنت منایا جاتا ہے۔ طلباء و طالبات مل کر گڈیاں اور گڈے اُڑاتے ہیں۔ ایسی مخلوط مجالس جنسی ہیجان خیزی اور آوارگی کو پروان چڑھاتی ہیں۔ کارپوریشن اور حکومت کی زیرنگرانی چلنے والے سکولوں میں بھی بقدرِ استعداد اس غیر اسلامی تہوار کا جشن برپا کیا جاتا ہے۔

ایک اسلامی مزاج رکھنے والی خاتون، جس کے بچے ڈویژنل پبلک سکول میں پڑھتے ہیں، نے بتایا کہ سکول کے پرنسپل نے سخت ہدایات جاری کی ہیں کہ بسنت کے موقع پر ہر طالب علم کم از کم ایک 'گڈی' کا بندوبست ضرور کرکے آئے اور ہر طالبہ کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ ایک ڈور خرید کر لائے۔ نہایت تاسف کا مقام ہے کہ ہمارے سکول جہاں توقع کی جاتی ہے کہ طلباء میں اسلامی شعائر سے محبت کو

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

پروان چڑھائیں گے، وہاں ہندوؤں کے تہوار منانے کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ کیا مسلمانوں کے اپنے تہوار منانے کے لئے بھی سکولوں میں اس قدر تہذیبی جوش وخروش کا مظاہرہ کیا جاتا ہے؟ اس کا جواب والدین کو بخوبی ہے۔اس بارے میں والدین کو بھی بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب بچے والدین کا جوش وخروش دیکھتے ہیں تو اس کا گہرا اثر قبول کرتے ہیں۔بعض افراد کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ مل کر پتنگ لوٹنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کہیں ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک گستاخِ رسول کی یاد میں منعقد کئے جانے والے بسنت میلہ میں شریک ہو کر توہین رسالت کا ارتکاب تو نہیں کررہے؟ کیا ہم ہندوؤں کے مذہبی تہوار کو منا کر دوسری قوموں سے مشابہت کے گناہ کا اِرتکاب تو نہیں کررہے؟ کیا ہمارا بسنت منانے کا طور طریقہ لہو ولعب کی تعریف میں شامل تو نہیں ہے؟ اہل اقتدار کو بھی ضرور سوچنا چاہئے کہ وہ بسنت جیسے تہواروں کی سرپرستی کرکے کہیں مسلمانوں کے اصل تہواروں کے متعلق عام لوگوں میں عدمِ دلچسپی کے جذبات کو تو پروان نہیں چڑھا رہے؟ بسنت کے نام پر رقص وسرور، ہلڑ بازی، ہاؤ ہو،شور شرابہ، چیخم دھاڑ، فائرنگ، وغیرہ مہذب قوموں کا شعار نہیں ہے۔ہمیں رسالت مآب ﷺ کا یہ فرمان بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تمام قوموں کی عیدیں ہیں، ہماری عیدیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ہیں!''

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی قوم سے مشابہت کرے گا وہ انہی میں اٹھایا جائے گا'' (ابوداود) [محمد عطاء اللہ صدیقی]

افسوسناک خبر: محدث میں عرصۂ دراز تک لکھنے والے اور طویل عرصہ تک جامعہ لاہور الاسلامیہ میں گرانقدر خدمات انجام دینے والے معروف اسلامی قلمکار مولانا محمد مسعود عبدہٗ قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!......۲/فروری کو رات ۱۲ بجے پڑنے والا دِل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا اور آپ طلوعِ سحر سے قبل خالق حقیقی سے جاملے۔قریبی ذرائع کے مطابق تقریباً ۲ ماہ قبل اپنی ہونہار بیٹی محترمہ مریم خنساء کی کم سنی میں وفات سے شدید دکھ سے دوچار تھے۔

موصوف بہت سی کتابوں کے مترجم اور متعدد کتب کے مصنف تھے۔آپ کا تعلق مشہور دینی خانوادہ کیلانی خاندان سے تھا۔ اسلام سے بہت جذباتی لگاؤ رکھتے تھے اور نبی کریم، صحابہ کرامؓ کے عزت وناموس کے بارے میں بہت حساس تھے۔آپ کے جنازے میں محدث او رجامعہ کے ذمہ داران کے علاوہ لاہور کے نامور علماء، جناب علیم ناصری، جناب محمد اسحق بھٹی اور مولانا عبدالوکیل علوی وغیرہ نے شرکت کی۔ جنازہ مولانا عبدالسلام بھٹوی نے پڑھایا اور تدفین قبرستان میانی صاحب میں ہوئی۔ اِدارہ ان کی وفات پر ان کے اہل خانہ، کیلانی خاندان اور مولانا احمد شاکر، ان کے بیٹوں کے دکھ میں شریک ہے اور تمام قارئین سے محمد مسعود عبدہ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کرنے کی گذارش کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

دارُالافتاء

شیخ الحدیث حافظ ثناءُاللہ مدنی
جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ)

❑ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے لئے 'مولیٰ' کے لفظ کا استعمال......سیاہ لباس پہننا

❑ غائبانہ نمازِ جنازہ......مشترکہ کاروبار پر زکوٰۃ......نماز کے دوران نبی ﷺ پر درود

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیٹی، ساس، سالی میں سے کسی ایک کو بغرضِ شہوت ہاتھ لگاتا ہے۔ جماع اور مباشرت تو مقصود نہ ہو، محض لمس بالشہوۃ ہو تو کیا ایسے شخص کی اپنی بیوی اس پر حرام ہوجاتی ہے اور بطورِ میاں بیوی ان کا رشتہ ختم ہوجاتا ہے؟ (سید شہزاد عالم بخاری)

جواب: راجح مسلک کے مطابق شہوت سے چھونے سے حرمتِ مصاہرت (سسرالی) ثابت نہیں ہوتی، حدیث میں ہے لا یحرّم الحرامُ الحلالَ (دارقطنی، ابن ماجہ وغیرہ) ......حرام کے ارتکاب سے حلال شے حرام نہیں ہوتی، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو فتح الباری (۹/۱۵۶)، اس کیلئے توبہ استغفار کرنا چاہئے۔

سوال: ایک آدمی نے اصل زرمبلغ ستر ہزار روپے سے دکان شروع کی۔ کاروبار چل جانے کے بعد اپنی اصل رقم اس نے نکال لی، اب لوگوں کی رقم سے کاروبار چل رہا ہے۔ اس صورت میں دکان میں ۷۷ ہزار کا مال موجود ہے جبکہ اس نے جو سامان بطورِ قرض لوگوں کو دیا ہے اور لوگوں سے لینا بھی ہے وہ مبلغ ۶۷ ہزار ہے۔ بذمہ دکان ایک لاکھ چھہتر ہزار روپے قرض بھی ہے۔ تو اس صورت میں کتنی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ (محمد حسن احسن، رینالہ خورد)

جواب: سال گزرنے پر دکان کی طرف منسوب سارے مال کا حساب لگا کر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ سنن ابوداود میں حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے، فرمایا:

أمرنا رسول اللهﷺ أن نخرج الصدقة مما نعده للبيع

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جو مال خرید وفروخت کے لئے ہو، اس کی زکوٰۃ ادا کریں''

اور جو قرض لینا ہے، اگر اس کے بروقت ملنے کی امید ہو تو اس کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور جس قرضہ کے ملنے کی امید نہ ہو، اگر وہ کئی سالوں کے بعد مل جائے تو اس صورت میں صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ (موطأ امام مالک)

اور دکان پر قرض کی صورت میں اگر شرکاءِ کاروبار کے ہاں وسعت ہے تو زکوٰۃ دینی پڑے گی ورنہ نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ مختلف اشخاص کی کسی شے کا حکم، مسئلہ زکوٰۃ میں ایک شخص کی شے کا حکم ہے۔ چنانچہ بکریوں والی حدیث اس امر کی واضح دلیل ہے جس میں شرکاء میں سے ہر ایک کی بکریاں تو نصاب

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

تک نہیں پہنچتی تھیں مگر اکٹھی ہونے کی صورت میں تکمیل نصاب سے زکوٰۃ پڑ جاتی ہے۔(صحیح بخاری) شرکاءِ دکان کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، بقدرِ حصص سب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

سوال: صحیح مسلم کے حوالے سے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ولا يقل العبد لسيده مولاي فان مولا كم الله عزوجل اس حدیث کا سیاق وسباق کیا ہے؟ سورۃ البقرہ کے آخر میں بھی مولانا 'ربّ العلمین' کے لئے آیا ہے، وضاحت فرمائیں؟

جواب: صحیح مسلم میں مصنف نے اعمش پر اس میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ بعض راویوں نے اعمش سے ولايقل العبد لسيده ...... کی زیادتی کو ذکر کیا ہے جبکہ بعض نے حذف کردیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا: زیادہ صحیح بات اس کا حذف کرنا ہے اور قرطبی نے کہا: مشہور اس کا حذف کرنا ہے، پھر کہا وإنما صرنا الى الترجيح للتعارض مع تعذرالجمع وعدم العلم بالتاريخ ''تعارض کی بنا پر ہم نے ترجیح کا مسلک اختیار کیا ہے کیونکہ دونوں احادیث میں تطبیق مشکل ہے اور تاریخ کا علم نہ ہونے کی بنا پر ناسخ ومنسوخ بھی نہیں قرار دیا جاسکتا''۔ آپس میں مخاطبت کے آداب کے سلسلہ میں اس کا بیان کیا گیا ہے۔ لفظ مولیٰ کے استعمال کی مختلف صورتیں ہیں: بلا اضافت کے اس کا اطلاق صرف ربّ تعالیٰ پر ہے۔ اور اضافت کی صورت میں اللہ کے علاوہ دوسروں پر بھی اطلاق ہوسکتا ہے۔ صحیح بخاری میں باب كراهية التطاول على الرقيقميں ھے وليقل سيدي مولاي لہٰذا اصل جواز ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری (۵/۱۸۰)

سوال: ایک کنواری لڑکی کی منگنی ایک لڑکے سے ہوئی اور ان دونوں نے آپس میں شادی سے پہلے ہی زنا کرلیا، کیا اب ان کا آپس میں نکاح جائز ہے؟

جواب: زانی اور زانیہ کا نکاح آپس میں ناجائز ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً ...... وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ ''زانی مرد نہیں نکاح کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت سے اور انہیں مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے''۔ اس طرح قصہ مَرثد میں بھی عدمِ جواز کی دلیل ہے جس میں ہے کہ مَرثد مکہ میں داخل ہوے، وہاں انہوں نے عناق نامی ایک بدکارہ کو دیکھا۔ اس بدکار عورت نے مرثد کو بدکاری کی دعوت دی لیکن مرثد نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد جب مرثد مدینہ منورہ آئے تو نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں عناق سے نکاح کرلوں تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا، جس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی...... البتہ اگر وہ سچی توبہ کرلیں تو پھر ان کے نکاح کا جواز ہے۔ صحیح حدیث میں ہے: فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب ، تاب عليه

''جب آدمی اپنے گناہ کا اعتراف کرکے اسکے بعد توبہ کرلیتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتا ہے''

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

اور دوسری روایت میں ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب له

''گناہ سے توبہ کرلینے والا ایسے ہی ہے، جیسے اس کا کوئی گناہ نہیں''

علاوہ ازیں استبراءِ رحم بھی ضروری ہے اور اگر عورت زنا سے حاملہ ہوچکی ہو تو وضع حمل کا انتظار کرنا ہوگا، حمل چاہے زانی کا ہو یا غیر کا!......مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المغنی لابن قدامہ (ج۹ ص ۵۶۳)۔

سوال: آج کل قبروں پر نام لکھے جاتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے اور کیا قبریں پختہ بنانا جائز ہے۔ اگر قبروں پر نام لکھنا جائز نہیں تو اس پر کیا نشانی رکھی جائے؟

جواب: حضرت جابر سے روایت ہے، انہوں نے کہا

نهى رسول الله ﷺ أن يجصّص القبر وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه أو يزاد عليه أويكتب عليه (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسلم، ابوداود)

''نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو چونے گچ کیا جائے، اس پر بیٹھا جائے، اس پر عمارت بنائی جائے یا اس پر زائد مٹی ڈالی جائے یا اس پر کچھ لکھا جائے''

اس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر لکھنا اور انہیں پختہ بنانا ناجائز ہے۔ امام محمد 'الآثار' میں لکھتے ہیں کہ قبر پر لکھنا یا کتبہ لگانا مکروہ (حرام) ہے، ہاں البتہ نشانی رکھنا جائز ہے۔ نبی ﷺ نے عثمان بن مظعون کی قبر پر پتھر رکھتے ہوئے فرمایا کہ ''اس سے میں اپنے بھائی کی قبر کو پہچان لوں گا اور ہمارے اہل سے جو فوت ہوگا اس کے قریب میں اسے دفن کروں گا'' (ابوداود)

سوال: آج کل یہ رسم عام ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی (مثلاً ہیڈ ماسٹر) کلاس روم میں داخل ہوتا ہے تو ٹیچر اور بچے اسکے اَدب میں کھڑے ہوجاتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ (محمد بلال کمبوہ، کھڈیاں)

جواب: بچوں کا اس طرح کھڑے ہونا ناجائز ہے، حدیث میں ہے

من سرّه أن يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار (ترمذی، ابوداود)

''جسے یہ بات اچھی لگتی ہو کہ لوگ اسکے احترام میں کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''

سوال: کسی کام کاج یا کاروبار کے لئے قرآنی آیات کا عمل کرنا کیسا ہے؟ بعض کتابوں میں لکھا ہوا ملتا ہے کہ اس آیت کو اتنی مرتبہ پڑھنے سے فلاں کام ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ۔ کیا اس طرح ان کی تعداد مقرر کرکے کوئی خاص قرآنی آیتوں کا عمل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ قرآنی آیات کی تلاوت باعثِ خیر و برکت ہے لیکن ان کے وِرد اور وظائف میں اپنی طرف سے تعداد مقرر کرنا درست عمل نہیں۔

سوال: فرض نماز کھڑی ہو یا الگ کوئی سنتیں، نوافل وغیرہ ادا کررہا ہو۔ نبی رحمت ﷺ کا اسم گرامی سن کر کیا وہ اپنے دل میں درود پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ بعض امام صاحب ایسی آیات کی تلاوت کردیتے ہیں

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

جس میں آپؐ کا نام آتا ہو۔ دورانِ نماز آپؐ پر اس طرح سے درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اس صورت میں عمومِ اَحادیث کی بنا پر بحالتِ نماز نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کا جواز ہے۔ اور اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں اس حدیث پر عمل ہوجائے گا

لا تقرؤوا بشيئ من القرآن إذا جهرت إلا بأم القرآن ''جب میں اونچی آواز سے تلاوت کروں تو سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو'' (ابوداود: کتاب استفتاح الصلوٰۃ، دارقطنی: ۳۱۹/۱)

سوال: ایک عورت کو دو مختلف مجالس میں رجعی طلاقیں ہوچکی تھیں، بعد ازاں اس نے شوہر سے بذریعہ خُلع علیحدگی حاصل کرلی۔ کیا دو طلاقوں کے بعد تیسرے موقع پر خلع تیسری طلاقِ بائن کے حکم میں ہوگا یا عدت کے بعد وہ اسی شوہر سے نکاح کرسکتی ہے؟

۲۔ ایک عورت کا صرف خُلع کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہوا۔ کیا اس کے بعد کسی طلاقِ رجعی کی گنجائش رہ جاتی ہے یا کوئی ایک دی گئی طلاق، طلاقِ ثلاثہ کی مانند بائن ہوجائے گی؟ خُلع سے پہلے کوئی طلاق نہیں دی گئی تھی۔ (ڈاکٹر عبدالرحمن چوہدری، لاہور)

جواب: دو رجعی طلاقوں کے بعد خلع تیسری طلاق کے حکم میں ہے۔ قصہ ثابت بن قیس میں اس کا نام 'طلاق' رکھا گیا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ثابت باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دے دو (صحیح بخاری وغیرہ) ......قرآنی آیت حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۲۔ خلع کے بعد اسی شوہر سے نکاح کی صورت میں بقیہ طلاقوں کی گنجائش باقی رہتی ہے اور ان کی اصلی حیثیت برقرار ہے، دو طلاقوں میں سے پہلی رجعی اور دوسری بائن ہوگی جو خلع سمیت درحقیقت تیسری تصور ہوگی۔

سوال: کیا امیر لوگوں سے جہیز لینا جائز ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ خود نہیں مانگنا چاہئے لڑکی والے جو دیں، وہ لے لینا چاہئے۔ لوگوں کو جہیز لینے سے روکا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ بڑے بڑے مولوی خود جہیز دیتے اور لیتے ہیں۔ (محمد بشیر احمد قصوری، ابوتراب)

جواب: جہیز ایک ہندووانہ رسم ہے جس سے احتراز ازبس ضروری ہے۔ جہیز دراصل عورت ذات کو وراثت سے محروم کرنے کی ایک سازش ہے۔ آج کل بالفعل ہمارے ماحول اور معاشرہ میں یہی کچھ نظر آرہا ہے کہ جو لوگ جہیز کے پابند ہیں وہ بعد میں اپنے کولڑکی کی وراثت سے بری الذمہ سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر دھوکہ ہے۔ ایسے لوگ جہاں حقوق کی عدم ادائیگی کے مجرم ہیں، وہاں کافرانہ رسموں سے بھی اپنے بوجھ میں اضافہ کررہے ہیں لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم......!

ایک مسلمان کے لئے کسی پیر یا مولوی کا عمل نمونہ نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے کتنے ہی اَحبار و رہبان

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہیں جو عمل نہ کرنے کی وجہ سے کتاب وسنت میں قابل مذمت ٹھہرے ہیں۔ صراطِ مستقیم بالکل واضح ہے اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اس کی رات بھی دن ہے، صرف بدقسمت ہی برباد ہوگا'' لہٰذا ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ سوچ سمجھ کر قدم رکھے، کل حساب اکیلے ہی کو دینا ہوگا، دوسرا کوئی اس کا معاون و مددگار نہیں ہوگا اور جہاں تک تحائف کا تعلق ہے تو بلاشبہ ان کا جواز ہے لیکن تحائف کے بہانے جہیز کا جواز پیدا کرنا بھی موجبِ گرفت ہے۔ اصحابِ سبت حیلوں کی وجہ سے ہی مستحق لعنت ٹھہرے تھے...... أعاذنا الله منها

سوال: کیا مردوں اور عورتوں کے لئے سیاہ لباس پہننا جائز ہے؟

جواب: مردوں اور عورتوں کے لئے سیاہ لباس پہنے کا جواز ہے، ممانعت نہیں۔ صحیح بخاری میں نبی ﷺ نے اُمّ خالد کو سیاہ لباس پہنایا تھا: باب الخميصة السوداء۔ اور سنن ابوداود وغیرہ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے سیاہ اُونی جبہ تیار کیا، آپ ﷺ نے اس کو پہنا (فتح الباری:۲۸۱۹)...... عون المعبود ۹۰۵/۴ میں ہے

والحديث يدل على مشروعية لبس سواد وأنه لا كراهة فيه

''اور یہ حدیث سیاہ لباس کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے، اور یہ کہ اس میں کوئی کراہت نہیں''

اور نسائی میں ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے سیاہ پگڑی پہنی ہوئی تھی (لبس العمائم السود)

سوال: کراچی سے جنازہ نتھیاگلی کے لئے بذریعہ جہاز روانہ ہوا۔ لوگ نتھیاگلی جمع ہوئے، قبر تیار ہوئی تو اطلاع ملی کہ جہاز بوجہ خرابیٔ موسم کراچی واپس چلا گیا ہے۔ جہاز کی روانگی میں مزید تاخیر ہونے کی وجہ سے کیا وہاں جمع لوگ جنازہ پڑھ سکتے ہیں جبکہ میت ابھی دورانِ سفر ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ میت دوسرے دن یا رات اپنے آبائی گاؤں پہنچے گی، کیا اس طرح غائبانہ نمازِ جنازہ جائز ہے؟

جواب: غائبانہ جنازہ کا جواز تو ہے۔ نجاشی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

إن أخاكم قدمات بغير أرضكم فقوموا فصلوا عليه

''تمہارا بھائی غیر زمین میں فوت ہوگیا ہے، اٹھو اس کی نمازِ جنازہ پڑھو''

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے: قد توفي اليوم کہ وہ آج فوت ہوا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میت پر نمازِ جنازہ پڑھنا، اس کے لئے دعا کرنا اس کے کفن میں ملفوف ہونے کی صورت میں جائز ہے تو غائبانہ یا قبر پر اس کے لئے کیوں جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری ۳۱/۳) اور امام شوکانیؒ الدرر البهية میں فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ قبر پر پڑھی جاسکتی ہے اور غائب میت پر بھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ میت کے دفن یا عدمِ دفن سے اصل مسئلہ کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، معاملہ دونوں کا ایک جیسا ہے، قصہ نجاشی عموم کی دلیل ہے لیکن صورتِ مسئولہ میں میت کی آمد کا انتظار کرنا چاہئے، کیونکہ اس کی آمد متوقع ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

علم وعمل کے روشن ستارے کا غروب

ڈاکٹر سہیل حسن

شیخ محمّد بن صالح العثیمین رح

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: قربِ قیامت امت فتنوں میں گھر جائے گی، الفتن کالليل المظلم الفتن تموج کموج البحر کہ فتنے سمندر کی لہروں کی طرح یلغار کریں گے اور اندھیری رات کی طرح پوری اُمت پہ چھا جائیں گے۔فتنوں اور مصائب کی شکلیں مختلف ہوں گی: کہیں مال کا فتنہ ہوگا، کہیں قتل وغارت کا فتنہ ہوگا لیکن ان تمام فتنوں کا سبب ایک بہت بڑا فتنہ ہوگا اور وہ ہوگا علم صحیح کا اُٹھ جانا......علم صحیح اس وقت اُٹھ جائے گا جب علماءِ حق دنیا سے ختم ہو جائیں گے۔علم صحیح اسلام کا مضبوط ترین قلعہ اور اس علم کے حامل علماء کا وجود اُمت کے لئے رحمت ہے۔ایک عالم کی موت پورے عالَم کی موت ہوتی ہے، پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے:

إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالما اِتخذ الناس رؤوسا جهالا ، فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلّوا وأضلوا (بخاری)

''اللہ بندوں کے سینوں سے علم نہیں کھینچے گا بلکہ علماء کی موت سے علم کو قبض فرمائے گا حتیٰ کہ کوئی عالم دنیا میں باقی نہیں رہے گا تب لوگ جہلاء کو اپنا سردار بنا لیں گے۔ان سے سوال کیا جائے گا، تو وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے''۔

تھوڑے ہی عرصہ میں کتنے ہی علماءِ دارِفانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔اُمت اسلامیہ ابھی شیخ الاسلام عبدالعزیز ابن بازؒ اور محدث العصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی کی وفات کے غم سے نکلنے نہ پائی تھی کہ علم وتحقیق کا ایک اور آفتاب بھی غروب ہوگیا جس سے عالم اسلام اس وقت روشنی حاصل کر رہا تھا یعنی علامہ، محدث، مفسر، فقیہ، اُصولی، شیخ محمد بن صالح بن محمد العثیمین جو ۱۵/شوال ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۰/جنوری ۲۰۰۱ءکو جدہ میں راہ گیر عالم بقا ہوگئے۔إنا لله وانا اليه راجعون!

مولد/مسکن

شیخ مرحوم ۱۳۴۷ھ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں قصیم کے شہر عنیزہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے علومِ شرعیہ کی تحصیل میں مصروف ہوگئے۔جس علاقہ میں آپ زیر تعلیم تھے وہ علمی تحریکوں کی آماجگاہ تھا اور اس علاقہ کی مساجد حتیٰ کہ گھر بھی علمی حلقوں اور فکری مباحثوں کی ایک چراگاہ تھے۔مرد تو مرد عورتیں بھی اس علمی تحریک میں شانہ بشانہ شریک تھیں جیسا کہ روضة الناضرین کے مصنف نے اس

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تعلیم وتربیت اور شیخ کے اساتذہ

شیخ نے صغرسنی میں ہی قرآنِ مجید حفظ کرلیا تھا اور اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے نانا شیخ عبدالرحمٰن سلیمان الدامغ سے کیا۔ اس کے بعد شیخ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے جو ان کے پہلے باقاعدہ اُستاد تھے۔ ان سے توحید، تفسیر، سیرتِ نبویہ، حدیث، نحو وصرف، فقہ ووراثت، اُصولِ فقہ اور اصولِ حدیث کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ۔آپ نے اپنے اس استاذ سے بہت استفادہ کیا جو علم و عمل کا شاہکار، حسن اَخلاق کا پیکر، زہد وتقویٰ میں یکتا اور تواضع وفراخدلی میں بے مثل تھا۔ شیخ اپنے استاد کے طریقہ تدریس سے بہت متاثر تھے اور انہوں نے تدریس میں انہی کے نقش قدم کی پیروی کی۔

شیخ کی پروان ایک خالص علمی ماحول میں ہوئی۔ ہر چند کہ آپ کو بے شمار شیوخ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا، مگر جس استاذ کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر تھا وہ عنیزہ کے یہی ممتاز عالم شیخ عبدالرحمٰن سعدیؒ تھے۔ شیخ عہدِ طفولت سے لے کر ایک طویل عرصہ ان کے زیر تربیت رہے۔ عظیم استاد نے اپنی کمالِ فراست سے ہونہار شاگرد میں نبوغت (مہارت) اور قابلیت کے آثار دیکھ لئے تھے چنانچہ جب شیخ کے والد نے عنیزہ سے ریاض منتقل ہونے کا فیصلہ کیا تو شیخ سعدیؒ نے اپنے ہونہار شاگرد محمد بن صالح العثیمین کو اپنے حلقہ درس سے جدا کرنے سے انکار کردیا اور ان کے والد سے کہا کہ محمد کو چھوڑ جایئے، وہ ہمارے پاس علم سیکھیگا۔ آپؒ نے شیخ سعدیؒ کی زندگی کے دوران ہی عنیزہ کے معہد علمی میں داخلہ لیا اور وہاں کی تعلیم دو سال میں مکمل کرلی۔ اس کے بعد كلية الشريعة میں داخل ہوئے، ۱۳۷۷ھ میں آپ وہاں سے فارغ ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخ سعدی سے بھی تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ ان کا یہ عظیم استاذ عالم آخرت کو سدھار گیا۔

شیخ سعدیؒ کے علاوہ ایک عظیم المرتبت شخصیت اور بھی تھی جن کا شیخ کی زندگی پر خاصا اثر تھا، وہ عظیم شخصیت سماحة الشيخ عبد العزیز بن عبد الله بن باز رحمتہ اللہ علیہ کی تھی جن سے شیخ بہت متاثر تھے جیسا کہ شیخ محمد بن صالح العثیمین نے اپنے بارے میں حدیث میں دلچسپی اور وابستگی کے ضمن میں خود ذکر کیا ہے۔ آپ نے ان سے صحیح بخاری اور علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی بعض کتب پڑھیں۔

آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ علی بن احمد صالحی، شیخ محمد بن عبدالعزیز مطوع، علامہ کبیر شیخ محمد الامین بن محمد المختار شنقیطی (مؤلف اَضواء البیان) اور شیخ عبدالرحمٰن بن علی بن عودان رحمہم اللہ شامل ہیں۔

شیخ کی علمی خدمات

شیخ مرحوم اپنے استاذ شیخ سعدی کی وفات کے بعد ان کی جگہ پر جامع مسجد عنیزہ میں اِمامت

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

وخطابت کے منصب پر فائز ہوئے۔ جامع مسجد عنیزہ کے ساتھ تدریسی حلقہ قائم کیا۔ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں بھی تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ هيئة كبار العلماء (سینئر علماء بورڈ) کے بھی مؤثر رکن رہے۔

شیخ ابن عثیمین ۱۳۷۱ھ میں مسندِ تدریس پر متمکن ہوئے۔ آپ کی زندگی کا یہ پہلو قابل اظہار تھا کہ جب مفتی دیارِ سعودیہ اور قاضی القضاۃ شیخ محمد ابن ابراہیم کی جانب سے آپ کو عہدۂ قضا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اِسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد شیخ محمد بن ابراہیم نے شیخ کو 'احساء کورٹس' کا چیف بنانے کا فیصلہ صادر کیا لیکن شیخ نے اس فیصلہ کو بھی تسلیم نہ کیا اور اپنے حکیمانہ انداز سے شیخ محمد بن اِبراہیم کو اپنے اصرار سے دستبردار ہونے پر مطمئن کردیا۔

شیخ کی نابغہ روزگار شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ بیسیوں رسائل کے مصنف اور بلند پایہ مدرّس تھے۔ سب سے پہلے شیخ نے جو کتاب تالیف فرمائی وہ علامہ ابن تیمیہؒ کے ایک طویل فتویٰ الحموية جو علامہ ابن تیمیہؒ نے اہل حماۃ کے جواب میں لکھا تھا، کا خلاصہ تھا۔ شیخ کی یہ کتاب ۱۳۸۰ ھ میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد شیخ درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں سرگرم ہوگئے اور زندگی کی آخری سانسوں تک اسی میں مشغول رہے۔ علومِ شرعیہ میں معمولی دلچسپی رکھنے والے اس بات پر متفق ہوں گے کہ شیخ مرحوم نے نہ صرف سعودی عرب بلکہ پورے عالم اسلام میں علومِ شرعیہ کے مختلف میدانوں میں اپنی انتھک، متنوع اور پیہم کاوشوں سے علمی تحریک کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی وہ کیسٹیں جن پر عقائدوتوحید، فقہ واُصول کی بحثوں اور صرف ونحو کے قواعد کی شروح ریکارڈ ہیں، ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اگر ان کو ایک عظیم لائبریری کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اس کیسٹوں کی لائبریری سے بے شمار کتب، کتابی شکل میں آئیں جن میں سے ایک مذہب امام احمد بن حنبل کے متن کی مکمل شرح ہے۔ اس کے علاوہ ایک کتاب زاد المستقنع ہے جو اس وقت سے متواتر شائع ہورہی ہے۔ اسی طرح چند جلدوں میں ریاض الصالحین کی شرح شائع ہوئی اور اس کے علاوہ بے شمار شروحات ہیں جو تمام کی تمام ان کیسٹوں سے مرتب کی گئی ہیں۔ یہاں یہ بات نوٹ رہنی چاہئے کہ علماءِ نجد کے ہاں سوائے چیدہ چیدہ علماء کے باقاعدہ کتابیں لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ آپ کی وہ کتب اس کے علاوہ ہیں جو آپ کے شاگردوں نے آپ کی رضامندی سے آپ کی کیسٹوں سے از خود جمع ومرتب کیں۔ آپ نے چالیس سے زائد کتابیں تالیف کیں۔ اس طرح آپ کے فتاویٰ کئی جلدوں میں جمع کئے جاچکے ہیں۔ جناب فہد سلیمان نے آپ کے فتاویٰ ۱۴ سے زائد جلدوں میں مرتب کئے ہیں جو دارالثریا کی جانب سے شائع بھی ہوچکے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ان کو علمی بصیرت اور تفقہ میں اتنا اونچا مقام عطا فرمایا تھا کہ بڑے بڑے علماء اس کے معترف تھے۔ اس کی وجہ وہ خصوصیات تھیں جو بہت کم لوگوں کو ودیعت ہوتی ہیں۔ ان کی پہلی خوبی یہ ہے کہ ان کی تالیفات حسن ترتیب کا مرقع ہیں۔ عبارت نہایت شاندار اور مربوط ہے۔ شیخ ہمیشہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو اس طرح کھول کر بیان کرتے کہ طلباء کے سامنے ہر مسئلہ نکھر کر سامنے آجاتا۔

آپ کی دوسری خوبی یہ تھی کہ آپ کا طرزِ تدریس منفرد قسم کا تھا۔ آپ صرف لیکچر دینے پر اکتفا نہیں کرتے تھے جیسا کہ بعض اساتذہ کا معمول ہوتا ہے بلکہ آپ لیکچر کے دوران طلباء سے سوال و جواب کرتے۔ طلباء سے تبادلہ دلائل کرتے۔ حلقہ درس کے آخر میں بیٹھے ہوئے طالب علم کو براہِ راست سوال سے اچانک متوجہ کرتے اور اس طرح سامعین کو ذہنی طور پر اپنی طرف متوجہ رکھتے اور یہ طریقہ تعلیم آج کی دینی تعلیم میں خال خال ہی ملتا ہے۔ خاص طور پر نجد کے طرزِ تعلیم میں، مباحثہ اور سوال و جواب کا معمول نہیں ہے۔ لیکن شیخ ابن عثیمین اور ان کے استادِ مکرم شیخ سعدی مروّجہ طریقہ تعلیم کے مخالف تھے۔ آپ کے حلقہ درس کا فیضان بہت وسیع ہوتا تھا۔ ان کے گرد تشنگانِ علم کا ہجوم ائمہ محدثین کے دور کی یاد زندہ کیا کرتا تھا۔ ان کے علم کے بحر ذخار سے بہت سے تشنگانِ علم نے اپنی پیاس بجھائی۔

شیخ نے شاہ خالد مرحوم کے خرچ پر جامع عنیزہ کے قریب طلباء کے لئے ایک ہوسٹل قائم کیا تھا جہاں سعودی عرب کے دور دراز علاقوں سے حتیٰ کہ دیگر ممالک سے بھی طلباء کشاں کشاں اپنی علمی پیاس بجھانے چلے آتے۔

شیخ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ تقلید شخصی کے مخالف تھے۔ کبھی کسی خاص مسلک و مکتب فکر سے جامدانہ وابستگی کا اظہار نہیں کیا۔ آپ علامہ ابن تیمیہ سے خاص طور پر متاثر تھے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے بے شمار اِجتہادات کو اختیار کیا یا انؒ کے اجتہادات کو بنیاد بنایا۔

شاہ فیصل عالمی ایوارڈ

شیخ کی ان علمی کاوشوں کی وجہ سے انہیں شاہ فیصل عالمی ایوارڈ کا مستحق قرار دیا گیا۔ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء میں کمیٹی نے انہیں خدمتِ اسلام کے صلے میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا۔ جن خصائل حمیدہ کی بنا پر آپ کو اس ایوارڈ کا اہل قرار دیا گیا، کمیٹی نے ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

۱۔ شیخ ان گوناگوں فضائل و کمالات سے آراستہ ہیں جو واقعی علماءِ حق کا خاصا ہوتے ہیں۔ زہد و ورع، حق گوئی، راست بازی، مسلم اُمہ کی مصالح کے لئے جدوجہد اور عام و خاص کے لئے خیرخواہی کا جذبہ آپ کے امتیازی اَوصاف ہیں۔

۲۔ بے شمار لوگوں نے آپ کی تدریس، تصنیف و تالیف اور فتووں سے علمی فائدہ اُٹھایا۔

۳۔ مملکت ِ سعودی عرب کے مختلف علاقوں

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

میں آپ نے نہایت نفع رساں لیکچرز دیئے۔

۴۔ آپ نے بڑی بڑی اسلامی کانفرنسوں میں مؤثر شرکت کی اور وہاں اپنے علم سے فیض پہنچایا۔

۵۔ آپ نے ﴿اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ کے اُسلوب پر دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا اور سلف صالحین کے منہج کی ایک زندہ مثال پیش کی۔

شیخ کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ

دو سال قبل ریڈیو کے ایک مشہور پروگرام ''نور علی الدرب'' پر شیخ ابن عثیمینؒ براہِ راست گفتگو کررہے تھے۔ سامعین میں سے ایک عورت نے ان سے فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ شیخ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے، میں آپ سے اس کی تعبیر چاہتی ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ پروگرام فقہی مسائل کے لئے مخصوص ہے۔ ویسے بھی مجھے خوابوں کی تعبیر کے متعلق کوئی زیادہ علم نہیں ہے۔ لیکن عورت نے اصرار کیا کہ شیخ ضرور خواب کی تعبیر بتائیں۔ آپ نے فرمایا: چلئے، بتایئے کیا خواب ہے؟ تو عورت نے خواب بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے ایک آدمی دیکھا جس سے میں واقف ہوں کہ وہ برہنہ حالت میں خانۂ کعبہ کا طواف کررہا ہے۔ شیخ نے فرمایا:

> ''خوش ہوجایئے، یہ خواب اس آدمی کے صالح اور اللہ کے بہت قریب ہونے کی دلیل ہے اور اس کا برہنہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے اس کے گناہ معاف کردیئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا، جس کے گناہ معاف کردیئے جائیں کہ وہ ایسے ہوجاتا ہے جیسے اس نے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا۔ میری مسلمان بہن! یہ شخص خیر عظیم کا حامل اور اللہ کے بہت زیادہ قریب ہے''

تو اس عورت نے کہا: یا شیخ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ جس شخص کو میں نے خانۂ کعبہ کا طواف برہنہ حالت میں کرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ آپ ہی ہیں۔ یہ سن کر شیخ کی آواز بھرا گئی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور اس دن آپ پروگرام مکمل نہ کرسکے۔

آپؒ کی اصابتِ رائے

علمی اور دعوتی سرگرمیوں کے دوران شیخ مختلف مسائل کے متعلق اپنی آراء کا اظہار کرتے تھے۔ برائی کو روکنے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے؟ اس کے متعلق شیخ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں

> ''سختی اور تشدد سے اِصلاح ممکن نہیں ہے۔ اس سے سوائے شر کے کچھ حاصل نہیں ہوتا لہٰذا سختی کسی صورت روا نہیں کیونکہ دعوت وتبلیغ میں حکمت سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ سختی اور تشدد مثلاً سزائیں دینا یا قید کرنا حکمرانوں کا کام ہے۔ عامۃ الناس کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ حق کو کھول

www.KitaboSunnat.com

کر بیان کردیں اور برائی کی بھرپور مذمت کریں۔

حکمرانوں کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو، برائی کے آگے بند باندھیں کیونکہ وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کوئی عام آدمی برائی کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے گا تو اس برائی سے بھی بڑا فتنہ کھڑا ہوجائے گا لہٰذا اس معاملہ میں حکمت سے کام لینا ضروری ہے۔ آپ اپنے گھر میں تو برائی کو اپنے ہاتھ سے روک سکتے ہیں کیونکہ آپ اپنے گھر کے نگران ہیں لیکن بازار میں برائی کو ہاتھ سے روکنے کا نتیجہ اس برائی سے زیادہ شدید بھی نکل سکتا ہے۔''

آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کبھی سختی کے استعمال کو تسلیم نہیں کیا اور اللہ کے اس قول پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھی:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾

''(اے پیغمبرؐ!) اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ اور نہایت حکمت اور اچھے طریقے سے پندونصیحت کرو اور مخالفوں سے بحث ونزاع کرو تو وہ بھی احسن طریقہ کے ساتھ''

انتہا پسندی کو ماپنے کے لئے لوگوں کے ذوق کو معیار قرار نہیں دیا جاسکتا!

اسلام میں انتہا پسندی کے متعلق شیخ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

''اکثر لوگ دین میں زہد اور دنیا سے کنارہ کشی کے ضمن میں انتہا پسندی کا شکار ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہر معاملہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی، بالکل آزاد ہوں اور ان کا نظریہ ہے کہ ہر انسان کو اپنے ہر قول وفعل میں آزاد ہونا چاہئے۔ ایسے لوگ یقیناً بدترین انتہا پسند ہیں۔ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو دین میں انتہائی غلو کرتے ہیں اور اس غلو میں حد سے تجاوز کرتے اور صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کا دین اِفراط وتفریط سے مبرا ہے اور غلو اور دین سے مادر پدر آزادی کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے۔ اس لئے لوگوں کے ذوق سے انتہا پسندی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ہم لوگوں کے ذوق کو معیار قرار دیں تو لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جو دین پر مضبوطی سے کاربند ہونے کو بھی انتہا پسندی قرار دیں گے لہٰذا انتہا پسندی کو جانچنے کا معیار اگر کوئی چیز ہوسکتی ہے تو وہ کتاب اللہ ہے یا سنت رسول اللہ ﷺ!''۔

شیخ ابن عثیمین کی اہم اور مشہور تصانیف

شیخ نے مختلف کتب کے متون کی شروحات پر مبنی متعدد کتب تالیف فرمائیں۔ اس کے مختلف مسائل پر رسائل اور کتابچے لکھے۔ متنوع علوم وفنون پر مشتمل یہ کتب آپ کے بلند مرتبے اور علمی رسوخ پر دلالت کرتی ہیں۔ ہم مختلف موضوعات کے لحاظ سے آپ کی مشہور کتب کی فہرست پیش کرتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

تفسیر اور اُصولِ تفسیر

- أصول في التفسیر
- تفسیر آیة الکرسي

ایمان وعقائد

- شرح لمعة الاعتقاد الهادی إلی سبیل الرشاد لابن قدامة
- القواعد المثلي فی صفات الله وأسمائه الحسنیٰ: بیروت، عالم الکتب، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء
- فتح الرب البریة فی تلخیص الحمویة (یہ کتاب ابن تیمیہؒ کے اہل حماۃ کے اعتراضات کے جوابات کا خلاصہ ہے)
- عقیدہ أهل السنة والجماعة: مدینہ منورۃ، دار ابن قیم، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء
- نبذ فی العقیده الاسلامیة
- شرح العقیدة الواسطیة لشیخ الاسلام ابن تیمیة

فقہ واصولِ فقہ

- الخلاف بین العلماء، أسبابه وموقفنا منه: (علماء کے مابین پائے جانے والے اختلافات کے اَسباب اور اس بارے میں ہمارا موقف) بیروت: المکتب الاسلامي، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء
- الأصول فی علم الأصول (اصولِ فقہ کے اُصول): (طبع سوم) بیروت، مؤسّسۃ الرسالہ: ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء
- الزواج في الشریعة الاسلامیة: الریاض، جامعہ الامام، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء
- الدماء الطبعیة للنساء (حیض کے مسائل)
- عقد النساء وآثاره
- تسهیل الفرائض: بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، طبع چہارم (وراثت کے احکام کے متعلق عام فہم کتاب ہے)
- رسالة فی حکم تارك الصلاة (اسلام میں بے نماز کا حکم)
- رسالة فی الوضوء والغسل والصلاة (وضوء، غسل اور نماز کے مسائل)
- رسالة فی الطهارة والصلاة لأهل الأعذار (اہل عذر کے لئے طہارت اور نماز کے احکام)
- رسالة فی مواقیت الصلاة (نماز کے اوقات)

www.KitaboSunnat.com

- نبذ فی الصیام (روزوں کے مسائل)
- کیف تؤدی مناسك الحج والعمرة (مناسک حج اور عمرہ کے اَدا کرنے کا طریقہ)
- رسالة فی أقسام المداينة (باہمی لین دین کی اقسام)
- رسالة فی أحکام الأضحية والزکاة (قربانی اور زکوۃ کے مسائل)
- رسالة الحجاب (پردہ کے مسائل)

پند ونصائح اور دعوت وتبلیغ کے متعلق کتب

- الصحوة الاسلامية ، ضوابط وتوجيهات (طبع سوم) ریاض: دارالعاسم، ۱۹۹۵ء
- الضياء اللامع فی الخطب الجوامع ، ۲ جلد (اسلامی خطبات پر مشتمل ہے)
- رسالة فی الدعوة إلی الله
- من مشکلات الشباب (نوجوانوں کے مسائل پر ایک اہم کتاب)
- حقوق دعت إليها الفطرة وقررتها الشريعة (طبع سوم) مدینہ منورہ، جامعہ اسلامیہ، ۱۳۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔ (محدث کے اس شمارہ میں اسی کتابچہ کا اُردو ترجمہ شامل اشاعت ہے)
- فتوؤں کا مجموعہ: جن کی اب تک ۱۴ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔
- سونے کے زیورات جائز ہونے پر ایک کتابچہ

اس کے علاوہ بے شمار کیسٹیں ہیں جو علمی دروس، مختلف کتابوں کے متون کی شروحات، علمی محاضرات اور پروگرام نورعلی الدرب کے سوالات وجوابات اور فتاوی وغیرہ پر مشتمل ہیں ۔آپ کی علمی اور دینی سرگرمیاں مذکورہ خدمات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اکثر آپ علمی مجالس اور اسلامی کانفرنسوں میں شرکت فرما کر علمی لیکچر بھی دیا کرتے تھے۔ بلکہ کچھ عرصہ سے پاکستان اور دنیا کے مختلف خطوں میں لاکھوں کے اجتماعات میں ہر سال ان کے ٹیلی فونک خطاب بھی ہوتے تھے۔

واقعتاً آپ ایسے مخلص، پرہیزگار، شب زندہ دار اور نمونۂ اَسلاف شخصیت کے چلے جانے سے عالم اسلام میں پر نہ ہونے والا خلا پیدا ہوگیا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے :

﴿مِنَ الْمُوْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضىٰ نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلا﴾ ''اہل ایمان میں سے وہ بندے بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا، سوان میں سے بعض تو اپنی باری پوری کر چکے اور بعض منتظر ہیں''

یقیناً علماء کا وجود اُمت کے لئے باعث ِرحمت ہے۔ جب علماء اُٹھ جاتے ہیں تو علم اُٹھ جاتا ہے اور جس قوم سے علم ختم ہوجائے ، پھر فتنے اس قوم پر یلغار کرتے ہیں اور مصیبتوں کے دروازے اس قوم کے

magazine.mohaddis.com

لئے کھل جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ محمد صالح عثیمین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور انہیں انبیاء وشہداء اور صدیقین وصالحین کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

شیخ کی وفات

شیخ اپنی وفات سے چند ماہ قبل جگر کے کینسر میں مبتلا ہوئے اور وہی آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ نے اپنی بیماری کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ سمجھ کر نہایت صبر وضبط کے ساتھ برداشت کیا۔ اس دوران درس وتدریس اور محاضرات کے سلسلے برابر جاری رہے۔ ریڈیو پروگرام نور علی الدرب میں آپ برابر لیکچرز اور سامعین کے سوالوں کا جواب دیتے رہے۔ جب آپ کو چیک اَپ کے لئے امریکہ بھیجا گیا تو وہاں بھی آپ نے لیکچرز کا سلسلہ منقطع نہ کیا۔ بیماری کے علاج کے دوران شیخ کا ورع وتقویٰ ملاحظہ فرمائیے کہ کینسر کے علاج کے سلسلہ میں جب فزیوتھراپی (بجلی کا علاج) تجویز کیا گیا تو شیخ نے صرف اس لئے اس علاج سے انکار کردیا کہ کہ اس سے ان کی داڑھی کے بال گر جائیں گے۔ اور کہا کہ ''میں اپنے اللہ سے اس حالت میں نہیں ملنا چاہتا کہ میرے چہرے پر سنت ِرسول نہ ہو'' ...... لہٰذا امریکہ سے بغیر علاج واپس چلے آئے۔

رمضان میں بعد نمازِ تراویح بیت اللہ میں علمی درس دینا آپ کا سالہا سال سے معمول تھا جسے اس سال بھی باوجود شدید تکلیف کے ترک نہ کیا۔ اس کے بعد مرض بہت شدت اختیار کرگیا۔ (اللہ تعالیٰ اس بیماری کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنائے اور ان سے درگزر فرمائے)

آخر وہ دن آ گیا جس سے کسی کو مفر نہیں اور عالم اسلام کا نامور عالم دین جدہ میں بروز بدھ ۱۵رشوال ۱۴۲۱ھ دارِآخرت کی طرف کوچ کرگیا۔ حکومت سعودی عرب کی طرف سے آپ کی وفات کا اعلان کیا گیا۔ آپ کو مکہ مکرمہ کے قبرستان معلّٰی میں ان کے شیخ علامہ ابن بازؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کا ایک جم غفیر تھا۔ اس کے علاوہ امیر نائف بن عبدالعزیز، صوبہ قصیم کے گورنر جناب شہزادہ فیصل بنبندر بن عبدالعزیز، جدہ کے گورنر جناب مشعل بن ماجد بن عبدالعزیز اور علماءِ عظام کی کثیر تعداد کے علاوہ ھیئة کبار العلماء (سینئر علما بورڈ) کے اَراکین اور طلباء کی کثیر تعداد آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔

آپ کی وفات کی خبر پل بھر میں اقصائے عالم میں پھیل گئی جس سے عوام وخواص میں دکھ والم کی لہر دوڑ گئی۔ دنیا بھر میں آپ کی تدفین سے اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ سعودی عرب کی تمام مساجد میں بھی اس نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

لاہور میں مجلس التحقیق الاسلامی کے ذمہ داران کو سعودی عرب سے فون پر جونہی یہ اطلاع موصول ہوئی، ملک کے معروف علماء کو اس افسوسناک خبر سے مطلع کیا گیا۔ ملک کے اخبارات وجرائد میں اس خبر کی اشاعت کے لئے تمام نشریاتی اداروں کو پریس ریلیز فیکس کئے گئے۔ جن میں سعودی سفارتخانہ سے بھجوائے جانے والے عربی اخبارات کے تراشوں سے استفادہ بھی کیا گیا۔ لاہور میں نمازِ جنازہ کا سب سے بڑا اجتماع جامعہ لاہور الاسلامیہ میں ہوا جہاں حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے خطبہ جمعہ کے بعد بہت بڑے مجمع کے سامنے شیخ کے فضائل بیان کرنے کے بعد غائبانہ جنازہ پڑھایا۔

شیخ کی وصیت

شیخ مرحوم نے مسلمان حکام اور رعایا کو قرآن مجید میں غوروخوض کرنے اور اس کی تفسیر کو سیکھنے کے علاوہ دین اسلام کو چہار سوئے عالم پھیلا دینے کی وصیت کی۔ اسی طرح انہوں نے حکمرانوں کی اطاعت اور باہمی تالیفِ قلبی کی وصیت کی کہ حاکم اور رعایا کے درمیان دلی اور ذہنی ہم آہنگی نہایت ضروری ہے۔ شیخ کی یہ وصیت سعودی وزراء اور حکمرانوں کے لئے تھی۔

شیخ کے متعلق معاصر علماء کے تعریفی کلمات

اگرچہ شیخ کی شخصیت کسی شخص کے تزکیہ وتعارف کی محتاج نہیں ہے لیکن پھر بھی بعض معروف اہل علم کے ثنائیہ کلمات پیش خدمت ہیں۔ سعودی عرب کے مفتی سماحة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آلِ شیخ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

عالم فاضل ذوعلم و فضل وتواضع و أخلاق عالية

"شیخ ابن عثیمین علم وفضل کے حامل، نہایت متواضع اور اخلاق عالیہ سے متصف تھے"

وہ مزید فرماتے ہیں:

"ہمیں 'سینئر علماء بورڈ' میں آپ سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ آپ علم وفضل اور علمی مسائل میں گہرے غوروخوض کے حامل شخص تھے۔ صحیح بات معلوم ہوجانے کے بعد کبھی اپنی رائے پر اصرار نہ کرتے۔ جب آپ کے سامنے اہل علم کی بات واضح ہوجاتی تو حق کی طرف لوٹنے میں معمولی تاخیر نہ کرتے۔ اللہ آپ کو معاف فرمائے، جب اپنے موقف کے خلاف کوئی دلیل آجاتی تو اس پر تعصب کا قطعاً مظاہرہ نہ کرتے"

ہمیں چاہئے کہ اس فقید المثال عالم کی پاکیزہ سیرت سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنے تمام اَعمال میں خلوص پیدا کریں۔ خاص طور پر طلبِ علم میں خلوص نیت کا ہونا نہایت ضروری ہے اور علم بھی وہ جو کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح سنت کے چشمے سے پھوٹنے والا ہو۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ نمونۂ سلف علامہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین پر رحم فرمائے اور مسلمانوں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ انہیں جنت کے وسیع باغوں میں جگہ دے، ان کے درجات بلند فرمائے او رانہیں روزِ قیامت انبیاء، شہداء اور صدیقین کے ساتھ اُٹھائے۔ دیگر علماءِ کرام کی حفاظت فرمائے، انہیں راہ راست پر قائم رکھے اور مسلمانوں کو ان کا احترام اور ان سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

کویت کی معروف علمی شخصیت، شیخ عبد الرحمٰن بن عبد الخالق آپ کے بارے میں فرماتے ہیں :

''شیخ ابن عثیمین ایک مربی عالم اور اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے جنھوں نے اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے علم، قلم، تعلیم اور طرزِ عمل اور ادب کو پوری دنیا میں پھیلایا۔ جب میں رُبع صدی قبل یا اس سے بھی پہلے اولین مرتبہ آپ کی کتب اور رسائل کی معرفت آپ کی شخصیت سے واقف ہوا تو مجھے ان کتب میں ایک متقی، زاہد، محقق اور معلم انسان کی تصویر نظر آئی اور جب آپ مجھ سے واقف ہوئے تو جو کوئی بھی آپ سے ملاقات کرنے جاتا تو اسے میرے لئے سلام کہتے۔

لیکن جب میں آپ سے ملا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ تو تواضع و انکساری، اَخلاقِ عالیہ، دنیا سے بے رغبتی، دین اسلام سے محبت اور تمام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی، اسلام میں پیدا کئے جانے والے رخنوں کو بند کرنے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے معاملات سے دلچسپی رکھنے کے اعتبار سے سلف صالحین کی مثال ہیں۔ اور جب میری آپ سے مجلس ہوئی اور میں نے آپ کو قریب سے دیکھا تو مجھے آپ ایک خدا طلب اور آخرت پرست انسان نظر آئے جن کے ہاں دنیا کسی شمار میں نہیں تھی مگر اتنی کہ آپ اس سے گزر کر دارِ آخرت کو سدھار گئے۔

آپ نے پچاس سال سے زائد عرصہ تک تعلیم وتعلّم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ دین واسلام کی نشر واشاعت اور اس کے مطابق عمل کا فریضہ انجام دیا۔ آپ ایک مربی اور باعمل عالم تھے۔ آپ نے ہر جگہ اپنے علم وعمل کے پودے لگائے اور سب سے بہترین فصل ارض چیچنیا سے کاٹی جو آپ نے یورپ میں امریکیوں کے خلاف بوئی تھی۔ ہر علاقے اور ہر ملک میں آپ کے لگائے ہوئے تروتازہ پھول بلکہ طول طویل پودے موجود ہیں جو ہر وقت اللہ کے حکم سے اپنا پھل دے رہے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عنایت کردے!!

ہمارے شیخ اور متبحر عالم اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے پیچھے چلے گئے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کا ذکر آتا تو سب کا تذکرہ ہوتا اور یوں کہا جاتا: ابن باز، ابن عثیمین اور علامہ البانی۔ آج جب ہم اپنے دائیں بائیں دیکھتے ہیں اور مشرق ومغرب میں اپنی نگاہ دوڑاتے ہیں تو ہماری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آتی ہے۔ عالم اسلام پر ایک آنسو تھا جو میں دنیا کے آخری مصلح کے چلے جانے کے بعد بہا رہا ہوں۔'' ☆☆

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

موت العالم موت العالم

جناب عبدالمالک مجاہد
مدیر مکتبہ دارالسلام، الریاض

مردِ صالح اور علم وعمل کا روشن ستارہ

الشیخ محمد بن صالح بن محمد بن عثیمین

۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کی شام چھ بجے عالم اسلام ایک محدث، فقیہ، جلیل القدر عالم دین اور ایک مربی وخطیب سے محروم ہوگیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ذی روح کا انجام بالآخر موت ہے مگر علماءِ ربانی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوتا ہے، وہ اکثر پر نہیں ہوتا۔ شیخ محمد العثیمین جیسی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں، ان جیسے علماء حقیقت میں اپنے علم، نیکی، تقویٰ، زہد، تعلیم دین اور لوگوں کی خدمت کی بدولت چمکتے ستارے ہوتے ہیں۔ بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ (زمین سے) ایک ہی دفعہ علم نہیں چھین لیتا، بلکہ علما کی وفات کے ذریعے آہستہ آہستہ علم اُٹھالیتا ہے''

شیخ مرحوم کی زندگی گوناگوں دینی خدمات سے بھری ہوئی ہے۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں مختلف مساجد میں درس وتدریس سے دینی خدمات کا آغاز کیا۔ عنیزہ کی جامع مسجد میں پہلا جمعہ ۲ رجب ۱۳۷۶ھ (۱۹۵۶ء) میں پڑھایا اور عنیزہ میں آخری نمازِ استسقاء (بارش طلب کرنے کی نماز) جو ۳ شعبان ۱۴۲۱ھ کو عیدگاہ میں پڑھائی۔ آپ کی دینی جدوجہد کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو شاہ فیصل ایوارڈ بھی دیا گیا۔ آپ کی چند نمایاں خدمات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

- آپ کا عنیزہ کی جامع مسجد میں ۴۵ سال مسلسل عقیدہ، فقہ، حدیث، تفسیر اور دیگر علوم پر درس دیتے رہنا۔ سرکاری تعلیمی اداروں خصوصاً قصیم کے شریعت کالج میں آپ کی تدریسی خدمات اس کے علاوہ ہیں۔
- اِفراط وتفریط سے ہٹ کر آپ سلف صالحین کے طریقے پر راہِ اعتدال کے داعی تھے، دیگر ممالک کے علماء اور رہنماؤں کو بھی تلقین کرتے اور دین میں بے جا تشدد سے منع کرتے تھے۔
- طالب علموں سے آپ کو بہت محبت اور خصوصی شغف تھا جس کی وجہ سے بے شمار طلباء اندرون اور بیرونِ مملکت سے آپ کے حلقہ درس میں شمولیت کے لئے کھنچے چلے آتے تھے۔ اس کا بہت بڑا شاہد یہ واقعہ ہے کہ ان کے پرانے مٹی کے بنے ہوئے کچے مکان میں ایک مرتبہ شاہ خالد بن عبدالعزیزؒ تشریف لائے۔ انہوں نے گھر کی تعمیر نو کے لئے بڑی رقم کی پیش کش کی، مگر شیخنے شاہ خالد کو تجویز دی کہ اس کے بجائے طلباء کے لئے عمارت بنادیں تاکہ وہاں طلباء قیام کرسکیں، چنانچہ شاہ خالد کے حکم سے جامع مسجد کو وسیع کیا گیا اور طلبہ کے لئے عمارت بھی بنادی گئی۔
- آپ کے پاس مختلف ممالک سے طلبہ پڑھنے کے لئے آتے اور ان سے علم حاصل کرتے اور یہ سلسلہ سارا سال جاری رہتا ...... گذشتہ چار برس سے انہوں نے گرمیوں کی چھٹیوں میں طلبہ کو ۵ ہفتوں کا خصوصی کورس

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کروانا شروع کیا جس سے مختلف یونیورسٹیوں اور خلیجی ممالک سے طلبہ شرکت کے لئے آنا شروع ہوئے۔
گذشتہ سال ارجنٹائن سے ایک دوست محمد عیسیٰ اپنی اہلیہ سمیت تشریف لائے اور کہا کہ میں قصیم میں شیخ عثیمین کے پاس جارہا ہوں، وہاں ۵ ہفتوں کے لئے وہ کورس کرواتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال ۵۰۰ سے زائد طلبہ اور ۶۰ سے زائد عورتوں اور لڑکیوں نے اس خصوصی کورس میں شرکت کی۔ یہ طلبہ دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ان کی رہائش اور کھانے پینے کے اِخراجات بھی شیخ رحمہ اللہ کے ذمہ تھے۔

- شیخ نے کم وبیش ۴۲ کتب اور رسائل ترتیب دیئے۔ انہوں نے سب سے پہلے ۱۹۶۰ء میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی ایک کتاب کی تلخیص کی، جوعقیدۂ توحید کے متعلق تھی اور امام ابن تیمیہؒ نے شام کے شہرحماۃ کے لوگوں کے مطالبہ پر لکھی تھی۔ آپ کی کتابیں بے شمار اداروں سے شائع ہوئیں اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم بھی کئے گئے۔
- سعودی ریڈیو کے پروگرام 'نورعلی الدرب' سے بھی آپ کے خطابات اور فتاویٰ جات نشر ہوتے رہے ہیں۔
- شیخ کے فتاویٰ جات کی اب تک کم وبیش ۱۸ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ بہت سی کتابیں اور رسائل کیسٹوں سے تیار ہوکر مارکیٹ میں آئے ہیں۔ ایک مدت سے شیخ نے مختلف ممالک میں ٹیلی فونک خطاب کا سلسلہ بھی شروع کررکھا تھا۔ راقم نے بھی امریکہ، برطانیہ اور پاکستان سمیت مختلف ممالک میں لوگوں سے ان کے خطابات کی شہرت اور چرچا سنا۔
- آپ کی منکسر مزاجی کی یہ حالت تھی کہ علم کی گہرائی اور وسعت کے باوجود فتویٰ دینے میں جلد بازی کی بجائے غوروفکر فرماتے اور اپنے استاذِ گرامی شیخ ابن بازؒ کی زندگی میں اکثر مسائل کیلئے ان سے رجوع فرماتے۔

آپ کے آخری وقت کے رفیق سلیمان بن عبدالرحمن بطی کے مطابق شیخ کی آخری وصیت یہ تھی کہ

> ''قرآن کریم میں تدبر اور غور کریں، اس کی تفسیر سیکھیں، اِسلام کو مشرق ومغرب اور شمال سے جنوب تک پہنچا دیں اور اس کے لئے سارے وسائل استعمال کریں۔''

بلا شبہ ان کی شخصیت اللہ کے رسول ﷺ کی اس حدیث کے مصداق ہے کہ

> ''جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اَعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں مرنے کے بعد بھی اَجروثواب کا باعث رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ یا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائے''

ان کے کتنے اَعمال ہیں جو صدقہ جاریہ کے ضمن میں ہیں۔ کتنی مساجد، مدارس، داعی، طالب علم، کتب اور کتنی کیسٹیں ہیں، جن سے اُمت ِمسلمہ فائدہ اٹھارہی ہے۔

نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس موقع پر پاکستانی ذرائع اَبلاغ اور حکومت پاکستان کی کج روی بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ 'نورجہاں' جیسی فاحشہ رقاصہ ومغنیہ اور ننگ ِدین وملت عورت کی وفات پر اَخبارات کے خصوصی رنگین ایڈیشن چھپے۔ صدرِ پاکستان جیسی 'دینی شخصیت' کے تعزیتی پیغامات جاری ہوئے، مگر اس عالم بے بدل کی وفات پر کسی طرف سے کوئی ہلچل نہیں مچی۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون!

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

تعزیتی خطوط/تاریں

ادارۂ محدث

شیخ محمد صالح عثیمین کی وفات پر سعودی شخصیات کے مراسلے

مرحوم مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کے بعد عرب دنیا کی مایہ ناز علمی شخصیت فضیلت مآب محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ کی وفات پر مدیر اعلیٰ محدث / مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ نے پاکستان میں ایڈیشنل سعودی سفیر جناب احمد محمد العجلان کے توسط سے سعودی اعلیٰ حکام، دینی امور سے متعلقہ وزراء، اسلامی اداروں کے سربراہان اور مرحوم کے اہل خانہ سے بذریعہ ٹیلیفون یا تحریری طور پر تعزیت کا اظہار کیا تھا، جس کے تحریری جوابات معہ اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہیں۔ ادارہ

............(۱)............

خادمِ حرمین شریفین اور سعودی ولی عہد کا اظہارِ تشکر

الرقم: ٢١٠/ ٩٧/ ٢٣/ ٩٥٣ التاريخ: ٦/ ١١/ ١٤٢١هـ

فضيلة الشيخ / حافظ مدني مدير جامعة لاهور الإسلامية …… سلمه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، ، ،

إشارة الى رسالة العزاء المرفوعة لمقام مولاي خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبد العزيز ولصاحب السمو الملكى ولي العهد ونائب رئيس مجلس الوزراء ورئيس الحرس الوطني ـ حفظهم الله ـ والتى أعربتم فيها عن صدق مشاعركم في وفاة المغفور له بإذن الله فضيلة الشيخ محمد بن صالح عُثَيْمِيُن ـ رحمه الله ـ يسرنى إبلاغكم شكر وتقدير المقام السامى الكريم مع مشاعركم الطيبة . ولكم خالص تحياتي،،،

القائم بالأعمال بالنيابة

الوزير المفوض / أ ـ أحمد محمد العجلان

محترم جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،،،

خادمِ حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود اور ولی عہد/ نائب وزیر اعظم اور چیئرمین نیشنل گارڈز عالی مرتبت عبداللہ بن عبدالعزیز آلِ سعود کے نام فضیلت ماب شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر تعزیت سے آپ کے تعزیتی پیغامات کے حوالہ سے جن میں آپ نے شیخ مرحوم

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کے سانحۂ ارتحال پر اپنے صدق دلانہ جذبات کا اظہار کیا ہے، میں آپ کو اس امر کی اطلاع دیتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ مذکورہ عالی مقام شخصیات آپ کے نیک جذبات پر آپ کی شکرگزار ہیں۔ آپ بھی ہماری طرف سے پرخلوص سلام قبول فرمائیں۔

قائم مقام سفیر سعودی عرب
احمد محمد العجلان

............(۲)............

سعودی نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز کا ٹیلی گرام

الرقم: ۱/۱/ ۳/ ۱۵٦۹۵ التاريخ: ۱۱/ ۱۱/ ۱٤۲۱ھ

المکرم الشیخ حافظ عبد الرحمٰن مدنی مدیر جامعة لاهور الإسلامية

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته

نشکرکم علی تعزیتکم ومواساتکم بوفاة فضیلة الشیخ / محمد بن صالح العُثَیمِین ، عضو هیئة کبار العلماء ، نسأل اللّٰه أن یتغمده بواسع رحمته ومغفرته ویسکنه فسیح جناته وإنا للّٰه وإنا إلیه راجعون ،،،

سلطان بن عبدالعزیز آل سعود
النائب الثانی لرئیس مجلس الوزراء
وزیر الدفاع والطیران والمفتش العام

محترم جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ، پاکستان

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین ممبر هیئة کبار العلماء (سینئر علما بورڈ) کی وفات پر آپ کی طرف سے تعزیت نامہ اور ہمدردی وغمخواری کے اظہار پر ہم آپ کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ مرحوم کو اپنی وسیع رحمت وبخشش سے ڈھانپ لے اور انہیں اپنی کشادہ جنتوں میں آرام وسکون نصیب فرمائے، إنا للّٰه وإنا إلیه راجعون!

سلطان بن عبدالعزیز آلِ سعود
وزیر دفاع، نائب وزیر اعظم (دوم)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

............(۳)............

اسلام آباد سے سعودی سفیر کا مراسلہ

الرقم: ۹۷۸/۲۳/۲۳/۹۷/۲۱۰ التاریخ: ۱۴۲۱/۱۱/۱۳ھ

المكرم الشيخ / حافظ عبد الرحمن مدنى

مدير جامعة لاهور الإسلامية سلمه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ،،،

أبعث لكم برفقه برقية الشكر الجوابية الموجهة من صاحب السمو الملكي النائب الثانى لرئيس الوزراء ووزير الدفاع والطيران والمفتش العام ردّا على التعزية فى وفاة فضيلة الشيخ محمد بن صالح بن عثيمين ـ رحمه الله ـ

ولكم خالص تحياتي ،،،

القائم بالأعمال بالنيابة / الوزير المفوض

أ/احمد محمد العجلان

فضیلت مآب حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،،،

میں اپنے اس مکتوب کے ہمراہ شکریہ کا تار جو عالی مقام شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آلِ سعود نائب وزیراعظم (دوم) اور وزیر دفاع کی طرف سے فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کی وفات کے سلسلہ میں آپ کے اِرسال کردہ تعزیتی مراسلہ کے جواب میں لکھا گیا ہے، بھیج رہا ہوں ، آپ بھی ہماری طرف سے پرخلوص سلام محبت قبول فرمائیں۔

أ۔ أحمد محمد العجلان

ایڈیشنل سفیر (حال قائم مقام سفیر)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

............(۴)............

حرمین شریفین کے چیئرمین اور امامِ کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل کا مراسلہ

الرقم: ۳۰۲/۱/ب — التاريخ: ۱۲/۱۱/۱٤۲۱هـ

فضيلة الشيخ/حافظ عبدالرحمٰن مدني مدير جامعة لاهور الإسلامية سلمه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ...... و بعد:

فقد تلقيت تعزيتكم لنا في وفاة فضيلة الشيخ/ محمد بن صالح ابن عثيمين عضو هيئة كبار العلماء.

فنشكر الله لكم حسن تعزيتكم وألهمنا وإياكم و سائر محبيه الصبر والإحتساب. فقد كان لو فاته حزن عميق و أسى بالغ في نفسي لما له ــ يرحمه الله ــ من جهود مباركة في الدعوة إلى الله تعالى مع ماكتب الله سبحانه من القبول والتأثير في مواعظه و مؤلفاته القيمة.

فنسأل الله عزوجل أن يتغمده بواسع رحمته ورضوانه وأن يتقبله في عباده الصالحين وأن ينزله منازل الأبرار ﴿إنا لله وإنا إليه راجعون﴾

الرئيس العام لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي

محمد بن عبدالله السبيل

فضیلت مآب حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ پاکستان ، سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... وبعد!

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح ابن العثیمین ممبر سینئر علماء بورڈ کی وفات پر مجھے آپ کی طرف سے تعزیت نامہ موصول ہوا۔ ہم آپ کے نیک جذبات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اور ان سے محبت کرنے والے تمام دوستوں کو صبر اور اجر عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کی وفات کا صدمہ میرے لئے نہایت گہرا ہے جس کی وجہ سے میرا دل بہت غمگین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی تالیفات کو شہرت دے کر ان کی تالیفات میں بڑی تاثیر رکھی تھی اور دینی وتبلیغی امور میں ان کی سرگرمیاں بڑی وسیع ہیں۔

ہم اللہ ربّ ِعزت سے ہی سوال کرتے ہیں کہ وہ انہیں اپنی وسیع رحمت اور خوشنودگی سے ڈھانپ لے اور انہیں اپنے نیکوکار بندوں میں شامل فرمائے اور انہیں بڑے نیک لوگوں کے مرتبے نصیب فرمائے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

محمد بن عبداللہ السبیل

چیئرمین ادارہ

www.KitaboSunnat.com

حرمین شریفین (مکہ مکرمہ)

............(۵)............

مفتی اعظم سعودی عرب کا تعزیتی مراسلہ

الرقم: ۱/۳۳۳ التاريخ: ۱٤۲۱/۱۰/۲۲ھ

من عبد العزيز بن عبد الله آل الشيخ

إلىٰ حضرة الأخ المكرم الشيخ حافظ عبدالرحمٰن مدني

مدير جامعة لاهور الإسلامية سلمه الله

سلام عليكم ورحمة الله و بركاته أما بعد :

فقد تلقيت تعزيتكم في وفاة فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين عضو هيئة كبار العماء ــ رحمه الله ــ فأشكركم على تعزيتكم ومواساتكم في الفقيد وأسأل الله أن يتقبل دعاءكم وأن يغفر له ويسكنه فسيح جناته ويجزيه عن الإسلام والمسلمين خير الجزاء ويعوضنا بفقده خيراً وأن يلهم الجميع الصبر ويجمعنا وإياكم وإياه في دار كرامته، إنه سميع قريب ، إنا لله وإنا إليه راجعون...... والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، ، ،

عبدالعزيز بن عبدالله بن محمد آل الشيخ

مفتي عام المملكة العربية السعودية

ورئيس هيئة كبا رالعلماء وإدارة البحوث العلمية والإفتاء

بنام برادرِ مکرم حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ، سلمہ اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... وبعد

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین (ممبر سینئر علماء بورڈ) کی وفات پر ہمیں آپ کا تعزیت نامہ موصول ہوا۔ مرحوم کی وفات پر آپ کی غمخواری اور تعزیت پر آپ کا شکرگزار ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کی دعا قبول فرمائے، مرحوم کو بخش دے، انہیں اپنے وسیع باغوں میں جگہ عطا فرمائے، اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے انہیں جزاءِ خیر دے، ہمیں ان کا نعم البدل عطا کرے، ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ہمیں اور انہیں اور آپ کو دارِکرامت (جنت) میں اکٹھا کرے کیونکہ وہ قریبی سننے والا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون...... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد آلِ شیخ

مفتی اعظم سعودی عرب و

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

چیئرمین سینئر علماء بورڈ

ورئیس ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء

............(٦)............

سعودی حکومت کے وزیر عدل وانصاف کا مراسلہ

الرقم: ١/٩٧٠ — التاريخ: ١٤٢١/١١/٦

فضيلة الشيخ / حافظ عبدالرحمن مدني مدير جامعة لاهور الإسلامية حفظه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ،،،

إشارة لخطابكم رقم م ل ق ٩١٢٧/٢١/ وتاريخ ١٤٢١/١٠/١٦هـ بخصوص تعزيتنا في وفاة فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين عضو هيئة كبار العلماء رحمه الله .

أشكر لفضيلتكم مواساتنا في فقيد الأمة الإسلامية غفر الله له وأسكنه فسيح جناته. سائلا المولى سبحانه أن يتقبل دعائك وأن لا يريك مكروه إنه سميع مجيب.

وزير العدل

عبدالله بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ

فضیلت مآب حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا مکتوبِ گرامی نمبر م ل ق ۹۱۲۷/۲۱ مؤرخہ ۱۴۲۱/۱۰/۱۶ موصول ہوا، جو فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین ممبر سینئر علماء بورڈ (رکن مجلس کبار علماء) کی وفات پر تعزیت کے سلسلہ میں آپ کی طرف سے اِرسال کیا گیا تھا۔

اُمت ِاسلامیہ کو داغِ مفارقت دے جانے والے کی وفات پر ہمدردی کی صورت میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں عالیشان جنت میں مقام عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کی نیک دعاؤں کو ان کے حق میں قبول فرمائے اور آپ کو ہر ناخوش گوار صدمہ سے بچائے رکھے یقیناً وہ دعاؤں کو سننے والے اور قبول کرنے والا ہے۔

وزیر عدل وانصاف

www.KitaboSunnat.com

(ڈاکٹر) عبداللہ بن محمد بن ابراہیم آلِ شیخ
۵/ذی قعدۃ ۱۴۲۱ھ

............(۷)............

دنیا بھر کے سعودی مشنوں اور مذہبی اُمور کے وزیر کا ٹیلی گرام

الرقم: ۱/۹۲۲ — التاريخ: ١٤٢١/١٠/٢٢هـ

سعادة الأخ الدكتور حافظ بن عبدالرحمٰن مدني

مدير جامعة لاهور الإسلامية وفقه الله

سلام عليكم ورحمة الله وبركاته ...... أما بعد:

فقد تلقيت خطابكم ذا الرقم م ل ق / ٢١ / ٩١٢٨ المؤرخ في ١٦/١٠/١٤٢١هـ ، المتضمن تعـزيتـكم لي بوفـاة فضيلـة الشيـخ / محمـــد بن صالح العثـيمـين، رحمـه الله.

وإذ أشكركم علىٰ ذلك، أسأل الله تعالىٰ أن يتغمد الفقيد بواسع رحمته ورضوانه ، ويسكنه فسيح جناته ، وأن يجمعنا به في جنات النعيم ، ﴿إنــا لله وإنــا إليــه راجـــعون﴾

صالح بن عبدالعزيز بن محمد آل الشيخ
وزير الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

برادرِ محترم حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا مکتوبِ گرامی نمبرم ل ق ۹۱۲۸/۲۱ مؤرخہ ۱۶/شوال ۱۴۲۱ھ موصول ہوا جو فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیت کے سلسلے میں لکھا ہوا تھا۔

میں اس غم خواری اور دلجوئی پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کو اپنی وسیع رحمت اور خوشنودی سے ڈھانپ لے اور انہیں وسیع وعریض جنتوں میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کے ساتھ نعمتوں کے باغات میں اکٹھا فرمائے...... انا للہ وانا الیہ راجعون!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

صالح بن عبدالعزیز بن محمد آلِ شیخ

وزیر مذہبی امور، اوقاف، دعوت وارشاد (سعودی عرب)

............(۸)............

رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کے سیکرٹری جنرل کا برقیہ

الرقم: ١٠٤ التاريخ: ١٤٢١/١٠/٢٦هـ

فضيلة الشيخ حافظ عبدالرحمن مدني مدير جامعة لاهور الإسلامية حفظه الله

سلام عليكم ورحمة الله و بركاته، أما بعد:

فقد وصلتني تعزيتكم في وفاة فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين غفرالله له وألهم أهله وذويه ومحبيه الصبر والسلوان ﴿وإنا لله وإنا إليه راجعون﴾ والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

الأمين العام لرابطة العالم الإسلامي

عبدالله بن عبدالمحسن التركي

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرحمٰن مدنی، پرنسپل جامعہ لاہور الاسلامیہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین کی وفات پر ہمیں آپ کا تعزیت نامہ موصول ہوا۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اوران کے اہل وعیال اوران سے محبت رکھنے والوں کو صبر جمیل اور تسلی عطا فرمائے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون! ...... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(ڈاکٹر) عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی

سیکرٹری جنرل، رابطہ عالم اسلامی

............(۹)............

مرحوم کے اہل خانہ کی طرف سے جوابی تار

الرقم: التاريخ: ١٤٢١/١١/٠٩هـ

معالي الأخ الكريم الأستاذ الدكتور حافظ عبدالرحمٰن مدني حفظه الله

مدير جامعة لاهور الإسلامية ، الباكستان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ...... وبعد:

أقدم لكم خالص شكري وتقديري لتعزيتكم بوفاة أخي الشيخ محمد ،

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

فجزاكم الله خير الجزاء ، وتقبل دعاء كم ، وأسكن الجميع فسيح جناته

أخاكم / عبدالله الصالح العثيمين

عالی مرتبت پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی / مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی طرف سے اپنے بھائی شیخ محمد بن صالح العثیمین کی وفات کے سلسلہ میں تعزیتی جذبات پر شکر واحترام کے کلمات پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا نصیب فرمائے ، آپ کی نیک دعائیں قبول کرے اور ہم سب کو کشادہ جنتوں میں جگہ دے۔

آپ کا بھائی ڈاکٹر عبداللہ صالح العثیمین

(کنگ فیصل انٹرنیشنل انعام فاؤنڈیشن، ریاض)

............(۱۰)............

پاکستان میں ڈائریکٹر سعودی مشن کا مراسلہ

الرقم: التاريخ: ۲۹/۱۰/۱٤۲۱ھ

فضيلة الشيخ حافظ عبدالرحمٰن مدني مدير جامعة لاهو رالإسلامية وفقه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ...... أمابعد:

فأسأل الله تعالى لكم دوام التوفيق والسداد، وأشكركم لتعزيتكم لنا على وفاة سماحة الوالد الشيخ/ محمد بن صالح العثيمين ـ رحمه الله سبحانه وتعالى ـ رحمةً واسعة ً وأسكنه فردوسه الأعلى في جنات عدن مع الصديقين والشهداء والصالحين.

نسأل الله سبحانه وتعالى أن يلهمنا وإياكم الصبر والسلوان، اللهم اغفرله وارحمه وعافه وأعف عنه واغفر لنا وله يا رب العالمين ،

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

محمد بن سعد الدوسري

مدير مكتب الدعوة في باكستان

فضیلت مآب حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے راہِ حق پر گامزن رہنے اور دائمی توفیق کا سوال کرتا ہوں اور والد محترم جناب سماحة الشيخ محمد بن صالح العثيمين کی وفات پر آپ کی تعزیت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر وسیع رحمت فرمائے اور انہیں ہمیشگی کے باغوں، اپنے فردوسِ اعلیٰ میں صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ جگہ عطا فرمائے۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو صبر اور تسلی عطا فرمائے۔ اے اللہ انہیں بخش دے اور ان پر اپنی رحمت فرما، اے ربّ العالمین! انہیں معاف کردے، ہمیں اور انہیں بخشش عطا فرما (آمین)　　　والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد بن سعد الدوسری

مُحدّث اور مجلس التحقیق الاسلامی ...اِنٹرنیٹ پر

مجلس التحقیق الاسلامی اور ملحقہ اِدارہ جات کے لئے ویب پیج : www.iwt.com.pk

قارئین کے لئے یہ خبر مسرت کا باعث ہوگی کہ مجلس التحقیق الاسلامی اور اس سے ملحقہ دیگر ادارے مثلاً ماہنامہ 'محدث' لاہور، دارُ الافتاء، جامعہ لاہور الاسلامیہ اور اس کے شعبہ جات، اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ، اسلامک انسٹیٹیوٹ اور اسلامک ہیومن رائٹس فورم وغیرہ کے ویب پیجز تیار کر لئے گئے ہیں اور عنقریب انہیں انٹرنیٹ پر پیش کیا جارہا ہے۔

اُردو دان طبقہ کی ضرورت اور اُردو میں معیاری ویب سائٹس کی کمیابی کی وجہ سے مجلس التحقیق الاسلامی کی ویب سائٹ مکمل طور پر اُردو میں پیش کی جائے گی۔ جس کے لئے اُردو زبان کی خوبصورت کتابت اور جدید ترین کمپیوٹر پروگرامز سے مدد لی گئی ہے۔ پیشکش کے بہتر معیار کے پیش نظر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کا شمار اُردو کی چند ایک تیز رفتار اور واضح ترین ویب سائٹس میں ہوگا، جس کے لئے کمپیوٹر ماہرین کو طویل ریسرچ کرنا پڑی ہے ...... یہ پروگرام غیر ملکی قارئین کے تقاضوں، انٹرنیٹ کی اہمیت اور کثرتِ استعمال، غیر مسلم ویب سائٹس کی بھرمار، علم وتحقیق میں کمپیوٹر کے بڑھتے ہوئے استعمال اور اُردو میں پاکستانی حضرات کے لئے انتہائی محدود ویب سائٹس کے پیش نظر شروع کیا جارہا ہے۔

انٹرنیٹ پر مواد کی زیادتی، اور موضوعات کی کثرت میں چونکہ کوئی مادّی تقاضا حائل نہیں ہوتا، لہٰذا محدث کا انٹرنیٹ ایڈیشن ان شاء اللہ محدث کے عام طبع شدہ ایڈیشن سے قدرے زیادہ مواد پر مشتمل ہوگا۔ جس میں تازہ محدث کے علاوہ محدث کے سابقہ شمارہ جات بھی پیش کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں اِدارہ کے پریس ریلیز، تعارفی اور ضروری نوعیت کے اِعلانات، ایسے مضامین جن سے ادارہ متفق ہو اور انہیں شائع کرنا چاہے اور دیگر اسلامی و دینی نوعیت کے ویب سائٹس کے عنوانات اور معلومات وغیرہ بھی پیش کئے جائیں گے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت اور معیاری آڈیو نشریات بھی اس ویب سائٹ میں شامل ہیں۔

یاد رہے کہ اِدارۂ محدث ۲۰ کے لگ بھگ اشاعتی اداروں (روزنامہ اخبارات، ہفتہ وار اور ماہوار مجلّات) کو ہر ہفتہ حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے متعدد مضامین اشاعت کے لئے ارسال بھی کرتا ہے، اسی طرح محدث کے نصف سے زائد مضامین بھی متعدد مجلّات وجرائد دوبارہ شائع کرتے ہیں، اس کے پیش نظر مجوزہ ویب سائٹ پر یہ سہولت بھی مہیا کی گئی ہے کہ محدث کے کسی بھی مضمون یا اشاعت کے لئے پیش کردہ مضامین کی کمپیوٹر ٹائپنگ بھی حاصل کی جاسکے تاکہ خواہشمند اپنی ضرورت کے مطابق اس میں تبدیلی کرکے اس کو بآسانی شائع کرسکیں اور انہیں دوبارہ کمپوزنگ نہ کروانا پڑے۔

گذشتہ ماہ بھر سے ویب پیج کے بارے میں جاری کام بالکل آخری مراحل میں ہیں، اُمید ہے کہ مارچ ۲۰۰۱ء کے اَواخر میں قارئین اس سے استفادہ کرسکیں گے۔ ان شاء اللہ!

www.KitaboSunnat.com

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں : حافظ حسن مدنی E-mail: hhasan@wol.net.pk

magazine.mohaddis.com

مقالات

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ
ترجمہ: ڈاکٹر سہیل حسن

اِسلام میں بنیادی حقوق

اسلام میں فطری حقوق کا تصور

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد، شریعتِ الٰہیہ کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں عدل کا لحاظ رکھا گیا ہے تاکہ ہر صاحبِ حق کو کسی کمی بیشی کے بغیر اس کا حق دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عدل، احسان اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ عدل کے ساتھ ہی رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں اور عدل سے ہی دنیا وآخرت کے اُمور قائم ہیں۔

عدل کا معنی 'برابری کرنا' ہے، ہر صاحبِ حق کو اس کا پورا پورا حق دینا۔ یہ بات تب ہی پوری ہوسکتی ہے جب حقوق کی معرفت حاصل ہو تاکہ مستحق کو اس کا حق دیا جاسکے۔ اسی غرض سے ہم نے ان اہم حقوق کی وضاحت اور معرفت کے لئے زیر نظر مضمون لکھا ہے تاکہ ہر شخص حسبِ استطاعت اُنہیں ادا کرسکے۔ اِن حقوق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق
(۲) نبی کریم ﷺ کے حقوق
(۳) والدین کے حقوق
(۴) اَولاد کے حقوق
(۵) قریبی رشتہ داروں کے حقوق
(۶) میاں بیوی کے حقوق
(۷) ہمسایوں کے حقوق
(۸) حاکموں اور رعیت کے حقوق
(۹) عام مسلمانوں کے حقوق
(۱۰) غیر مسلموں کے حقوق

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق

اللہ تعالیٰ کا حق تمام حقوق سے زیادہ ضروری اور سب سے اہم ہے۔ کیونکہ وہ اس کائنات کا خالق ومالک اور تمام تر اُمور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ وہ زندۂ جاوید ہستی جو تمام کائنات کا نظام سنبھالے ہوئے ہے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور حکمتِ بالغہ سے اس کا اندازہ کیا۔ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اسی انسان کو اپنے احسانات یاد کرائے کہ اے انسان! تجھ پر اس ذات کا حق ہے جس نے نعمتوں کے ساتھ تیری پرورش کی۔ تو اپنی ماں کے پیٹ میں تین قسم کے اندھیروں میں تھا۔ جہاں مخلوقات میں سے کوئی بھی تجھے غذا یا ایسی اشیاء نہیں پہنچا سکتا تھا جو تیری افزائش اور زندگی کو قائم رکھنے والی ہوں۔ اسی نے ماں کی چھاتیوں میں وافر دودھ اُتارا اور تجھے اس کی راہ دکھلائی، تیرے والدین کو تیرے لئے مسخر بنا دیا۔ تیری اِمداد کی اور تجھے تیار کیا:

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

﴿ وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ أُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ (النحل:۱۶/۷۸) ''اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا جبکہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر کرو''

اے انسان! اگر اللہ تعالیٰ لمحہ بھر کے لئے اپنا فضل اور رحمت روک لے تو تو ہلاک ہوجائے۔ جب انسان پر اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل اور اس کی رحمت ہے تو پھر اس کا حق بھی تمام حقوق سے زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان سے رِزق مانگتا ہے نہ کھانا۔ ارشادِ ربانی ہے

﴿ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعٰقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (طٰہٰ:۲۰/۱۳۲)

''ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے، رزق تو ہم خود تجھے دے رہے ہیں اور (بہتر) انجام تقویٰ ہی کا ہے''

اللہ تعالیٰ تجھ سے صرف ایک ہی چیز کا مطالبہ کرتا ہے جس میں تیرا ہی فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اس اکیلے کی عبادت کرے جس کا کوئی شریک نہیں:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ، مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يُطْعِمُوْنَ، إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴾ (الذاریات:۵۱/۵۶تا۵۸)

''میں نے جنات اور انسانوں کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں، میں ان سے رزق نہیں چاہتا، نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔ اللہ ہی خود رزق دینے والا، زور آور (اور) مضبوط ہے۔''

وہ تجھ سے یہ چاہتا ہے کہ عبودیت کے ہر پہلو سے تو اس کا بندہ بن جائے۔ جیسا کہ ربوبیت کے ہر پہلو سے وہ تیرا پروردگار ہے۔ ایسا بندہ جو صرف اسی کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرے اور اس کی مکمل اطاعت کرے کیونکہ اس نے تجھے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ کیا ایسے منعم حقیقی کی نافرمانی کرتے ہوئے تجھے شرم محسوس نہیں آئے گی؟

اگر لوگوں میں سے کسی کا تجھ پر احسان ہوتا تو (اے انسان) تو اس کی نافرمانی اور مخالفت پر اُتر آنے سے ضرور شرماتا۔ پھر اپنے پروردگار سے تیرا معاملہ کیسا ہے کہ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے وہ اسی کے فضل سے ہے اور اگر تجھ پر کوئی مصیبت نہیں آتی۔ تو وہ صرف اسی کی رحمت سے رکی ہوئی ہے، اللہ نے فرمایا:

﴿ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ﴾ (النحل:۱۶/۵۳)

''تمہیں جو بھی نعمت میسر ہے، وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں کوئی دکھ پہنچتا ہے تو تم اس کی طرف گریہ زاری کرتے ہو''

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے صرف یہ حق واجب کیا ہے کہ اس کی خالص عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا جائے۔ جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے، اسے یہ حق ادا کرنا نہایت ہی آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

﴿ وَجٰهِدُوا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾ (الحج:۷۸/۲۲)

''اوراللہ کی راہ میں جہاد کروجیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں بنائی (تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اس نے پہلی کتابوں میں بھی تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی وہی نام رکھا ہے (تو جہاد کرو) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔لہٰذا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ وہی تمہارا کارساز ہے اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے اور وہ خوب مددگار ہے''

یہ ہے عمدہ عقیدہ، اور حق کے ساتھ ایمان اور عمل صالح جو بارآور ہے۔عقیدہ کا قوام محبت وتعظیم اور اس کا پھل اِخلاص و مداومت ہے۔ دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف، درجات کو بلند اور دلوں کی اصلاح کرتا ہے۔ اصلاحِ احوال کے لئے حسب ِاستطاعت تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا: ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن:۱۶/۶۴)

''جہاں تک تم سے ہوسکے، اللہ سے ڈرو''

حضرت عمران بن حصینؓ جب بیمار تھے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا:

"صلّ قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلٰى جنب" (بخاری)

''کھڑے ہوکر نماز ادا کرو، اگر ایسا نہ کرسکو تو بیٹھ کر اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو پھر لیٹے لیٹے پہلو پر ادا کرلو''

زکوٰۃ : زکوۃ تیرے مال کا ایک قلیل سا حصہ ہے جسے تو سال میں ایک بار مسلمانوں کی اِمداد کرنے کے لئے فقیروں، مسکینوں، مسافروں، قرض داروں اور زکوٰۃ کے دوسرے مستحقین کو ادا کرتا ہے جبکہ روزے سال بھر میں صرف ایک مہینہ ہیں اور اس میں بھی مریض اور مسافر کے لئے رعایت ہے کہ وہ باقی دنوں میں رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾ (البقرۃ:۱۸۵/۲)

''اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے''

بیت اللہ کا حج صاحب ِاستطاعت کے لئے عمر بھر میں صرف ایک دفعہ ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی حقوق ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں تو وہ حالات کے مطابق واجب ہوتے ہیں جیسے جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔

میرے بھائی! دیکھئے یہ حق عمل کے لحاظ سے تھوڑا اور اجر کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ جب تو اسے ادا کرے تو دنیا و آخرت میں سرخرو ہوجائے گا، آگ سے نجات پائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ زُحزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدخِلَ الجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الحَيوٰةُ الدُّنيَا إِلَّا مَتٰعُ الغُرُورِ﴾

''تو جو شخص آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوگیا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے'' (آلِ عمران:۳/۱۸۵)

(۲) رسول اللہ ﷺ کا حق

مخلوق کے حقوق میں سے آپ کا حق سب سے زیادہ اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّا اَرسَلنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا، لِّتُؤمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكرَةً وَّأَصِيلًا ﴾ (الفتح:۴۸/۸،۹)

''ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور دل و جان سے اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم و توقیر کرو''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يؤ من أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده ووالده والناس أجمعين

''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں'' (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کے حقوق یہ ہیں کہ آپ کی عزت افزائی، آپ کا احترام اور آپ کی تعظیم کی جائے۔ تعظیم ایسی ہونی چاہئے جس میں مبالغہ ہو، نہ تقصیر۔ آپ کی عزت افزائی اور تعظیم اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ کی مکمل اطاعت کی جائے۔ جیسا کہ آپ کے صحابہ کرام کرتے تھے۔ اس اطاعت کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے...... قریش نے جب عروہ بن مسعود ثقفی کو صلح حدیبیہ کے وقت نبی کریم ﷺ سے صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا تو (واپس جاکر) اس نے کہا:

''میں شاہِ ایران، شاہِ روم اور شاہِ حبشہ کے دربار میں گیا ہوں، مگر میں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں کو اس کی ایسی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسے محمد (ﷺ) کے اصحاب، آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب وہ انہیں حکم دیتے ہیں تو جلد از جلد بجا لاتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو اس کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو خاموش ہوجاتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔''

صحابہ کرامؓ اس انداز سے آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی فطرت میں مکارمِ اخلاق، نرم پہلو اور سہولتِ نفس ودیعت کر رکھے تھے اور اگر آپ سخت طبیعت والے ہوتے تو صحابہ کرامؓ آپ کے ہم نشین نہ بنتے۔

نبی کریم ﷺ کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

آپ کی تصدیق کی جائے، جس بات کا آپ نے حکم دیا ہو، وہ بجا لایا جائے اور جس سے منع کیا ہو یا سرزنش کی ہو، اس سے پرہیز کیا جائے اور اس بات پر ایمان ہو کہ آپ کی راہِ ہدایت تمام راہوں سے بہتر، آپ کی شریعت سب شریعتوں سے اکمل اور آپ کی شریعت پر کسی بھی قانون کو مقدم نہ کیا جائے خواہ اس کا ماخذ کچھ بھی ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوا فِىٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء:۴/۶۵)

''تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے تنازعات میں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ کریں، اس سے اپنے دل میں کوئی گھٹن محسوس نہ کریں، بلکہ اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کردیں۔'' ......اور فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ خود تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' (آلِ عمران:۳/۳۱)

اور نبی کریم ﷺ کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی شریعت اور ہدایت کا ہر حال میں دفاع کیا جائے۔ اگر حالات اسلحہ کا تقاضا کرتے ہوں اور انسان اس کی قدرت بھی رکھتا ہو تو قوت کے ساتھ دفاع کرے جب دشمن دلائل وشبہات سے حملہ آور ہو تو علم سے اس کا دفاع کرے، اس کے دلائل و شبہات اور تخریبی بیانات کا ازالہ کرے۔

کسی مؤمن کے لئے ممکن نہیں کہ وہ کسی کو نبی کریم ﷺ کی شریعت یا آپ کی ذاتِ کریم پر حملہ کرتے سنے پھر خاموش رہے جبکہ وہ اس کے دفاع کی قدرت بھی رکھتا ہو۔

(۳) والدین کا حق

اولاد پر والدین کو جو فضیلت حاصل ہے، اس کا انکار ممکن نہیں کیونکہ والدین ہی اولاد کے وجود میں آنے کا ذریعہ ہیں لہٰذا ان کا اس پر بڑا حق ہے۔ ان دونوں نے اسے بچپن میں پالا، اسے ہر طرح کا آرام پہنچانے کے لئے خود تکلیفیں برداشت کیں۔ اے انسان! تیری ماں نے تقریباً نو ماہ تک تجھے اپنے پیٹ میں اُٹھائے رکھا اور اس کا خون تیری غذا کا باعث بنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ﴾ (لقمان:۳۱/۱۴)

''اس کی ماں نے اسے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا''

پھر اس کے بعد دو سال دودھ پلانے کا معاملہ ہے جس میں تھکن بھی ہوتی ہے، کوفت بھی اور صعوبت بھی۔ اسی طرح باپ تیری زندگی اور بقا کے لئے بچپن سے ہی دوڑ دھوپ کرنے لگا حتیٰ کہ تو خود

www.KitaboSunnat.com

کھڑا ہونے کے قابل ہوگیا اور تجھے قابل عزت بنانے کے لئے کوشش کرتا رہا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوٰلِدَيْه حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصٰلُهُ فِىْ عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْلِىْ وَلِوَالِدَيْكَ إِلَىَّ الْمَصِيْرُ﴾ (لقمان:۱۴/۳۱)

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکیدی حکم دیا اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال کے اندر اس کا دودھ چھڑانا ہے، کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر (اور) لوٹ کر تجھے میری ہی طرف آنا ہے'' ......نیز فرمایا:

﴿وَبِالْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا، وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل:۱۷/۲۳،۲۴)

''اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں 'اُف' بھی نہ کہنا اور نہ ہی انہیں جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا اور ان دونوں کے سامنے رحم سے عاجزی کا پہلو جھکا دو اور دعا کرو کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے بچپن کی حالت میں مجھے پالا تھا''

والدین کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان سے نیکی کرے اور یہ اس طرح ہوگا کہ تم ہر لحاظ سے ان سے بہتر سلوک کرو۔ ان کا حکم بجالاؤ، اگر اس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو تو پھر نہیں۔ ان سے بات نرمی سے کرو اور خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ ان کے مناسبِ حال ان کی خدمت کرو۔ نیز بڑھاپے، بیماری اور کمزوری کے وقت ان کو جھڑکو نہیں اور اس بات کو بوجھ بھی محسوس نہ کرو۔ کیونکہ کچھ وقت بعد تم بھی ان کے مقام پر پہنچنے والے ہو۔ تم بھی باپ بن جاؤ گے جیسا کہ وہ تمہارے والدین ہیں اور عنقریب تم بھی اپنی اولاد کے سامنے بوڑھے ہوجاؤ گے جیسا کہ وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہوئے ہیں اور تم بھی اپنی اولاد سے نیکی کے محتاج ہوگے جیسا کہ آج وہ ہیں۔ اگر آج تم ان سے نیکی کر رہے ہو تو تمہیں بہت بڑے اجر اور اولاد سے ایسے ہی سلوک کی خوشخبری ہو۔ کیونکہ جس نے اپنے والدین سے نیکی کی، اس کی اولاد اس سے نیکی کرے گی اور جس نے والدین کو ستایا، اس کی اولاد ضرور اسے ستائے گی۔ یہ مکافاتِ عمل ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق کو بڑی اہمیت دی ہے، اسی لئے اس نے اپنے حق (عبادت) کے ساتھ والدین کے حق کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسٰنًا﴾ (النساء:۳۶/۴)

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو''

نیز فرمایا: ﴿أَنِ اشْكُرْلِىْ وَلِوٰلِدَيْكَ﴾ (لقمان:۱۴/۳۱)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کہ ''تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی''

اور نبی کریم ﷺ نے والدین سے نیکی کرنے کے عمل کو جہاد فی سبیل اللہ پر مقدم رکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ والی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا:

يارسول الله أي العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلوٰة على وقتها، قلت ثم أي قال: بر الوالدين قلت ثم أي؟ قال: الجهاد في سبيل الله (بخاری)

''اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کو کون سے عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: والدین سے بہتر سلوک کرنا۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''

اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے اور یہ والدین کے اس حق کی اہمیت پر دلیل ہے جسے اکثر لوگوں نے ضائع کر رکھا ہے۔ وہ ان کو ستاتے اور قطع رحمی کرتے ہیں۔ پھر کچھ ایسے ہیں کہ انہیں حقیر سمجھتے، ڈانٹتے اور ان پر آوازیں بلند کرتے ہیں۔ ایسے لوگ عنقریب اس کا بدلہ پائیں گے!!

(۴) اولاد کا حق

اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل ہیں۔ اولاد کے بہت سے حقوق ہیں جن میں سب سے اہم ان کی اچھی اور صالح تربیت ہے تاکہ وہ معاشرہ کے صالح فرد بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا اَنفُسَكُمُ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں'' (التحریم:۶۶/۶)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله ومسئول عن رعيته

''تم میں سے ہر کوئی حکمران ہے اور ہر کوئی اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہے اور آدمی اپنے گھر کا حکمران ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی'' (بخاری ومسلم)

اولاد والدین کے لئے امانت ہے اور قیامت کے دن وہ اولاد کے متعلق جواب دہ ہوں گے۔ اگر انہوں نے اولاد کی تربیت اسلامی انداز سے کی ہوگی تو وہ والدین کے لئے دنیا وآخرت میں باعثِ راحت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيۡمٰنٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَا اَلَتۡنٰهُمۡ مِنۡ عَمَلِهِمۡ مِنۡ شَيۡءٍ كُلُ امۡرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ﴾ (الطور:۵۲/۲۱)

''جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان لانے میں ان کے پیچھے چلی ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے تک) پہنچا دیں گے اور والدین کے اعمال سے کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کئے ہوئے اعمال کے عوض رہن ہے“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إذا مات العبد انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم ينتفع به من بعده أو ولد صالح يدعو له (بخاری،مسلم)

”جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر تین عمل باقی رہتے ہیں: صدقہ جاریہ، ایسا علم کہ لوگ اس کے بعد اس سے فائدہ اٹھائیں یا صالح اَولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے“

یہ اولاد کی تربیت کا ثمر ہے۔ جب ان کی صالح تربیت کی جائے تو وہ والدین کے لئے ان کی زندگی میں بھی فائدہ مند ہوتی ہے اور ان کی وفات کے بعد بھی۔

بہت سے والدین اولاد کے حق کو معمولی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کو ضائع کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے بارے میں ان سے بازپرس ہوگی۔ وہ اپنی اولاد کے مشاغل اور ان کی سرگرمیوں سے غافل ہوتے ہیں، انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی اولاد کیا کررہی ہے۔ وہ کہاں جاتے ہیں اور کب واپس گھر آتے ہیں۔ وہ انہیں نیکی کی طرف توجہ دلاتے ہیں نہ بری خصلتوں سے منع کرتے ہیں اور عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ اپنے مال کی حفاظت اور اس کو بڑھانے میں سخت حریص ہوتے ہیں اور ہر اس بات کے لئے بیدار رہتے ہیں جو اس معاملہ کی اصلاح کرے۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس مال کو وہ بڑھا رہے ہیں وہ دوسروں کا ہے۔ رہا اولاد کا مسئلہ تو یہ ان کی نظروں میں کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان کی نگہداشت دنیا اور آخرت دونوں لحاظ سے ان کے لئے بہتر اور مفید تھی۔ نیز جیسے والد پر بچے کی خوردونوش اور پوشاک کی ذمہ داری ہے، ایسے ہی اپنے بچے کے دل کو علم و ایمان کی غذا مہیا کرنا اور تقویٰ کا لباس پہنانا بھی واجب ہے اور یہ بات پہلی سے کہیں بہتر ہے......!

اولاد کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ ان پر دستور کے مطابق خرچ کیا جائے جس میں اِسراف ہو نہ بخل کیونکہ اولاد پر خرچ کرنا اس کی لازمی ذمہ داری ہے اور اس میں اللہ کی نعمت کا شکر بھی ہے۔

اولاد کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اولاد کو ہبہ اور عطیہ دینے میں کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دے کہ کسی کو کچھ دے دے اور دوسرے کو محروم رکھے۔ کیونکہ یہ جور اور ظلم ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ نیز اس سے خاندانی زندگی میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔

صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد بشیر بن سعدؓ نے انہیں ایک غلام ہبہ کیا اور نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ نے فرمایا: ”کیا تو نے اپنے ہر بیٹے کو ایک ایک غلام ہبہ کیا ہے؟“ بشیرؓ کہنے لگے: نہیں! آپ نے فرمایا: ”تو پھر اس غلام کو واپس لے لے“ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

اتقوا الله واعدلوا بين أولادكم (بخاری ومسلم)

''اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو''

ایک اور روایت کے الفاظ یوں ہیں:

أشهد على هذا غيري فإني لا أشهد على جور (بخاری ومسلم)

''اس معاملہ پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو، میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا''

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اولاد میں سے کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت دینے کا نام جور رکھا اور جور کا معنی 'ظلم' ہے جو حرام ہے۔

لیکن اگر کسی بیٹے کو ایسی چیز دے جس کی اس کو تو ضرورت ہو لیکن دوسروں کو ضرورت نہ ہو۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تخصیص یا فضیلت کی بنا پر نہیں بلکہ حاجت کی بنا پر ہے۔ لہٰذا یہ نفقہ ہی کی صورت ہے اور جب والد وہ تمام باتیں جو اس پر واجب ہیں پوری کردے جیسے تربیت اور نفقہ وغیرہ تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اولاد اس سے نیکی کرے اور اس کے حقوق کا خیال رکھے۔

(۵) قریبی رشتہ داروں کا حق

اسلام میں جس طرح باقی حقوق کا تحفظ ہے، ایسے ہی قرابت داروں اور رشتہ داروں کے حقوق کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور انہیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبىٰ حَقَّهُ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶/۱۷) ''قرابت دار کو اس کا حق ادا کرو''

نیز فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبىٰ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، والدین اور قرابتداروں سے بھلائی کرو'' (النساء: ۳۶/۴)

لہٰذا ہر قریبی پر واجب ہے کہ وہ اپنے قریبی سے صلہ رحمی کرے۔ اس کی مالی اور اخلاقی لحاظ سے ہر ممکن مدد کرے اور یہ ایسی بات ہے جس کا شرع، عقل اور فطرت سب تقاضا کرتی ہیں۔ صلہ رحمی پر اُبھارنے کیلئے بہت سی احادیث ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا جب اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا: میں قطع رحمی سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ میں اسے ملاؤں جو تجھے ملائے اور اس کو قطع کروں جو تجھے قطع کرے؟ 'رحم' نے کہا: کیوں نہیں! اللہ نے فرمایا: تو یہ بات تیرے لئے منظور ہے'' ...... پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ، أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: ۲۲/۴۷،۲۳)

www.KitaboSunnat.com

''(اے منافقو) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہوجاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليصل رحمه (المسند الجامع: ۱۴۰۳۵/۱۷)

''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے''

بہت سے لوگ ہیں جو اِس حق کو ضائع کررہے ہیں اور کچھ اس میں کمی کرتے ہیں۔ آپ ایسے لوگ بھی دیکھیں گے جو قرابت داری کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ ان کی مالی یا اخلاقی لحاظ سے کسی طرح بھی مدد نہیں کرتے۔ دن اور مہینے گزر جاتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھتے بھی نہیں۔ انہیں ملنے جاتے ہیں، نہ ان کو کوئی ہدیہ بھیجتے ہیں بلکہ انہیں ہر لحاظ سے دکھ پہنچانے کے لئے منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں۔

اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قریبی رشتہ دار صلہ رحمی کریں تو وہ بھی کرتے ہیں اور اگر وہ تعلقات توڑ دیں تو یہ بھی توڑ دیتے ہیں۔ ایسا آدمی حقیقتاً تعلق جوڑنے والا نہیں بلکہ یہ تو اَدلے کا بدلہ ہے۔ دراصل تعلق جوڑنے والا وہ ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر جوڑے اور پرواہ نہ کرے کہ دوسرا بھی اتنا تعلق جوڑتا ہے یا نہیں جیسا کہ بخاری میں عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اَدلے کا بدلہ دینے والا 'واصل' (تعلق جوڑنے والا) نہیں۔ 'واصل' تو وہ ہے کہ اگر تو قطع رحمی کرے تو وہ پھر بھی جوڑے''

کسی نے رسول ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ قطع کرتے ہیں، میں ان سے بہتر سلوک کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے بُرا سلوک کرتے ہیں، میں انکی باتیں برداشت کرتا ہوں لیکن وہ مجھ پر جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

''اگر بات ایسی ہے جیسی کہ تو نے کہی ہے تو گویا تو نے ان کے چہروں کو خاک آلود کردیا اور جب تک تو اس حالت پر برقرار رہے گا۔ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ایک مددگار ہے''

(اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا)

صلہ رحمی میں صرف یہی بات نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والے کو دنیا و آخرت میں اپنے احسان کا مستحق بنا کر اس پر رحمت پھیلا دیتا ہے، اس کے کام آسان بنا کر اس کی سختیاں دور کردیتا ہے بلکہ صلہ رحمی سے خاندان میں باہمی قربت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ رشتہ دار ایک دوسرے پر مہربان ہوتے اور مصائب میں ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں انہیں مسرت اور راحت حاصل ہوتی ہے یہ بات تجربہ شدہ اور جانی پہچانی ہے۔ اور جب قطع رحمی کی جائے تو یہ سب فوائد اس کے برعکس بن جاتے ہیں اور قریبی رشتہ دار دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(۶) میاں بیوی کا حق

شادی کے اثرات بڑے دور رَس اور اس کے تقاضے بہت اہم ہیں۔ میاں اور بیوی کا باہمی تعلق کچھ اس طرح کا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے دوسرے پر مالی، بدنی اور اجتماعی حقوق عائد ہوتے ہیں۔ لہٰذا زوجین میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ دستور کے مطابق رہن سہن رکھے اور ہر ایک دوسرے کے واجبی حق کو نہایت فراخدلی کے ساتھ کسی کراہت اور ٹال مٹول کے بغیر سرانجام دے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:۴/۱۹) ''اور بیویوں کے ساتھ اچھی طرح رہوسہو''

نیز فرمایا:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (البقرۃ:۲/۲۲۸)
''اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے البتہ مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے''

جس طرح عورت پر واجب ہے کہ اپنے خاوند کے حقوق ادا کرے، ویسے ہی خاوند کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کے حقوق ادا کرے۔ جب تک زوجین میں سے ہر ایک ان حقوق کا خیال رکھتا ہے جو ان پر عائد ہوتے ہیں تو ان کی زندگی خوشگوار اور پرسکون بسر ہوتی ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو اس کا نتیجہ ضد اور جھگڑا ہوگا اور زندگی تلخ ہوجائے گی۔

بیوی سے اچھا سلوک کرنے کے متعلق بہت سی احادیث ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

استوصوا بالنساء خيرا فإن المرأة خلقت من ضلع وإن أعوج ما في أعلاه فإن ذهبت تقيمه كسرته وإن تركته لم يزل أعوج فاستوصوا بالنساء (بخاری ومسلم)
''عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور کسی طرح تمہارے لئے سیدھی نہ ہوگی اور پسلی کا سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ وہ ہے جو اس کا بلند حصہ ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو ٹیڑھی ہی رہے گی لہٰذا عورتوں سے اچھا سلوک کرو''

ایک اور روایت میں ہے:

إن المرأة خلقت من ضلع ولن تستقيم لك على طريقة فإن استمتعت بها إستمتعت بها وفيها عوج وإن ذهبت تقيمها كسرتها و كسرها طلاقها (مسلم)
''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور کسی طرح تمہارے لئے سیدھی نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر تو اس سے اِسی حال میں فائدہ اٹھا سکتا ہے تو اُٹھا لے اور اس میں ٹیڑھ ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ ڈے گا اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

magazine.mohaddis.com

لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خُلقا رضى منها خلقا آخر (مسلم)

''کوئی مؤمن مرد، مؤمن عورت (اپنی بیوی) سے بغض نہ رکھے کیونکہ اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہے تو کوئی دوسری پسند بھی ہوگی''

اور لا يفرك کا معنی 'بغض نہ رکھنا' ہے۔ ان احادیث میں نبی کریم ﷺ کی اپنی اُمت کو ہدایت ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کیسا برتاؤ کرے، اسے چاہئے کہ جو کچھ بیوی سے میسر آئے لے لے۔ کیونکہ جس طبیعت پر وہ پیدا کی گئی ہے وہ کامل انداز پر نہیں ہے بلکہ اس میں ٹیڑھ ہونا لازمی ہے اور آدمی اسی طبیعت سے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جس پر وہ پیدا کی گئی ہے۔ ان احادیث میں ہدایت بھی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اپنی بیوی کی خوبیوں اور خامیوں کا موازنہ کرے۔ کیونکہ اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو اس کے ساتھ دوسری عادت ایسی بھی ہوگی جو اسے پسند ہوگی۔ لہٰذا اس کی طرف صرف ناراضگی اور کراہت کی نظر سے ہی نہ دیکھے...... بہت سے شوہر ایسے ہیں جو اپنی بیویوں کو درجہ کمال پر دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ یہ ناممکن ہے۔ اسی لئے ان کی گزران تنگ ہوجاتی ہے اور وہ اپنی بیویوں سے فائدہ اُٹھانے کے قابل نہیں رہتے جس کا نتیجہ بسا اوقات طلاق ہوتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے تو اسے توڑ دے گا اور اس کا ٹوٹنا اس کی طلاق ہے''

لہٰذا خاوند کو چاہئے کہ بیوی سے اگر کوئی غلطی ہوجائے تو اس سے درگزر کرے، بشرطیکہ وہ دین اور شرافت سے خالی نہ ہو۔

بیوی کے خاوند پر حقوق

خاوند، بیوی کے کھانے، پینے، پوشاک اور اس کے لوازمات کا ذمہ دار ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرہ:۲/۲۳۳)

''اور دستور کے مطابق ان کی خوراک اور پوشاک بچے کے باپ کے ذمہ ہے''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (ترمذی)

''اور دستور کے مطابق تمہاری بیویوں کی خوراک اور پوشاک تمہارے ذمہ ہے''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بیوی کا مرد پر کیا حق ہے تو آپؐ نے فرمایا:

أن تطعمها إذا طعمت وتكسوها إذا اكتسيت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولاتهجر إلا فى البيت (رواہ احمد، ابوداود، وابن ماجہ)

''جب تو کھانا کھائے تو اسے کھانا کھلا اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے منہ پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ، نہ ہی اس سے قطع تعلق کر مگر یہ کہ گھر کے اندر ہو''

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

بیوی کا ایک حق یہ ہے کہ اس سے عدل کیا جائے۔ اگر خاوند کی دوسری بیوی ہو تو ان دونوں کے اخراجات، رہائش، شب بسری غرضیکہ تمام اُمور میں ممکن حد تک عدل کرے کیونکہ ان میں سے ایک کی جانب میلان رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من كانت له امرأ تان فمَالَ إلى إحداهما جاء يوم القيامة و شقه مائل

''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوگا'' (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وابوداود)

البتہ وہ اُمور جن میں عدل ممکن نہ ہو جیسے محبت اور دل کی خوشی تو ان میں خاوند پر کچھ گناہ نہیں کیونکہ یہ اس کے بس میں نہیں ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾ (النساء:۴/۱۲۹)

''اگر تم چاہو بھی تو اپنی بیویوں کے درمیان عدل نہ کرسکو گے''

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان شب بسری کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ آپ عدل کرتے اور فرماتے:

اللهم هذا قسمي فيما أملك فلا تلمني فيما تملك ولا أملك

''اے اللہ! یہ میری تقسیم ایسے معاملہ میں ہے جس میں میرا اختیار ہے اور جس بات میں تیرا اختیار ہے میرا نہیں، اس پر مجھے ملامت نہ کرنا'' (ابوداود، ترمذی، نسائی وابن ماجہ)

لیکن اگر کوئی بیوی شب بسری کے معاملہ میں اپنی خوشی سے دوسری بیوی کو فضیلت دے دے تو کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی باری ایک دن مقرر کی تھی پھر حضرت سودہؓ نے اپنی باری بھی حضرت عائشہؓ کو ہبہ کردی۔

رسول اللہ ﷺ اس بیماری کے دوران جس میں آپؐ نے وفات پائی پوچھا کرتے تھے: کل میں کہاں ہوں گا، کل میں کہاں ہوں گا ......؟ تو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پھر آپؐ حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف فرما رہے تا آنکہ آپ کی وفات ہوگئی۔

خاوند کے بیوی پر حقوق

جس طرح بیوی کے خاوند پر حقوق ہیں، ویسے ہی خاوند کے بیوی پر حقوق ہیں۔ البتہ مردوں کو فضیلت حاصل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (البقرہ:۲/۲۲۸)

''عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسا کہ دستور کے مطابق مردوں کا عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے''

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

مرد اپنی عورت پر حاکم ہے جو اسکی مصلحتوں، تادیب اور عزت کو قائم رکھنے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَآ أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ (النساء: ۴/۳۴) ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں''

مرد کا اپنی بیوی پر ایک حق یہ ہے کہ وہ ہر ایسے کام میں اس کی (خاوند) اطاعت کرے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور اس کے راز اور مال کی حفاظت کرے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها (ترمذی)

''اگر میں کسی کو یہ حکم دینے والا ہوتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے'' ...... نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت أن تجيئ فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح (بخاری ومسلم)

''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے اور خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گزار دے تو صبح تک اس (بیوی) پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں''

خاوند کا بیوی پر اس قدر حق ہے کہ اگر وہ نفلی عبادت کرنا چاہے تو خاوند سے اجازت حاصل کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لايحل لإمرأة أن تصوم وزوجها شاهد إلا بإذنه ولا تأذن لأحد في بيته إلا بإذنه

''اگر کسی عورت کا خاوند گھر پر موجود ہو تو وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ (نفلی) نہ رکھے اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے'' (بخاری)

نیز رسول اللہ ﷺ نے خاوند کے اپنی بیوی سے خوش ہونے کو جنت میں داخلہ کے اَسباب میں سے ایک سبب قرار دیا۔ ترمذی نے اُمّ سلمہؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أيما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة (ترمذی)

''کوئی بھی عورت جو اس حال میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی''

(۷) حکمرانوں اور رعایا کے حقوق

ولاة (حکمران) وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے اُمور کے نگران ہوتے ہیں خواہ یہ ولایت ِ'عامہ' ہو جیسے سلطنت کا رئیس اعلیٰ یا 'خاصہ' ہو جیسے کسی معین ادارہ یا معین کام کا رئیس اور ان سب کا اپنی اپنی رعیت پر حق ہوتا ہے جس سے وہ اس کام کو قائم رکھ سکیں، اسی طرح رعیت کا بھی ان پر حق ہے۔

رعایا کے حکمرانوں پر حقوق یہ ہیں کہ وہ اس امانت کو قائم رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ ڈالی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہے اور رعیت کی خیرخواہی کے کام سرانجام دینا لازم سمجھیں اور ایسی متوازن راہ پر چلیں جو دنیوی اور اُخروی مصلحتوں کی کفیل ہو اور یہ مؤمنوں کے راستہ کی اتباع سے ہوگا۔ یہی وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کا تھا کیونکہ اسی میں ان کی، ان کی رعیت اور ان کے ماتحت کام کرنے والوں کی سعادت ہے اور یہی وہ چیز ہے جس میں رعیت زیادہ سے زیادہ اپنے حکمرانوں سے خوش اور ان سے مربوط رہ سکتی ہے۔ ان کے احکام کے سامنے سرِتسلیم خم کرسکتی ہے اور اس امانت کی حفاظت بھی ہوسکتی ہے جس کیلئے رعیت نے اسے حاکم بنایا تھا کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اسے لوگوں سے بچاتا ہے اور جو شخص اللہ کو راضی رکھتا ہے اللہ اسے لوگوں کی رضامندی اور مدد سے کفایت کرتا ہے کیونکہ دل تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں، وہ جیسے چاہتا پھیر دیتا ہے۔

حکمرانوں کے رعایا پر حقوق یہ ہیں کہ وہ ان حکمرانوں کو خیرخواہی کے جذبہ سے صحیح مشورے دیں انہیں نصیحت کرتے رہیں تاکہ وہ راہِ راست پر قائم رہیں اگر وہ راہِ حق سے ہٹنے لگیں تو انہیں راہِ راست کی طرف بلائیں، ان کے حکم میں اللہ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو تو اسے بجالائیں۔ کیونکہ اسی صورت میں سلطنت کا کام اور انتظام درست رہ سکتا ہے اور اگر حکمرانوں کی مخالفت اور نافرمانی کی جائے تو انارکی پھیل جائے گی اور سب کام بگڑ جائیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی، اپنے رسول اور حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء:۵۹/۴)

''ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور ان حکمرانوں کی جو تم میں سے ہوں''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة (بخاری ومسلم)

''مسلمان پر لازم ہے کہ وہ سنے اور اطاعت کرے خواہ وہ کام اسے پسند ہو یا ناپسند مگر یہ کہ اسے نافرمانی والا حکم دیا جائے اور جب اللہ کی نافرمانی والا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ ہی اطاعت کرے''

اس حدیث پر شیخین کا اتفاق ہے اور عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے الصلاۃ جامعة کی ندا کی۔ ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہوگئے، آپؐ نے فرمایا:

إنه لم يكن نبي قبلي إلا كان حقا عليه أن يدل أمته على خير ما يعلمه لهم، وينذرهم شر ما يعلمه لهم وإن أمتكم هذه جُعِل عافيتها في أولها وسيصيب آخرها بلاء وأمور تنكرونها وتجئ فتنة فيُرَقِّق بعضها بعضا وتجئ الفتنة فيقول المؤمن هذه مُهلكتي ثم تنكشف وتجئ الفتنة فيقول المؤمن: هذه هذه

www.KitaboSunnat.com

فمن أحب أن يزحزح عن النار ويدخل الجنة، فلتأته منيته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر وليأت إلى الناس الذي يحب أن يؤتى إليه ومن بايع إماما، فأعطاه صفقةَ يدِه وثمرة قلبه، فليُطِعه إن استطاع فإن جاء اٰخر ينازعه فاضربوا عنق الاخر (بخاری ومسلم)

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا، یہ اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنی اُمت کی اس بھلائی کی طرف راہنمائی کرے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کو اُمت کے لئے سکھلائی اور اس برائی سے ڈرائے جو اللہ نے اسے امت کے لئے سکھلائی اور تمہاری اس امت کے ابتدائی دور میں عافیت رکھی گئی ہے، آخری دور میں آزمائش اور ایسے امور پیش آئیں گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔ ایک فتنہ آئے گا جس کا ایک حصہ دوسرے کو کمزور بنا دے گا۔ فتنہ آئے تو مؤمن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کرڈالے گا اور ایک اور فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا یہ مجھے ہلاک کردے گا لہٰذا جو شخص چاہتا ہے کہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے اسے چاہئے کہ وہ اس حال میں مرے کہ اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جس نے کسی امام کی بیعت کی، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور دل سے تسلیم کیا تو اسے چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے اس کی اطاعت کرے اور اگر کوئی دوسرا امام آجائے جو اس سے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن اُڑا دو''

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا ''اے اللہ کے نبیؐ! دیکھئے اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق تو مانگتے ہوں لیکن ہمارا حق نہ دیتے ہوں تو اس کے بارے میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے اس شخص سے منہ پھیرلیا۔ اس شخص نے دوسری بار وہی سوال کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا:

إسمعوا وأطيعوا فإنما عليهم ما حُمِّلوا وعليكم ما حُمِّلْتُم (مسلم)

''اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ ان کی ذمہ داری کا بار (بوجھ) ان پر ہے اور تمہاری کا تم پر''

حکمرانوں کا رعیت پر ایک حق یہ ہے کہ رعیت اہم اُمور میں حکمرانوں کے ساتھ تعاون کرے۔ کیونکہ جو اُمور حکمرانوں کو تفویض کئے گئے ہیں، ان کے نفاذ میں رعیت ان کی مددگار ہوتی ہے۔ نیز امیر کی مسئولیت ہر ایک کو معلوم ہونی چاہئے کیونکہ مسئولیت والے کاموں میں رعایا حکمرانوں کے ساتھ تعاون ہی نہ کرے تو وہ اسے مطلوبہ صورت میں کیسے سرانجام دے سکتے ہیں۔

(۸) ہمسایوں کا حق

ہمسایہ وہ ہے جو آپ کے گھر کے قریب ہو، اس کا تجھ پر بہت بڑا حق ہے۔ اگر وہ نسب میں تم سے قریب ہو اور مسلمان بھی ہو، تو اس کے تین حق ہیں: ہمسائیگی، قرابت داری اور اسلام کا حق۔ اسی طرح وہ نسب میں قریب ہے لیکن مسلمان نہیں تو اس کے دو حق ہیں۔ ایک ہمسائیگی کا اور دوسرا قرابت داری کا، اگر وہ رشتہ میں دور ہے اور مسلمان بھی نہیں تو اس کا ایک حق ہے یعنی ہمسائیگی کا حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسٰنًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾

''ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں (سب) کے ساتھ احسان کرو'' (النساء:۳۶/۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ماازال جبريل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه (بخاری ومسلم)

''جبریل (علیہ السلام) مجھے ہمسایہ کے حقوق کے متعلق اس قدر تاکید کرتے رہے تا آنکہ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ اسے وارث بنادیں گے''

اس حدیث پر شیخین کا اتفاق ہے۔ایک ہمسائے کے دوسرے پر حقوق یہ ہیں کہ جہاں تک ہوسکے اس کے ساتھ ہر لحاظ سے بھلائی کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خير الجيران عندالله خيرهم لجاره (ترمذی)

''اللہ کے ہاں ہمسایوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے لئے اچھا ہو'' نیز فرمایا:

من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليحسن إلى جاره (مسلم)

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے اپنے ہمسایہ سے بہتر سلوک کرنا چاہئے''

اور فرمایا: إذا طبخت مرقة فأكثر ماء ها و تعاهد جيرانك (مسلم)

''جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال لو اور اس میں اپنے ہمسایوں کو شریک کرو''

احسان کی ایک صورت یہ ہے کہ تقریبات میں ہمسایہ کو تحائف پیش کئے جائیں۔ کیونکہ تحائف محبت پیدا کرتے اور عداوت کو دور کرتے ہیں۔ ایک ہمسائے کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ اسے کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

والله لايؤمن، والله لايؤمن، والله لايؤمن قالوا من يارسول الله؟ قال: الذي لا يأمن جاره بوائقه (بخاری)

''اللہ کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں، واللہ! وہ شخص مؤمن نہیں، واللہ! وہ شخص مؤمن نہیں۔ صحابہ نے پوچھا کون یارسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا: جس شخص کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو''

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يدخل الجنة من لا يأمن جاره بوائقه (بخاری)

''وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔ بوائق کا معنی 'شرارتیں' ہے لہٰذا جس شخص کے شر سے اسکا ہمسایہ امن میں نہ ہو تو وہ مؤمن ہے نہ جنت میں داخل ہوگا''

آج کل بہت سے لوگ حق ہمسائیگی کا کچھ اہتمام نہیں کرتے، نہ ہی ان کی شرارتوں سے ان کے

www.KitaboSunnat.com

ہمسائے امن میں ہوتے ہیں۔ آپ انہیں ہمیشہ آپس میں اُلجھتے، مخالفت کرتے، حقوق پر زیادتی کرتے، اور ہر لحاظ سے ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے ہوئے دیکھیں گے اور یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف ہے اور یہ باتیں مسلمانوں کی آپس میں جدائی، دلوں کی دوری اور ایک دوسرے کی پگڑی اُچھالنے کا سبب بن جاتی ہیں۔

(۹) عام مسلمانوں کا حق

عام مسلمانوں کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حق المسلم على المسلم ست: إذا لقيته فسلم عليه وإذا دعاك فأجبه وإذا استنصحك فانصحه وإذا عطس فحمد الله فشمته وإذا مرض فعده وإذا مات فاتبعه

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب اُسے ملے تو السلام علیکم کہے، جب وہ دعوت دے تو اسے قبول کرے، خیرخواہی طلب کرے تو اس کی خیرخواہی کرے، جب چھینک مارے اور الحمدلله کہے تو يرحمك الله کہے، جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب مرجائے تو اس کے جنازہ میں شامل ہو۔ گویا اس حدیث میں مسلمانوں کے باہمی حقوق کا بیان ہے'' (مسلم)

پہلا حق: السلام علیکم کہنا ہے۔ السلام علیکم سنتِ مؤکدہ ہے اور مسلمانوں میں اُنس ومحبت پیدا کرنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے جیسا کہ یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے اور اس پر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے:

والله لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا ، أفلا أخبركم بشيئ إذا فعلتموه تحاببتم : أفشوا السلا م بينكم (مسلم)

''اللہ کی قسم! جب تک تم مؤمن نہ بن جاؤ جنت میں داخل نہیں ہوسکتے اور جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو مؤمن نہیں بن سکتے کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو...... آپس میں السلام علیکم کو خوب پھیلاؤ''

رسول اللہ ﷺ کو جو بھی ملتا آپ اسے سلام کہنے میں پہل کرتے اور جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں بھی سلام کہتے۔ سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو، سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔ لیکن سنت کے مطابق جسے سلام کہنا چاہئے تھا، اگر وہ سلام نہ کہے تو دوسرا کہہ لے تاکہ نیکی کا موقع ضائع نہ ہو۔ مثلاً جب چھوٹا سلام نہ کہے تو بڑا کہہ لے اور اگر تھوڑے سلام نہ کہیں تو زیادہ کہہ لیں تاکہ دونوں کو اجر مل جائے۔ عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں:

''تین چیزیں ایسی ہیں جو شخص انہیں اکٹھا کرلے اس کا ایمان مکمل ہوگیا۔ اپنے آپ سے انصاف کرنا، سب لوگوں کو سلام کہنا اور تنگی کی حالت میں خرچ کرنا''

سلام کہنا سنت اور اس کا جواب دینا فرضِ کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بھی جواب دے دے تو سب کی

www.KitaboSunnat.com

طرف سے کافی ہوجاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص ایک جماعت پر سلام کہے اور ان میں سے ایک شخص سلام کا جواب دے دے تو باقی سب سے کافی ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء:۸۶/۴)

''اور جب تمہیں کوئی سلام کہے تو تم اس سے بہتر الفاظ سے جواب دو یا (کم از کم) ویسے ہی الفاظ سے جواب دے دو''

سلام کے جواب میں صرف أهلاً وسهلا کہہ دینا کافی نہیں، کیونکہ یہ الفاظ نہ تو سلام سے اچھے ہیں اور نہ ہی اس جیسے ہیں۔ لہٰذا جب کوئی السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہے اور جب کوئی اهلاً کہے تو اس کے جواب میں اسی طرح اهلاً کہہ سکتا ہے اور اگر سلام میں کچھ زیادہ الفاظ ورحمة الله و بركاته کہے تو وہ افضل ہے۔

دوسرا حق: جب تجھے مسلمان بھائی دعوت دے تو اسے قبول کر یعنی جب تجھے اپنے گھر کھانے پر یا کسی اور کام کے لئے بلائے تو تجھے جانا چاہئے۔ دعوت قبول کرنا سنتِ مؤکدہ ہے کیونکہ اس میں بلانے والے کے دل کی عظمت ہے۔ اس سے محبت اُورالفت پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص دعوت قبول نہیں کرتا، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ومن لم يجب فقد عصى الله و رسوله (بخاری)

''جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''

آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''جب تجھے دعوت دے تو اسے قبول کر'' ایسی دعوت کے لئے بھی ہے جو امداد و معاونت کے لئے ہو کیونکہ تجھے اس کو قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا (بخاری و مسلم)

''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔''

تیسرا حق: جب کوئی مسلمان تجھ سے خیرخواہی طلب کرے تو اس کی خیرخواہی کر یعنی جب وہ تیرے پاس آ کر اپنے لئے کسی چیز میں تمہاری خیرخواہی کا طالب ہو تو اس کی خیرخواہی کرو۔ کیونکہ یہ بھی دین کا حصہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

الدين النصيحة ، لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم (مسلم)

''دین خیرخواہی ہے۔ اللہ سے، اس کی کتاب سے، اس کے رسول سے، مسلمانوں کے سرداروں سے اور عام مسلمانوں سے''

البتہ اگر وہ خیرخواہی طلب کرنے کے لئے تیرے پاس نہ آئے اور صورتِ حال یہ ہو کہ اسے کوئی نقصان پہنچنے والا ہو یا وہ کسی گناہ میں مبتلا ہونے والا ہو تو تجھ پر واجب ہے کہ اس کی خیرخواہی کرے۔

چوتھا حق: جب کوئی مسلمان چھینک مارے اور اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو دوسرا مسلمان اس کے جواب میں يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے'' کہے۔ البتہ اگر وہ چھینک مارتے وقت اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نہ کہے تو پھر اس کا کوئی حق نہ رہا، نہ اس کے لئے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا جائے گا کیونکہ اس نے اللہ کی تعریف بیان نہیں کی۔ لہٰذا اس کی جزا یہی ہے کہ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ نہ کہا جائے۔

اور جب چھینک مارنے والا الحمدلله کہے تو پھر يرحمك الله کہنا فرض ہے اور چھینک مارنے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے کہ وہ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے'' کہے اور جب اسے بار بار چھینکیں آ رہی ہو تو تین بار يرحمك الله کہے اور چوتھی بار يرحمك الله کی بجائے عَافَاكَ اللّٰهُ ''اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت میں رکھے'' کہے۔

پانچواں حق: جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کر۔ مریض کی عیادت کا معنی اس سے ملاقات کرنا ہے اور یہ مسلمان بھائیوں کا اس پر حق ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر عیادت کرنا واجب ہے اور جب مریض سے تمہاری قرابت، دوستی یا ہمسائیگی ہو تو عیادت اور بھی ضروری ہو جاتی ہے۔

عیادت مریض اور مرض کے حسبِ حال ہونی چاہئے۔ کبھی حالات کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ بار بار عیادت کے لئے آتا رہے کیونکہ حالات کا لحاظ رکھنا بہت مناسب ہے اور جو شخص مریض کی عیادت کرے اس کے لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اس کا حال پوچھے اور اس کے لئے دعا کرے، کشادگی اور اُمید کا دروازہ کھولے کیونکہ یہ چیز صحت اور شفا کے لئے بڑے اَسباب میں سے ایک سبب ہے اور مناسب یہ ہے کہ اس سے توبہ کا ذکر اس انداز سے کرے جو اسے تعجب میں نہ ڈال دے۔ مثلاً اسے یوں کہے

> ''مؤمن کی بھی عجیب شان ہے کہ وہ ہر حال میں نیکیاں حاصل کرسکتا ہے کیونکہ مرض سے اللہ تعالیٰ خطائیں دور کرتا اور برائیاں مٹا دیتا ہے اور شاید تو اپنے اس مرض میں کثرتِ ذکر، استغفار اور دعا سے بہت بڑا اجر کما لے۔''

چھٹا حق: مسلمان کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کے جنازہ میں شریک ہو اور اس میں بہت بڑا اجر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> من تبع الجنازة حتى يصلى عليها فله قيراط، ومن تبعها حتى تدفن فله قيراطان، قيل وما القيراطان؟ قال مثل الجبلين العظيمين (بخاری ومسلم)
>
> ''جو شخص جنازہ کے ساتھ چلے حتیٰ کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے، اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ دفن کیا جائے اس کے لئے دو قیراط ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: جیسے دو بڑے بڑے پہاڑ''

ساتواں حق: مسلمان کے دوسرے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ اسے تکلیف پہنچانے سے

magazine.mohaddis.com

باز رہے کیونکہ مسلمانوں کو دکھ پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب:۵۸/۳۳)

''اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے دکھ پہنچاتے ہیں جو انہوں نے کیا نہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھا لیا''

اور اکثر یوں ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی پر کوئی تکلیف مسلط کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اس سے انتقام لے لیتا ہے اور رسول اللہ نے فرمایا:

ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا، المسلم أخو المسلم لايظلمه ولايخذله ولايحقره بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم، كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه (صحیح مسلم)

''آپس میں دشمنی رکھو، نہ تعلقات منقطع کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہوجاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے، آدمی کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان پر مسلمان کا خون، مال اور اس کی عزت حرام ہے''

مسلمان پر مسلمان کے بہت سے حقوق ہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

المسلم أخو المسلم (صحیح مسلم) ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے''

اخوت کا تقاضا یہی ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو۔ اس کی ہر ممکن بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔

(۱۰) غیر مسلموں کے حقوق

غیر مسلموں میں ہر طرح کے کافر شامل ہیں اور ان کی چار قسمیں ہیں:

(۱) حربی (۲) مستامن (۳) معاہد (۴) ذمی

حربی: حربی کفار کا ہم پر کوئی حق نہیں کہ ان کی حمایت / رعایت کی جائے۔

مستامن: ان کفار کا ہم پر یہ حق ہے کہ ان کو امن دینے کے وقت (مدتِ امان) اور اس جگہ کا لحاظ رکھا جائے جہاں انہیں امان دی گئی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ﴾

''اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دو تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو'' (التوبۃ:۶/۸)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

معاہد: معاہدین کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم ان کا عہد اس مدت تک پورا کریں جو ہمارے اور ان کے درمیان اتفاق سے طے ہوا ہے۔ جب تک کہ وہ اس عہد پر قائم رہیں، اس میں سے کچھ کمی کریں نہ ہمارے خلاف کسی کی مدد کریں اور نہ ہی ہمارے دین میں طعنہ زنی کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظٰهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلٰى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾ (التوبۃ:۹/۴)

''مگر جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا ہو اور انہوں نے تمہارا کسی طرح کا نقصان کیا ہو نہ ہی تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہو تو جس مدت تک ان سے عہد کیا ہوا ہے اسے پورا کرو، بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے'' ...... نیز فرمایا:

﴿وَإِن نَّكَثُوا أَيْمٰنَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِى دِينِكُمْ فَقٰتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمٰنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ﴾ (التوبۃ:۹/۱۲)

''اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کی قسموں کا اعتبار نہیں''

ذمی: ذمی کے حقوق باقی تمام کافروں سے زیادہ ہیں۔ ان کے کچھ حقوق ہیں اور کچھ ذمہ داریاں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے ملک میں زندگی بسر کرتے اور ان کی حمایت اور رعایت میں رہتے ہیں جس کے عوض وہ جزیہ ادا کرتے ہیں۔لہٰذا مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے کہ ان کے خون، مال اور عزت کے مقدمات میں اسلام کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور جس چیز کی حرمت کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں اس میں ان پر حدود قائم کرے اور حاکم پر ان کی حمایت اور ان سے تکلیف کو دور کرنا ضروری ہے۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان کا لباس مسلمانوں کے لباس سے الگ ہو اور وہ کسی ایسی چیز کا اظہار نہ کریں جو اسلام میں ناپسندیدہ ہو یا ان کے دین کا شعار (شناختی علامت) ہو، جیسے ناقوس اور صلیب۔ ذمیوں کے احکام اہل علم کی کتابوں میں موجود ہیں لہٰذا ہم یہاں اسے طول نہیں دیتے۔

ان حقوق پر عمل کرنا مسلمانوں میں محبت کا ذریعہ ہے۔ یہ ایسے حقوق ہیں جن پر عمل کرنے سے باہمی عداوت اور نفرت زائل ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ ان پر عمل برائیوں کے مٹنے، نیکیوں کے دوگنا چوگنا ہونے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ اللہ مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

اَحکام وشرائع

ڈاکٹر سہیل حسن

حج وعمرہ کے مسائل واَحکام

حج کی فرضیت

حج اِسلام کا ایک بنیادی رکن ہے، اور ہر اس مرد وعورت پر فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ یعنی ''حج بیت اللہ کرنا ان لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتے ہوں'' اور جب حج کرنے کی قدرت موجود ہو تو اسے فوراً کرلینا چاہئے کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس کا حج کرنے کا ارادہ ہو وہ جلدی حج کرلے، کیونکہ ہوسکتا ہو وہ بیمار پڑ جائے یا اس کی کوئی چیز گم ہوجائے یا کوئی ضرورت پیش آجائے'' (احمد وابن ماجہ)

اور حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ لوگوں کو بھیج کر معلوم کروں کہ کس کے پاس مال موجود ہے اور وہ حج پر نہیں گیا تو اس پر جزیہ لگا دیا جائے۔

حج کی فضیلت

حج کی فضیلت میں وارد چند احادیثِ رسول ﷺ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ''حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے'' (متفق علیہ) اور حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی نیکی کے کام زیادہ کرنے لگ جائے اور دوبارہ گناہوں کی طرف نہ لوٹے۔

۲۔ رسولِ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا: ''حج پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے'' (مسلم)

۳۔ ''حج اور عمرہ ہمیشہ کرتے رہا کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس طرح ختم کردیتے ہیں جس طرح دھونی لوہے کے زنگ کو ختم کردیتی ہے۔'' (طبرانی، دارقطنی)

۴۔ ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ سب اللہ کے مہمان ہوتے ہیں، اللہ نے انہیں بلایا تو یہ چلے آئے اور اب یہ جو کچھ اللہ سے مانگیں گے، وہ انہیں عطا کرے گا'' (ابن ماجہ، ابن حبان)

سفرِ حج سے پہلے چند آداب

۱۔ عازمِ حج کو چاہئے کہ وہ حج وعمرہ کے ذریعے صرف اللہ کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

نیت کرے۔

۲۔ وہ حج کے اِخراجات رزقِ حلال سے کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ
''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول کرتا ہے''۔

۳۔ تمام گناہوں سے سچی توبہ کرلے اور اگر اس پر لوگوں کا کوئی حق (قرضہ وغیرہ) ہے تو اسے ادا کر دے، اور اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرے، اور اگر کچھ حقوق وہ اَدا نہیں کر پایا تو انہیں ان کے متعلق آگاہ کردے۔

۴۔ قرآن وسنت کی روشنی میں حج وعمرہ کے اَحکامات کو سیکھ لے، اور سنی سنائی باتوں پر اعتماد نہ کرے۔

۵۔ عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے محرم یا خاوند کے ساتھ ہی سفر حج کرے اور اکیلی روانہ نہ ہو۔

دورانِ سفر اور دورانِ ادائیگی ٔ حج چند ضروری آداب

۱۔ اِحرام کی نیت کرنے کے بعد زبان کی خصوصی طور پر حفاظت کریں اور فضول گفتگو سے پرہیز کریں، اپنے ساتھیوں کو ایذا نہ دیں اور ان سے برادرانہ سلوک رکھیں، اور اپنے تمام فارغ اوقات اللہ کی اِطاعت میں گزاریں، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جس نے حج کیا اور اس دوران بے ہودگی اور اللہ کی نافرمانی سے بچا رہا، وہ اس طرح واپس لوٹا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا''

۲۔ حجاج کے رَش میں خصوصاً حالتِ طواف وسعی میں اور کنکریاں مارتے ہوئے کوشش کریں کہ کسی کو آپ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور اگر آپ کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے درگزر کردیں اور جھگڑا نہ کریں۔

۳۔ باجماعت نماز پڑھنے کی پابندی کریں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی سستی نہ برتیں۔

۴۔ خواتین غیر مردوں کے سامنے بے پردہ نہ ہوں۔

حج تمتع کے مختصر اَحکام

عمرہ: اِحرام، تلبیہ، طواف، سعی، بالوں کو منڈوانا / کٹوانا

حج: ۸/ ذوالحج: احرامِ حج، تلبیہ، منیٰ میں ۹/ ذوالحج کی صبح تک قیام

۹/ ذوالحج: وقوفِ عرفات، دس کی رات مزدلفہ میں قیام

۱۰/ ذوالحج: بڑے جمرہ کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا، طوافِ افاضہ وسعی

۱۱/ ذوالحج: کی رات منیٰ میں قیام

۱۱ و ۱۲/ ذوالحج (جس نے جلدی کی) اور ۱۳/ ذوالحج (جس نے تاخیر کی) تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا، منیٰ میں قیام، مکہ مکرمہ سے روانگی سے پہلے طوافِ وداع

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

عمرہ کے تفصیلی اَحکام

(۱) اِحرام

۱۔ اِحرام حج وعمرہ کا پہلا رکن ہے ، اور اس سے مراد ہے: ''احرام کا لباس پہن کر تلبیہ کہتے ہوئے مناسکِ حج وعمرہ کو شروع کرنے کی نیت کر لینا'' ......اور ایسا کرنے سے حاجی پر چند اُمور کی پابندی کرنا لازمی ہو جا تا ہے......عمرے کا اِحرام میقات سے شروع ہوتا ہے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ لباسِ اِحرام پہلے پہن لیا جائے اور نیت میقات سے کی جائے ......میقات سے اِحرام باندھے بغیر گزرنا حرام ہے، اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اسے میقات کو واپس آنا یا مکہ جا کر 'دَم' دینا پڑتا ہے۔

۲۔ احرام باندھتے وقت غسل کرنا، صفائی کے اُمور کا خیال کرنا اور بدن پر خوشبو لگانا سنت ہے۔

۳۔ مرد دو سفید اور صاف ستھری چادروں میں اِحرام باندھیں گے جبکہ خواتین اپنے عام لباس میں ہی احرام کی نیت کریں گی، البتہ نقاب نہیں باندھیں گی اور دستانے نہیں پہنیں گی۔ اگر میقات پر عورت مخصوص ایام میں ہے تو تب بھی وہ غسل کرکے احرام کی نیت کرلے گی۔

۴۔ اِحرام کی نیت ان الفاظ سے ہوگی: 'لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ عُمْرَةً' اور اگر رستے میں کسی رکاوٹ کے پیش آنے کا خطرہ ہو تو اسے یہ الفاظ بھی پڑھنے چاہئیں: 'اَللّٰهُمَّ إِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحَلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ'' پھر تلبیہ پڑھنا شروع کردیں اور طواف شروع کرنے تک اسے پڑھتے رہیں، تلبیہ یہ ہے 'لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، إِنَّ الحَمدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لاَشَرِيْكَ لَكَ

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں ...... تیرا کوئی شریک نہیں، بے شک تمام تعریفیں، نعمتیں اور بادشاہت تیرے لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں!''

۵۔ مردوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کا حکم دیا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جب تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں پتھر اور درخت بھی تلبیہ پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ (بیہقی وابن خزیمہ)

۶۔ اِحرام باندھ لینے کے بعد کئی لوگ فوٹو کھنچواتے ہیں اور عورتیں بے پردہ ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اور کچھ لوگ میقات سے ہی اپنا دایاں کندھا ننگا کر لیتے ہیں، حالانکہ ایسا صرف طوافِ قدوم میں کرنا چاہئے۔

۷۔ احرام کی نیت کرنے کے بعد کچھ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جوکہ یہ ہیں: جسم کے کسی حصے سے بال اکھیڑنا یا کٹوانا ، ناخن کاٹنا، خوشبو استعمال کرنا، بیوی سے صحبت یا بوس وکنار کرنا، دستانے پہننا، اور شکار کرنا۔ مرد پر سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر کو ڈھانپنا حرام ہوجاتا ہے اور عورت پر نقاب باندھنا ممنوع

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہوجاتا ہے، البتہ وہ غیر مردوں کے سامنے چہرے کا پردہ کرنے کی پابند ہوگی۔ خواہ کپڑا اس کے چہرے کو بھی لگ جائے، کیونکہ امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ اسی طرح کرتی تھیں۔

۸۔ حالتِ احرام میں غسل، سر میں خارش کرنا، چھتری کے ذریعے سایہ کرنا اور بیلٹ باندھنا جائز ہے۔

(۲) طواف

۱۔ مسجد حرام میں پہنچ کر تلبیہ بند کردیں، پھر حجر اسود کے سامنے آئیں، اپنا دایاں کندھا ننگا کرلیں، اگر بآسانی حجر اسود کو بوسہ دے سکتے ہوں تو ٹھیک ورنہ ہاتھ لگا کر اسے چوم لیں، اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اس کی طرف اشارہ کرکے زبان سے ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہیں اور طواف شروع کردیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا: ''اے عمر! تم طاقتور ہو، سو کمزور کو ایذا نہ دو، اور جب حجر اسود کا استلام کرنا چاہو تو دیکھ لو، اگر بآسانی کرسکو تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے سامنے آکر تکبیر کہہ لو''

۲۔ پہلے تین چکروں میں کندھے ہلاتے ہوئے، چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ، تیز تیز چلیں، اگر رَش ہو تو صرف کندھوں کو ہلانا کافی ہوگا...... یہ حکم عورتوں اور ان کے ساتھ جانے والے مردوں کے لئے نہیں ہے۔

۳۔ دورانِ طواف ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں، ہر چکر کی کوئی خاص دعا نہیں ہے، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الأخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پڑھنا مسنون ہے۔ اگر چاہیں تو بابِ کعبہ 'ملتزم' سے چمٹ کر بھی دعا کرسکتے ہیں، ذکر اور دعا میں آواز بلند کرنا درست نہیں ہے۔

۴۔ رکن یمانی کو ہاتھ لگاسکیں تو ٹھیک ورنہ بغیر اشارہ کرنے اور بوسہ دینے کے وہاں سے گزر جائیں۔

۵۔ سات چکر مکمل کرکے مقامِ ابراہیم کے پیچھے اگر جگہ مل جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ مسجد حرام کے کسی حصے میں دو رکعات ادا کریں۔ پہلی رکعت میں 'سورۃ الکافرون' اور دوسری میں 'سورۃ الاخلاص' سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھیں، پھر زمزم کا پانی پئیں اور اپنے سر پر بہائیں۔ اس کے بعد اگر ہوسکے تو حجر اسود کا استلام کریں، ورنہ صفا کی طرف چلے جائیں۔

(۳) سعی

صفا کے قریب جاکر ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ پڑھیں، پھر صفا پہ چڑھ جائیں اور خانۂ کعبہ کی طرف منہ کرکے یہ دعا پڑھیں: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَاشَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيئٍ قَدِيرٌ، لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَاشَرِيكَ لَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحدَهٗ" پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں۔ تین مرتبہ اسی طرح کرکے

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

'مروہ' کی طرف روانہ ہوجائیں، راستے میں دو سبز نشانوں کے درمیان دوڑیں، البتہ عورتیں اور ان کے ساتھ جانے والے مرد نہیں دوڑیں گے۔ پھر عام رفتار میں چلتے ہوئے 'مروہ' پر پہنچیں، یہاں پہنچ کر ایک چکر پورا ہوجائے گا، اب یہاں بھی وہی کریں جو آپ نے صفا پر کیا تھا، پھر واپس 'صفا' کی طرف آئیں، راستے میں دو سبز نشانوں کے درمیان دوڑیں، صفا پر پہنچ کر دوسرا چکر مکمل ہوجائے گا، پھر اسی طرح سات چکر پورے کریں۔ آخری چکر مروہ پر پورا ہوگا، دورانِ سعی ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں۔

(۴) سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا

صفا اور مروہ کے درمیان سعی مکمل کرکے سر منڈوالیں یا پورے سر کے بال چھوٹے کروالیں، عورت اپنی ہر مینڈھی سے ایک 'پور' کے برابر بال کٹوائے، اس طرح عمرہ مکمل ہوجائے گا۔ اب آپ احرام کھول دیں، اور احرام کی وجہ سے جو پابندیاں لگی تھیں وہ ختم ہوجائیں گی۔

عمرے کے بعد آٹھ ذوالحج تک ......!

۱۔ بعض لوگ عمرے سے فارغ ہوکر مختلف مساجد اور پہاڑوں کی زیارت کے لئے ثواب کی نیت سے جاتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا ضیاعِ وقت ہے۔ اسی طرح مسجد عائشہ سے اِحرام باندھ کر بار بار عمرے کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔

۲۔ مسجدِحرام میں نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کریں اور اس کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ اس میں ایک نماز ایک لاکھ نماز سے افضل ہوتی ہے۔

۳۔ خانۂ کعبہ کا نفلی طواف کرتے رہیں۔ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ طواف کرتے ہوئے ایک ایک قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کردیا جاتا ہے، اور پورے سات چکر لگانے کا ثواب ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

حج کے تفصیلی احکام

۸؍ذوالحج ...... یوم الترویہ

مکہ مکرمہ میں جہاں آپ رہائش پذیر ہیں، وہیں سے حج کا احرام باندھ لیں۔ احرامِ حج کا طریقہ بھی وہی ہے جو احرامِ عمرہ کا ہے۔ سوصفائی اور غسل کرکے اور بدن پر خوشبو لگا کر اِحرام کا لباس پہن لیں، پھر "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ حَجًّا" کہتے ہوئے حج کی نیت کرلیں اور تلبیہ شروع کردیں اور ۱۰؍ذوالحج کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ پڑتے رہیں۔ احرام باندھ کر ظہر سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں جہاں ظہر، عصر،

www.KitaboSunnat.com

مغرب، عشاء اور ۹/ذوالحج کی فجر کی نمازیں پڑھنا اور رات کو وہیں ٹھہرنا ہوگا۔

۹/ذوالحج ...... یومِ عرفہ

۱۔ طلوعِ شمس کے بعد تکبیر اور تلبیہ کہتے ہوئے عرفات کی طرف روانہ ہوجائیں اور اس بات کا یقین کرلیں کہ آپ حدودِ عرفہ کے اندر ہیں۔ زوالِ شمس کے بعد اگر ہوسکے تو امام کا خطبہ حج سنیں اور اس کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں جمع وقصر کرکے پڑھیں، اگر ایسا نہ ہوسکے تو اپنے خیمے میں ہی دونوں نمازیں جمع وقصر کرتے ہوئے باجماعت ادا کرلیں۔

۲۔ پھر غروبِ شمس تک ذکر، دعا، تلبیہ اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں اور یہ دعا بار بار پڑھیں:
"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيئٍ قَدِيرٌ"
اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری ظاہر کریں، اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور ہاتھ اُٹھا کر دنیا وآخرت میں خیر وبھلائی کی دعا کریں، اس دن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اہل عرفات پر فخر کرتا ہے۔

۳۔ وقوفِ عرفہ کا وقت زوالِ شمس سے لے کر دسویں کی رات کو طلوعِ فجر تک رہتا ہے، اس دوران حاجی ایک گھڑی کے لئے بھی عرفات میں چلا جائے تو حج کا یہ رکن پورا ہوجاتا ہے۔

۴۔ غروبِ شمس کے بعد عرفات سے انتہائی سکون کے ساتھ مزدلفہ کو روانہ ہوجائیں، جہاں سے سب سے پہلے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع وقصر کرکے باجماعت پڑھیں، پھر اپنی ضرورتیں پوری کرکے سوجائیں۔

۵۔ عورتوں اور ان کے ساتھ جانے والے مردوں اور بچوں کے لئے اور اسی طرح کمزوروں کے لئے جائز ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کو چلے جائیں۔

۱۰/ذوالحج ...... یومِ عید

۱۔ فجر کی نماز مزدلفہ میں اَدا کریں، پھر صبح کی روشنی پھیلنے تک قبلہ رُخ ہوکر ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں۔

۲۔ بڑے 'جمرۃ' کو کنکریاں مارنے کے لئے مزدلفہ سے ہی موٹے چنے کے برابر کنکریاں اٹھالیں ...... اَیامِ تشریق میں کنکریاں مارنے کے لئے مزدلفہ سے کنکریاں اُٹھانا ضروری نہیں۔

۳۔ پھر طلوعِ شمس سے پہلے منیٰ کو روانہ ہوجائیں، رستے میں وادی محسر کو عبور کرتے ہوئے تیز تیز چلیں۔

۴۔ منیٰ میں پہنچ کر سب سے پہلے بڑے جمرۃ کو جو کہ مکہ کی طرف ہے، سات کنکریاں ایک ایک کرکے

magazine.mohaddis.com

ماریں، اور ہر کنکری کے ساتھ 'اللہ اکبر' کہیں، کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ پڑھنا بند کردیں۔ کمزور یا بیمار مرد، بچے اور اسی طرح خواتین کنکریاں مارنے کے لئے کسی دوسرے کو نائب بنا سکتے ہیں۔

۵۔ پھر قربانی کا جانور ذبح کریں جو کہ بے عیب ہو اور مطلوبہ عمر کے مطابق ہو۔ قربانی کا گوشت اپنے لئے بھی لے آئیں اور فقراء میں بھی تقسیم کریں۔ اگر آپ بامر مجبوری قربانی نہیں کرسکتے تو آپ کو دس روزے رکھنا ہوں گے، تین ایامِ حج میں اور سات وطن لوٹ کر۔

۶۔ پھر سر کے بال منڈوا دیں یا پورے سر کے بال چھوٹے کروا دیں۔ خواتین اپنی ہر مینڈھی سے ایک پور کے برابر بال کٹوائیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ حلال ہوجائیں گے، جو کام بسببِ احرام ممنوع تھے وہ سب حلال ہوجائیں گے سوائے بیوی کے قرب کے جو طوافِ افاضہ کے بعد جائز ہوگا۔ اب آپ صفائی اور غسل وغیرہ کرکے اپنا عام لباس پہن لیں اور طوافِ افاضہ کیلئے خانۂ کعبہ چلے جائیں۔

۷۔ طوافِ افاضہ حج کا رکن ہے، اگر کسی وجہ سے آپ دس ذوالحجہ کو طوافِ افاضہ نہیں کرسکے تو اسے بعد میں بھی کرسکتے ہیں۔ اور اگر خواتین مخصوص ایام میں ہوں تو وہ طہارت کے بعد طواف کریں گی۔ اگر وہ ایامِ تشریق کی کنکریاں مارنے کے بعد پاک ہوتی ہیں تو طوافِ افاضہ کرتے ہوئے طوافِ وداع کی نیت بھی کرلیں تو ایسا کرنا درست ہوگا اور اگر وہ قافلے کی روانگی تک پاک نہیں ہوتیں اور قافلہ والے بھی ان کا انتظار نہیں کرسکتے تو وہ غسل کرکے لنگوٹ کس لیں اور طواف کرلیں۔

۸۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعات ادا کریں، پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں اور منیٰ کو واپس چلے جائیں جہاں گیارہ کی رات گزارنا واجب ہے۔

۹۔ دس ذوالحج کے چار کام (کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حلق یا تقصیر، طواف وسعی) جس ترتیب سے ذکر کئے گئے ہیں، انہیں اسی ترتیب کے ساتھ کرنا مسنون ہے، تاہم ان میں تقدیم وتاخیر بھی جائز ہے۔

ایامِ تشریق

۱۔ ۱۱ اور ۱۲ ذوالحج کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے، اور اگر چاہیں تو ۱۳ تک بھی منیٰ میں رہ سکتے ہیں۔ ان ایام میں تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا ہوتا ہے، اس کا وقت زوالِ شمس سے لے کر آدھی رات تک ہوتا ہے۔

۲۔ سب سے پہلے چھوٹے جمرہ کو سات کنکریاں ایک ایک کرکے ماریں، ہر کنکری کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہیں، پھر اسی طرح درمیانے جمرہ کو کنکریاں ماریں، اگر آپ کو کسی دوسرے کی طرف سے بھی کنکریاں مارنی ہوں تو پہلے اپنی کنکریاں مار کر پھر اس کی کنکریاں ماریں، چھوٹے اور درمیانے جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلہ رُخ ہوکر دعا کرنا مسنون ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

۳۔ پھر بڑے جمرہ کو بھی اسی طرح کنکریاں ماریں، اس کے بعد دعا کرنا مسنون نہیں۔

۴۔ کنکریاں مارتے ہوئے اگر قبلہ بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف ہو تو زیادہ بہتر ہے، لازم نہیں۔

۵۔ تینوں جمرات کو کنکریاں کے لئے کنکریاں منیٰ سے کسی بھی جگہ سے اٹھا سکتے ہیں۔

۶۔ جمرات کا نشانہ لے کر کنکریاں ماریں، صرف گول دائرے میں کنکریاں پھینک دینا کافی نہیں ہے۔

۷۔ جمرات کو شیطان تصور کرکے انہیں گالیاں دینا یا جوتے رسید کرنا جہالت ہے۔

۸۔ ایامِ تشریق کے فارغ اوقات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزاریں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کریں، اور باجماعت نمازوں کی پابندی کریں۔

۹۔ اگر آپ ۱۲ ذوالحج کو ہی منیٰ سے روانہ ہونا چاہتے ہیں تو غروبِ شمس سے پہلے پہلے کنکریاں مار کر منیٰ کی حدود سے نکل جائیں ورنہ ۱۳ کی رات بھی وہیں گزارنا ہوگی اور پھر تیرہ کو کنکریاں مار کر ہی آپ منیٰ سے نکل سکیں گے۔

طوافِ وداع: مکہ مکرمہ سے روانگی سے پہلے طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اگر خواتین مخصوص ایام میں ہوں تو ان پر طوافِ وداع واجب نہیں۔ ۱۲ یا ۱۳ ذوالحج کو کنکریاں مارنے سے پہلے طوافِ وداع کرنا درست نہیں ہے۔

آدابِ زیارتِ مسجدِ نبویؐ

۱۔ مکہ مکرمہ میں حج مکمل ہوجاتا ہے، البتہ مسجدِ نبویؐ میں نماز پڑھنے کا ثواب حاصل کرنے کی نیت کرکے مدینہ طیبہ کا سفر کرنا مستحب ہے۔

۲۔ مسجدِ نبویؐ میں پہنچ کر تحیۃ المسجد پڑھیں، بہتر ہے کہ روضة من رياض الجنة میں جاکر پڑھیں کیونکہ وہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے آئیں، درود وسلام پڑھیں اور بہتر ہے کہ درودِ ابراہیمی، جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے، پڑھا جائے۔ پھر آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سلام کہیں اور اگر دعا کرنا چاہیں تو قبلہ رُخ ہوکر کریں۔

۳۔ روضۂ مبارکہ پر بنیتِ تبرک ہاتھ پھیرنا یا اس کا طواف کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔

۴۔ مردوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ جنت البقیع میں مدفون حضرات اور اسی طرح شہداءِ اُحد کی قبروں پر جاکر انہیں سلام کہیں اور قبلہ رخ ہوکر ان کے لئے دعا کریں۔

۵۔ مساجد مدینہ طیبہ میں سے مسجدِ نبوی کے علاوہ صرف مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے، باقی مساجد میں نماز پڑھنے کی کوئی فضیلت نہیں ہے، اس لئے ان کا قصد کرنا درست نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

حج میں ہونے والی عام غلطیاں

حج ایک عبادت ہے اور ہر عبادت کی قبولیت دو شرطوں کے ساتھ ہوتی ہے: اخلاصِ نیت اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے موافقت۔ اس تمنا کے پیش نظر کہ حجاج کرام کو حج مبرور نصیب ہو اور وہ گناہوں سے پاک ہو کر اپنے وطنوں کو واپس لوٹیں، ذیل میں حجاج کی عام غلطیاں درج کی جارہی ہیں تاکہ حتیٰ الوسع ان سے پرہیز کیا جائے۔

بغیر اِحرام باندھے میقات کو عبور کرجانا، اِحرام باندھتے ہی دایاں کندھا ننگا کر لینا، خاص ڈھب سے بنے ہوئے جوتے کی پابندی کرنا (حالانکہ ٹخنوں کو ننگا رکھتے ہوئے ہر قسم کا جوتا پہنا جاسکتا ہے)، احرام باندھ کر بجائے کثرتِ ذکر واستغفار اور تلبیہ کے لہو لعب میں مشغول رہنا، باجماعت نماز ادا کرنے میں سستی کرنا، خواتین کا بغیر محرم یا خاوند کے سفر کرنا، غیر مردوں کے سامنے عورتوں کا پردہ نہ کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے مزاحمت کرنا، اور مسلمانوں کو ایذا دینا، دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا، حطیم کے درمیان سے گذرتے ہوئے طواف کرنا، رکن یمانی کو بوسہ دینا یا استلام نہ کرسکنے کی صورت میں اس کی طرف اشارہ کرنا، ہر چکر کے لئے کوئی دعا خاص کرنا، کعبہ کی دیواروں پر بنیت ِتبرک ہاتھ پھیرنا، طوافِ قدوم کے بعد بھی دایاں کندھا ننگا رکھنا، دورانِ طواف دعائیں پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا، صفا اور مروہ پر قبلہ رخ ہوکر دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرنا، اقامتِ نماز ہوجانے کے بعد بھی سعی جاری رکھنا، سعی کے سات چکروں کی بجائے چودہ چکر لگانا، سر کے کچھ حصہ سے بال کٹوا کر حلال ہوجانا، حدودِ عرفہ سے باہر وقوف کرنا، یہ عقیدہ رکھنا کہ جبل رحمہ پر چڑھے بغیر وقوفِ عرفہ مکمل نہیں ہوگا، غروبِ شمس سے پہلے عرفات سے روانہ ہوجانا، مزدلفہ میں پہنچ کر سب سے پہلے مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کی بجائے کنکریاں چننے میں لگ جانا، مزدلفہ کی رات نوافل پڑھنا، کنکریاں دھونا، سات کنکریاں بجائے ایک ایک کرکے مارنے کے ایک ہی بار دے مارنا، کنکریاں مارنے کے مشروع وقت کا لحاظ نہ کرنا، پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرہ کو کنکریاں مارنے کی بجائے ترتیب اُلٹ کردینا، چھوٹے اور درمیانے جمروں کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا نہ کرنا، قربانی کے لئے جانور کی عمر کا لحاظ نہ کرنا، عیب دار جانور قربان کرنا، ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں نہ گزارنا، ۱۲ یا ۱۳ ذوالحج کو کنکریاں مارنے سے پہلے طوافِ وداع کرلینا۔ طوافِ وداع کے بعد مسجد حرام سے اُلٹے پاؤں باہر آنا۔ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی نیت کرکے مدینہ طیبہ کا سفر کرنا، حجاج کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو سلام بھیجنا، ہر نماز کے بعد روضۂ رسول ﷺ کی طرف چلے جانا یا اس کی طرف رُخ کرکے انتہائی ادب سے کھڑے ہوجانا، دعا میں آپ ﷺ کو وسیلہ بنانا، مدینہ طیبہ میں چالیس نمازوں کی پابندی کرنے کی کوشش کرنا۔

www.KitaboSunnat.com

بقیہ کتاب وسنت کی روشنی میں

حافظ انس نضر، مدینہ منورہ

<table>
<tr><td>نوٹ</td><td colspan="3">اگر حج کیلئے جانیوالے کو حرم تک پہنچنے میں کسی قسم کی رُکاوٹ کا شبہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ وہ اعمال حج ادا نہ کرسکے گا تو اسے نیت کرتے وقت یہ کہنا چاہیے ﴿اللّٰهُمَّ إِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحَلّي حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ﴾ پھر اگر وہ مکہ نہ پہنچ سکا تو بغیر دَم دیے حلال ہوجائے گا (یعنی اِحرام کھول سکتا ہے)</td></tr>
<tr><td>تلبیہ اور بعض ضروری دُعائیں</td><td colspan="3">ا۔ ﴿لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ﴾ ۲۔ حجر اَسود اور رُکن یمانی کے درمیان پڑھی جانیوالی دعا: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ۳۔ میدان عرفات میں پڑھی جانیوالی دعا: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ۴۔ صفا اور مروہ پر پڑھی جانیوالی دُعا: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ پھر تین مرتبہ اللّٰه أکبرُ کہے اور تین بار یہ دعا پڑھے ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ﴾ اور پھر ہاتھ اُٹھا کر جو دل چاہے دعا مانگے۔</td></tr>
<tr><td>دِن</td><td>'حج مفرد' کرنے والے کے کام</td><td>'حج قران' کرنے والے کے کام</td><td>'حج تمتع' کرنے والے کے کام</td></tr>
<tr><td>حاجی کے آٹھ تاریخ سے پہلے کرنیوالے کام</td><td>ا۔ میقات سے اِحرام باندھنا اور ﴿اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا﴾ کہنا، مکہ کے رہائشی اور مکہ کے مقامی حضرات حج کیلئے میقات کی بجائے اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھیں گے۔
۲۔ مکہ پہنچ کر طواف قدوم کرنا۔
۳۔ صفا اور مروہ کی سعی کرنا، اگر حج مفرد کرنیوالے نے 'طوافِ قدوم' کے وقت سعی نہ کی ہو، یا پھر اپنے گھر سے سیدھا منیٰ کی طرف چلا گیا ہو اسے 'طوافِ زیارۃ' کے بعد سعی کرنا ہوگی اور وہ قربانی کے دن تک اپنے اِحرام میں ہی رہے گا۔</td><td>ا۔ میقات سے احرام باندھنا اور ﴿اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا﴾ کہنا۔
۲۔ مکہ پہنچ کر 'طواف قدوم' کرنا۔
۳۔ صفا مروہ کی سعی کرنا...... اسے 'طوافِ زیارۃ' کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے۔
۴۔ حاجی قربانی کے دن تک اپنے اِحرام میں ہی رہے گا اور اِحرام کے ممنوع کاموں سے بچے گا۔</td><td>ا۔ میقات سے اِحرام باندھنا اور ﴿اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً﴾ کہنا، پھر آٹھ تاریخ کو اپنی منزل سے دوبارہ احرام باندھنے کے بعد ﴿اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا﴾ کہنا۔
۲۔ 'طوافِ قدوم' کرنا۔
۳۔ صفا مروہ کی سعی کرنا۔
۴۔ سرمنڈھوانا یا سارے سر کے بال چھوٹے کروانا۔
۵۔ اِحرام اُتارنا اور آٹھ تاریخ تک عام سلے ہوئے کپڑے پہننا۔</td></tr>
<tr><td>آٹھ ذوالحجہ کا دِن</td><td colspan="3">منیٰ کی طرف جانا (حاجی منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں بغیر جمع کئے اپنے اپنے وَقت میں قصر یعنی دو دو رَکعت ادا کریگا، جبکہ مغرب کی تین رکعتیں ہی پڑھے گا۔ یاد رَہے کہ حج تمتع کرنیوالا آٹھ تاریخ کو اپنی رہائش سے ہی احرام باندھ کر یہ الفاظ کہے گا: (اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا)</td></tr>
<tr><td>نو ذوالحجہ (عرفہ) کا دِن</td><td colspan="3">ا) سورج طلوع ہوجانے کے بعد عرفہ کی طرف جانا (وہاں حاجی ایک اذان کے ساتھ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت کرکے پڑھے گا اور ہر نماز کیلئے الگ الگ تکبیر کہے گا، پھر سورج غروب ہونے تک حاجی کیلئے مسنون ہے کہ وہ اللہ کا ذکر، قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ سے دعا کرنے میں مشغول رَہے، دُعا میں قبلہ کی جانب منہ کرنا مستحب ہے نہ کہ جبل رَحمت کی طرف، نیز حاجی کیلئے ۹ ذوالحجہ (یوم عرفہ) کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ 'وادیٔ عرنہ' میدان عرفہ کی حدود میں داخل نہیں ہے، اس لئے وہاں ٹھہرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح جبل رَحمت پر چڑھنا بھی مستحب نہیں)
۲) سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کی طرف جانا (وہاں حاجی ایک اذان اَور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اَور عشاء کی نمازیں جمع کرکے قصر (یعنی مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں اور وتر) ادا کرکے سو جائیگا)۔
ا۔ بڑے جمرہ کو مارنے کیلئے سات کنکریاں اگر آسانی سے مل جائیں تو مزدلفہ چھوڑنے سے پہلے پہلے کسی وقت بھی لے لے، یہ کنکریاں منیٰ کے میدان سے بھی لی جاسکتی ہیں۔
ب۔ حاجی مزدلفہ میں یہ رات گزارے گا، وہاں فجر کی نماز ادا کرے گا اَور فجر کے بعد کثرت سے اللہ کا ذِکر اور دُعا کرے گا حتیٰ کہ خوب سفیدی ہو جائے۔ یاد رَہے کہ مشعرحرام کے پاس ٹھہرنا مستحب ہے۔ کمزور عورتوں، عمر رسیدہ اور معذور حضرات کیلئے چاند کے غروب ہوجانے کے بعد بھی مزدلفہ سے منیٰ کو جانا جائز ہے۔</td></tr>
<tr><td>دس ذوالحجہ کا دِن</td><td colspan="3">سورج طلوع ہونے سے پہلے منیٰ کی طرف جانا (وہاں حاجی یہ چار کام کرے گا: ا۔ بڑے جمرہ کو سات کنکریاں اللہ اکبر کہہ کر مارنا۔ ۲۔ قربانی کرنا۔ ۳۔ سرمنڈھوانا یا سارے سر کے بال چھوٹے کروانا۔ ۴۔ 'طوافِ زیارۃ' کرنا، اگرچہ اس کو 'طوافِ وِداع' تک مؤخر کرنا بھی جائز ہے
نوٹ: ا۔ 'حج مفرد' کرنیوالے نے اگر 'طوافِ قدوم' کے ساتھ سعی نہیں کی تو وہ 'طوافِ زیارۃ' کے ساتھ سعی کرے گا۔ ۲۔ 'حج قران' اَور 'حج تمتع' کرنیوالا قربانی کرے گا۔ ۳۔ مکہ کے رہائشی قربانی سے مستثنیٰ ہیں۔</td></tr>
<tr><td>گیارہ ذوالحجہ کا دِن</td><td colspan="3">ا) گیارہ ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گزارنی واجب ہے۔ ۲) زوال کے بعد تینوں جمرات کو اللہ اکبر کہہ کر ترتیب کے ساتھ سات سات کنکریاں مارنا...... یاد رہے کہ صرف چھوٹے اَور دَرمیانے جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔</td></tr>
<tr><td>بارہ ذوالحجہ کا دِن</td><td colspan="3">ا) بارہ ذوالحجہ کی رات بھی منیٰ میں گزارنی واجب ہے۔ ۲) گیارہ تاریخ کی طرح تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا...... اب اگر کوئی مکہ جانا چاہے تو غروب آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ کی حدود سے نکل جائے اور جب اپنے ملک کو واپس جانا چاہے تو 'طوافِ وداع' کرلے۔</td></tr>
<tr><td>تیرہ ذوالحجہ کا دِن</td><td colspan="3">ا) بالکل گیارہ اَور بارہ ذوالحجہ کی طرح تیرہ ذوالحجہ کو بھی تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا۔ ۲) مکہ کو چھوڑتے وقت 'طوافِ وداع' کرنا واجب ہے اَور اسکے چھوڑنے پر 'دَم' واجب ہوجاتا ہے۔ مگر حیض اَور نفاس والی عورتوں پر 'طوافِ وِداع' چھوڑنے پر 'دَم' نہیں ہے۔</td></tr>
<tr><td>نوٹ</td><td colspan="3">دَس تاریخ کے چار کاموں میں سے کوئی دو کام کرلینے سے حاجی پر اِحرام کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں صرف حاجی اَپنی بیوی سے ہم بستری نہیں کرسکتا...... البتہ 'طوافِ زیارۃ' کرلینے کے بعد بیوی سے ہم بستری کرنی بھی جائز ہے، یاد رَہے کہ دَس تاریخ کے چار کاموں کی ترتیب مذکور مستحب ہے لیکن حج کی صحت کے لئے شرط نہیں، اَور نہ ہی ترتیب چھوڑنے سے 'دَم' واجب ہوتا ہے۔</td></tr>
</table>

حج کے اَرکان	حج کے واجبات	حالتِ اِحرام میں ممنوع کام
ا۔ نیت 'حج تمتع' کرنیوالا اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً اَور 'حج مفرد' کرنیوالا اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا، جبکہ 'حج قران' کرنیوالا اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا کہے گا۔ ۲۔ میدانِ عرفات میں ٹھہرنا۔ ۳۔ طوافِ زیارۃ کرنا۔ ۴۔ صفامروۃ کی سعی کرنا۔ نوٹ: حج کے اَرکان میں سے اگر کوئی رکن بھول کربھی چھوٹ جائے تو حج باطل ہوجاتا ہے	ا۔ میقات سے اِحرام باندھنا۔ ۲۔ غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا۔ ۳۔ قربانی کی رات مزدلفہ میں گزارنا۔ ۴۔ گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا۔ ۵۔ دس ذوالحجہ کو صرف بڑے جمرہ اَور گیارہ، بارہ ذوالحجہ کو تینوں جمرات کو ترتیب کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر سات سات کنکریاں مارنا۔ ۶۔ طوافِ وداع کرنا۔ ۷۔ سر منڈھوانا یا سارے سر کے بال چھوٹے کروانا۔ نوٹ: اگر حاجی واجبات حج میں سے کوئی واجب چھوڑ دے تو اس پر دَم دینا واجب ہوجائے گا جو حرم کی حدود میں ذبح کیا جائے گا۔ اَور مکہ کے فقراء میں تقسیم کیا جائیگا، حاجی اپنے لئے خود اس سے کچھ نہیں کھا سکتا۔	ا۔ جسم کے کسی حصے سے بال اُکھاڑنا۔ ۲۔ ناخن کاٹنا۔ ۳۔ مرد کا سر کو ڈھانپنا۔ ۴۔ مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا۔ ۵۔ اِحرام میں نیت کے بعد خوشبو لگانا۔ نوٹ: اگر اِن مذکورہ پانچ ممنوع کاموں میں سے کوئی غلطی سے یا بھول کر ہوجائے تو اُس پر کوئی کفارہ نہیں، اَور جو جان بوجھ کر اِن میں سے کسی کا اِرتکاب کرے تو اس پر یہ کفارہ ہے: ا۔ تین دِن روزے رکھنا۔ یا ب۔ چھ مسکینوں کو ایک وقت کا کھانا کھلانا۔ یا ج۔ دَم دینا۔ ۶۔ برّی جانور کا شکار کرنا یا شکار کرنے میں کسی کی مدد کرنا۔ اِسکا کفارہ اُسی جانور کی مثل صدقہ کرنا ہے۔ ۷۔ منگنی کرنا یا کروانا، نکاح کرنا یا کروانا ...... اس کا کفارہ صرف توبہ واِستغفار ہے۔ ۸۔ بیوی سے بوس وکنار کرنا۔ اگر اِنزال نہ ہو تو اُسپر توبہ واِستغفار ہے اَور اگر اِنزال ہو جائے تو اُسکا کفارہ ایک گائے یا اُونٹ کو ذبح کر کے فقرائے مکہ میں تقسیم کرنا ہوگا۔ ۹۔ بیوی سے ہم بستری کرنا: اگر یہ ہم بستری دَس تاریخ کے چار کاموں میں سے کوئی دو کام کرنے سے پہلے تھی تو اُسکا: ا۔ حج باطل ہوجائیگا۔ ب۔ حج کے بقیہ کام پورے کریگا۔ ج۔ اَگلے سال حج دوبارہ کرے گا۔ د۔ ایک اُونٹ یا گائے حرم کی حد میں ذبح کر کے فقرائے مکہ میں تقسیم کریگا۔ اَور اگر ہم بستری دَس تاریخ کے چار کاموں میں سے کوئی دو کام کرنے کے بعد کی ہے تو اُس کا حج تو صحیح ہوگا لیکن اُس کو دَم دینا ہوگا۔

کتاب وسنت کی روشنی میں اَپنے عقیدے کی اِصلاح فرمائیے!

س ۱: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس لئے پیدا فرمایا؟ ج ۱: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا تا کہ ہم اُسکی عبادت کریں اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات:۵۶) ''میں نے جنات اَور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں'' ...... حدیث نبوی: ﴿حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا﴾ (متفق علیہ) ''بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اُسی کی عبادت کریں اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

س ۲: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادَت کیسے کریں؟ ج ۲: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اُس طریقے سے کریں جس کا اللہ اور اُسکے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُم﴾ (محمد:۳۳) ''اے ایمان والو! تم اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی اِطاعت کرو اَور اَپنے اَعمال برباد نہ کرو'' ...... حدیث نبوی: ﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾ (مسلم) ''جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں، وہ مردود ہے''۔

س ۳: اَللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کس لئے مبعوث فرمایا؟ ج ۳: اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کی طرف دَعوت دینے اَور شرک کی نفی کرنے کیلئے رَسولوں کو مبعوث فرمایا ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل:۳۶) ''اَور تحقیق ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا تا کہ اللہ کی عبادَت کرو اَور شیطان کی پرستش سے بچو'' ...... حدیث نبوی: ﴿الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ ...... وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ﴾ (متفق علیہ) ''تمام اَنبیاء آپس میں بھائی ہیں ...... اَور اُنکا دین ایک ہے۔

س ۴: کیا اَللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے؟ ج ۴: اَللہ تعالیٰ سننے، دیکھنے اَور علم کے اِعتبار سے ہمارے ساتھ ہے ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِيْ مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرٰى﴾ (طٰہٰ:۴۶) ''فرمایا: تم دونوں نہ ڈرو، بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اَور دیکھتا ہوں'' ...... حدیث نبوی: ﴿إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ (مسلم) ''بیشک تم سننے والے قریب کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے (یعنی علم کے اعتبار سے)

س ۵: قبولِ عمل کی شرائط کیا ہیں؟ ج ۵: اللہ کے ہاں عمل کے قبول ہونے کی دو شرطیں ہیں: ۱۔ اِخلاص ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ﴾ (الزمر:۲) ''عبادَت کو اللہ کیلئے خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبارت کرو'' ...... حدیث نبوی: ﴿إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾ (متفق علیہ) ''بیشک عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے'' ۲۔ اِتباع رسول ﷺ ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷) ...... ''جو رَسول ﷺ دیں اُسے لے لو اور جس سے روکیں اُس سے رُک جاؤ'' ...... حدیث نبوی: ﴿مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ﴾ (مسلم) ''جس کسی نے دین میں کوئی نئی چیز پیدا کی تو وہ مردود ہے''۔

[پتہ: ماہنامہ محدث، لاہور: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 5866396 ,5866476]

س ۶: کیا مردے دُعا کو سنتے ہیں؟ ج ۶: نہیں سنتے ...... فرمانِ اِلٰہی: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ (النمل:۸۰) ''بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے'' .... اَللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے حج اَور تمام نیک اَعمال کو قبول فرمائے! آمین وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

مقالات

محمد عطاء اللہ صدیقی

نور جہاں، فتورِ جہاں

''نہیں، تم کچھ نہیں جانتے منٹو! ...... یہ نور ہے نور جہاں ہے، سرورِ جہاں ہے۔ خدا کی قسم ایسی آواز پائی ہے کہ بہشت میں خوش الحان حور سنے تو اسے سیندور کھلانے کے لئے زمین پر اُتر آئے''

جھوٹ کی حد تک مبالغہ آرائی پر مبنی یہ وہ جملے ہیں جو فلمی اَوباشی میں شہرت رکھنے والے افسانہ نویس سعادت حسن منٹو نے ایک گلوکارہ کے متعلق ۱۹۴۶ء میں لکھے گئے خاکے ''نور جہاں، سرورِ جہاں'' میں استعمال کئے تھے۔ اَدب میں حسن مبالغہ کے استعمال کو ہمیشہ روا سمجھا جاتا ہے مگر ...... کہاں بہشت کی پاکیزہ حور اور کہاں فسق و فجور میں لتھڑی ہوئی ایک آوارہ مزاج گانے والی لڑکی! ......۱۴/ جنوری ۲۰۰۱ء کے جنگ سنڈے میگزین کا فیچر نگار نور جہاں کے بارے میں اپنے فیچر کا آغاز اِن الفاظ میں کرتا ہے:

''۲۷ رمضان المبارک کی شب ڈیفنس کراچی کے قبرستان میں تقریباً سو اَفراد ایک چراغ کو مٹی میں رکھ رہے تھے ......اَب صدیوں تک ایسے چراغ کے طلوع ہونے کی توقع نہیں تھی''

اس فیچر کا خاتمہ ان الفاظ میں کیا گیا:

''اللہ رکھی سے نور جہاں بن کر دنیا بھر میں روشنی پھیلانے والے نور جہاں جیسے انسان دنیا میں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اب اس دنیا کو صدیوں تک کسی اور نور جہاں کا انتظار کرنا ہوگا''

سعادت حسن منٹو جیسے ملحد جنس نگار ہی ہیں جنہیں اس طرح کی دروغ گوئی سے ذرّہ برابر خوفِ خدا نہیں رہتا۔ ایک لعو ولعب، فسق و فجور، گانے بجانے اور جنسی آوارگی کا شکار عورت کو 'نور' صرف وہی ادیب لکھ سکتے ہیں جن کے قلوب اِلحاد و زندیقیت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ وہ بد بخت طائفہ اُدباء ہے جس کو قرآن وسنت کا نور تو کبھی نظر نہیں آیا، البتہ غناء اور موسیقی کے فتور کو ہی 'نور' سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ قرآنِ مجید میں واضح طور پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ یعنی ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے''

ایک اور مقام پر قرآنِ مجید کو 'نور' قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ ﴾ ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دوست ہیں جو ایمان لائے، وہ انہیں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتے ہیں''

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں نور سے مراد ہدایتِ خداوندی اور صراطِ مستقیم ہے۔

غناء، موسیقی اور فلمی عورتوں کے طرزِ حیات کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے تناظر میں پرکھا جائے تو

magazine.mohaddis.com

نور جہاں کو 'نور'، 'روشنی' یا 'چراغ' کہنا ایک مشرکانہ قول ہے۔ شہوت پرستوں نے اللہ وسائی کا نام 'نور جہاں' رکھ دیا ورنہ حقیقت میں وہ ظلمتِ جہاں تھی۔ وہ فتنۂ مجسم اور فتورِ جہاں تھی۔ مسلسل ستر برس تک اس نے سفلی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے گیت گائے۔ وہ خود بھی تمام عمر جنسی آوارگی، عشق و مستی اور فسق و فجور میں مبتلا رہی اور اس کے گانے سن کر کروڑوں افراد فکری ضلالتوں میں مبتلا ہوئے۔ خداداد حسن صوتی سے وہ چاہتی تو نشر خیر کا کام لے سکتی تھی، مگر اس نے اس سے فتنہ پروری کا کام لیا۔ ایک زمانہ ہے جو اسکے ہوش رُبا فتنے کا شکار اور اسکی آواز کے سحر سے مسحور ہوا۔ لفنگے عاشقوں کے غول ہیں جو اسکے گانوں سے دل بہلاتے ہیں۔

کجی کو حسن، شبِ دیجور کو صبح نور، ظلمت کو روشنی، حرمت کو حلت، کثافت کو ثقافت، تعفن کو فن اور شر کو خیر سمجھنے والے بے نور دماغ ہی ایک گائیکہ کو 'نور' کہہ سکتے ہیں۔ حسن مبالغہ سے اعمال کی بدصورتی کو بدلا تو نہیں جاسکتا۔ آخر وہ کون سی روشنی ہے جو اللہ رکھی نے نور جہاں بن کر دنیا بھر میں پھیلائی؟ اس کی تفصیلات بیان کرنا نور جہاں کے بے فیض مداحوں پر ایک ایسا قرض ہے جس سے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا کر بھی وہ عہدہ برآ نہیں ہوسکیں گے۔ سلیم باسط نامی مضمون نگار جس نے نور جہاں کی طرف سے روشنی پھیلانے کا بے حد لغو اور واہیات دعویٰ کیا ہے، خود ہی ۱۴ر جنوری کے جنگ میگزین میں تحریر کرتا ہے:

> ''بے بی نور جہاں نے تھیٹر سے اپنی فنی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ کلکتہ جو ان دنوں برصغیر میں فن وثقافت کی دنیا کا سب سے بڑا مرکز تھا، نور جہاں کی اوّلین تربیت گاہ بنا۔ ان دنوں کئی تھیٹر کمپنیاں یہاں کام کر رہی تھیں اور فلمی صنعت کی اوّلیت تربیت گاہ ان تھیٹر کمپنیوں کو ہی سمجھا جاتا تھا۔ اس دور کے کئی بزرگ آج بھی حیات ہیں جنھوں نے بے بی نور جہاں کو اسٹیج پر پرفارم کرتے دیکھا تھا''

تھیٹر جیسے ظلمت کدوں اور گناہ کے اڈّوں میں اللہ رکھی سے بے بی نور جہاں بننے والی ایک طوائف زادی کی مداحی میں آج کے ملحد قلمکار زمین وآسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ جس عورت کی 'اوّلین' تربیت گاہ ایک تھیٹر ہو اور جس کی پوری زندگی یا تو فلمی اسٹوڈیوز کے گناہ آلود ماحول میں بسر ہوئی ہو یا پھر اقتدار کے ایوانوں میں اپنے شباب کی قیمت وصول کرتے گذری ہو، اس کے بارے میں روشنی پھیلانے کا تصور وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے دماغ روشنی اور اندھیرے کے درمیان فرق سمجھنے سے قاصر ہیں۔

موسیقی کو 'روح کی غذا' سمجھنے والے شہواتِ نفس کے غلاموں کی جانب سے 'ملکہ ترنم' اور 'تاریخ ساز ہستی' کے القابات حاصل کرنے والی نور جہاں کی زندگی لہو ولعب کا مرقع ہے۔ نور جہاں نے ۱۹۲۸ء میں ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جس کا پیشہ قحبہ گری تھا۔ اس کے حقیقی نام کے بارے میں اس کے سوانح نگاروں میں بھی اتفاق نہیں ہے۔ بعض نے اسے اللہ وسائی لکھا ہے تو کچھ افراد نے اس کا نام اللہ رکھی بیان کیا ہے۔ یہ بھی ایک طرفہ تماشا ہے کہ اس قدر شہرت پانے والی گائیکہ کے حقیقی نام پر بھی اتفاقِ رائے نہیں ہے۔ بہرحال اس کا جو بھی خاندانی نام تھا، وہ بلا شبہ ایک طوائف زادی تھی۔ طوائف زادی ہونا فی نفسہٖ کوئی گناہ نہیں ہے، نہ ہی کسی گانے والی کی اولاد ہونا بذاتِ خود کوئی عار کا باعث ہے۔ البتہ اس گانے بجانے کو زندگی بھر اوڑھنا بچھونا اور طوائفوں کے اندازِ حیات کو ہی اپنا طرزِ زندگی بنا لینا یقیناً پسندیدہ امر

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

نہیں ہے۔ اللہ وسائی ابھی چھ برس کی ہی تھی کہ اس نے گانا شروع کر دیا تھا۔ ۹ برس کی عمر میں وہ بمبئی کی فلمی صنعت میں جلوہ گر ہوگئی۔ ۱۹۳۴ء میں سیٹھ سکھ لال کرنانی کی ایک تھیٹر کمپنی میں اسے معقول مشاہرے پر ملازمت مل گئی۔ وہ فلموں میں بھی حصہ لیتی رہی۔ فلمی صنعت کے طوائف پرستوں نے اس کے جسمانی وصوتی جمال کا بھرپور استحصال کر کے اپنے کاروبار کو چمکایا۔

تھیٹر کمپنی والوں نے اللہ وسائی کا نام 'بے بی نور جہاں' رکھا دیا۔ یہ نام اتنا مقبول ہوا کہ خود اس کے جنونی مداحوں میں بھی یہ بات متنازعہ فیہ ہے کہ اس کا اصل نام کیا تھا۔ بمبئی میں قیام کے دوران نور جہاں کم سنی کے باوجود جنسی آوارگی اور اباحیتِ مطلقہ میں مبتلا رہی۔ اگرچہ اس کے چاہنے والے اس کی زندگی کے اس مکروہ پہلو کے متعلق آج اشارہ تک نہیں کرتے مگر ۱۹۴۶ء میں سعادت حسن منٹو نے 'نور جہاں سرورِ جہاں' کے عنوان سے جو خاکہ تحریر کیا تھا، اس میں شوکت رضوی کے ساتھ فاسقانہ شب باشیوں کا تذکرہ نہایت مزے لے کر کیا ہے۔ اس کے کئی افراد کے ساتھ ناجائز تعلقات رہے۔ عشق کا ڈھونگ رچا کر فی الواقع فسق کا ارتکاب کرنا فلمی طبقہ کا معروف کلچر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جن لوگوں کو 'ذواقین' اور 'ذواقات' کا نام دیا ہے، جدید دور میں اس کا صحیح مصداق یہی طبقہ ہے۔ نور جہاں کو اچھی طرح جاننے والے اعتراف کرتے ہیں کہ اس میں 'ذواقیت' کے بھرپور جراثیم تھے۔

سلیم باسط نے اپنے مضمون میں نور جہاں کو ایک بے حد خدا رسیدہ اور 'پہنچی ہوئی' عورت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لکھتا ہے: ''ان کی زندگی میں جو بھی ان کے قریب رہا، وہ خود بھی سونے کا بن گیا۔ ان کے پاس اکثر عورتیں دعا کرانے کے لئے آتی تھیں''۔ یہ لغو دعویٰ ناقابل یقین ہے۔ یہی قلمکار اپنے مضمون میں البتہ یہ بھی لکھ گیا ہے:

> ''نور جہاں کی پوری زندگی جہاں بے پناہ شہرت، دولت اور خوش قسمتی کی ناقابل یقین روایات سے عبارت تھی، وہیں ان کی پوری زندگی تنازعات اور اَفواہوں کی زد میں بھی رہی۔ شوکت حسین رضوی سے علیحدگی کے بعد ان کا نام ایک کرکٹر، ایک فلم ساز، کئی اداکاروں، پی آئی اے کے ایک کپتان اور دیگر مختلف لوگوں کے ساتھ جوڑا جاتا رہا ہے۔ اعجاز درّانی سے شادی کے بعد افواہوں کا یہ سلسلہ کچھ عرصہ کے لئے رک گیا مگر ان دونوں کے درمیان علیحدگی کے بعد یہ سلسلہ پھر شروع ہوگیا خوبصورتی اور ذہانت نور جہاں کی بڑی کمزوری تھی۔''

مذکورہ مداح نے بے حد محتاط انداز میں نور جہاں کی ذواقانہ طبیعت پر 'افواہوں' کا پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے چند ایک افراد کے نام بھی لئے ہیں ورنہ نور جہاں کے 'چاہنے والوں' کی جو فہرست منظر عام تک آسکی ہے، خاصی طویل ہے۔ ایک کالم نگار نے حال ہی میں نور جہاں پر لکھے جانے والے مضمون میں خود نور جہاں کا یہ قول نقل کیا ہے: ''میں گناہوں کا کبھی حساب رکھتی ہوں، نہ گانوں کا'' معروف صحافی خالد حسن نے بہت عرصہ پہلے انگریزی میں نور جہاں کا جو مفصل خاکہ تحریر کیا تھا، اس میں نور جہاں کا اپنے بارے میں یہ 'تعریفی' جملہ بھی ملتا ہے: ''ہر وقت کسی نہ کسی مرد سے قلبی وابستگی (عشق)

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

رکھنا میری مجبوری ہے، اس کے بغیر میں اچھی طرح گا نہیں سکتی''۔

شوکت رضوی جسے نور جہاں کے پہلے شوہر ہونے کا 'اعزاز' حاصل ہے، اس سے زیادہ بہتر نور جہاں کے بارے میں کون جانتا ہے۔ اس نے اپنی سابقہ بیوی پر جو کتاب شائع کی، اس کے بعض حصے روزنامہ خبریں، اور دیگر رسائل نے 'افادۂ عام' کے لئے شائع کئے ہیں۔ اس میں نور جہاں کا جو مرقع کھینچا گیا ہے، اس میں ایک گھٹیا، شہوت پرست، آوارہ مزاج، بدطینت، زبان دراز اور بدتمیز عورت کی تصویر سامنے آئی ہے۔ صرف گانے ہی نہیں، مغلظات بکنے کے فن میں بھی نور جہاں یکتا تھی۔ اس سے مسلسل ملنے والا شاید ہی کوئی 'خوش نصیب' ہو جو اس کی گالیوں کا تختۂ مشق نہ بنا ہو۔ اس سے گالیاں کھا کر بدمزہ نہ ہونے والے بھی کم نہیں ہیں۔

نور جہاں تمام عمر زر و جواہر میں کھیلتی رہی۔ وہ 'کوٹھے' کے ماحول سے نکل کر 'کوٹھی' کے ماحول میں آگئی۔ وہ روایتی طوائفوں کی طرح بدقسمت نہیں تھی جو تمام عمر کوٹھوں پر مجرے دکھا کر رزقِ خاک ہوجاتی ہیں۔ اس کی پائل کی جھنکار ایوانِ صدر اور گورنر ہاؤس جیسے شاہانہ محلات میں بارہا سنی گئی۔ کسی صدرِ مملکت کو اپنی انگلیوں پر نچانا کسی بھی طوائف زادی کا خواب بھی ہوتا ہے اور اس کے لئے عظیم چیلنج بھی۔ نور جہاں اس اعتبار سے 'خوش قسمت' واقع ہوئی کہ یحیٰی خان جیسے بدبخت صدر نے اسے 'آنکھوں کا نور' بنا کے رکھا۔ نور جہاں کی زندگی کا یہ بھیانک پہلو قصہ ماضی بن چکا تھا، مگر حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ نے اس کو ایک دفعہ پھر زندہ کر دیا۔ نور جہاں کی موت کے فوراً بعد اس رپورٹ کا سامنے آنا غور طلب معاملہ ہے۔

۳۰؍دسمبر ۲۰۰۰ء کو منظر عام پر آنے والی حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں یحیٰی خان اور دیگر جرنیلوں کی بدقماش عورتوں سے رنگ رلیوں کے واقعات میں نور جہاں کا تذکرہ پڑھئے اور پھر اندازہ کیجئے کہ نور جہاں کا اصل کردار کیا تھا:

> ''نومبر ۱۹۷۱ء میں جب پاک فوج مشرقی پاکستان میں دشمنوں سے نبرد آزما تھی تو اخبارات میں ایک تصویر شائع ہوئی جس میں نور جہاں جنرل یحیٰی خان کے قدموں میں بیٹھ کر اسے شراب پیش کر رہی تھی۔ صدر کا عہدہ سنبھالنے کے بعد جب یحیٰی خان نے اپنی سالگرہ منعقد کی تو جنرل رانی پہلی مرتبہ نور جہاں کو لے کر آئی۔ پہلی ہی ملاقات میں نور جہاں نشے میں دھت ہو کر یحیٰی خان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ نور جہاں نے یحیٰی خان کے نام ایک خط بھی لکھا جس میں اس نے اپنی محبت کا یقین دلاتے ہوئے ایک صنعت کار کا کام کرنے کی فرمائش کی''

حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران نور جہاں نے کم از کم چار دفعہ گورنر ہاؤس میں جنرل یحیٰی خان سے ملاقات کی۔ یہ ملاقاتیں محض گانا سننے تک تو محدود نہیں رہ سکتی تھیں۔ نہایت تعجب ہے کہ ایوانِ صدر اور گورنر ہاؤس میں شراب نوشی کی محفلوں میں 'کباب' بننے والی نور جہاں کو آج بعض کالم نگار ایک مقدس ہستی کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ نور جہاں کی زندگی کی محض جھلکیاں ہی ہیں، مگر اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل تو نہیں ہے کہ یہ گائیکہ اس قابل قطعاً نہیں ہے کہ اسے احترام کا مستحق سمجھا جائے

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

بلکہ تہذیب کے نام پر ایسے بدنما داغ جس قدر ممکن ہو بے نقاب کر دیے جائیں تاکہ ان کا اصل چہرہ عوام کے سامنے رہے۔ ہمارے پریس اور ذرائع ابلاغ کو یہ فریضہ انجام دینا چاہئے مگر اَرذل العمر کو پہنچی ہوئی یہ مغنیہ جب ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو مری تو ہمارے اخبارات (بالخصوص اُردو) نے اس قدر بھرپور کوریج (تشہیر) دی کہ اسے بہت بڑا قومی سانحہ بنا کر پیش کیا۔

اخبارات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ عوامی رائے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایک دانش ور کا قول ہے کہ پریس معاشرے کے لئے تھرما میٹر کا کام کرتا ہے۔ ۲۴ دسمبر ۲۰۰۰ء کے پاکستانی اخبارات کو دیکھ کر ان اَقوالِ زرّیں کی صداقت پر اعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ ہر اخبار نے کوشش کی کہ نور جہاں کے متعلق جس قدر رطب و یابس میسر آئے، شائع کر دیا جائے۔ نوائے وقت جیسے نظریۂ پاکستان کے علمبردار اخبار پر بھی نور جہاں کا 'بخار' اس قدر طاری ہوا کہ اس کے صفحۂ اوّل اور آخر پر نور جہاں کے حالاتِ زندگی، گیتوں اور تصاویر کے علاوہ کوئی خبر شائع نہ ہوئی۔ روزنامہ جنگ، خبریں، پاکستان اور دن کے صفحات پر ہر طرف نور جہاں ہی 'رقصاں' تھی۔ روزنامہ 'انصاف' شاید واحد اخبار ہے جسے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے۔ راقم الحروف نے ''نور جہاں کی موت کی ذرائع ابلاغ میں کوریج'' کے عنوان سے تحریر کردہ اپنے طویل مضمون میں مختلف اخبارات میں نور جہاں کو دی جانے والی مجنونانہ تشہیر پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ یہ مضمون روزنامہ انصاف، ہفت روزہ ایشیاء اور مجلّہ الدعوۃ (فروری) کے علاوہ بہت سے رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ تفصیل کے شائق قارئین وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

ہمارے ذرائع ابلاغ نے نور جہاں کو جو اہمیت، عزت و احترام اور بھرپور پذیرائی عطا کی ہے، کیا واقعی وہ اس کی مستحق تھی؟ آخر نور جہاں کا وہ عظیم کارنامہ کیا ہے جس کی بنیاد پر اس کی شخصیت کے متعلق مبالغہ آمیز پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے؟ گانا بجانا اور موسیقی سے وابستگی ایک مخصوص طبقے کے لئے بے حد قابل قدر فن ہوسکتا ہے، مگر دیکھنا یہ ہے کیا پاکستانی قوم کی عظیم اکثریت بھی راگ رنگ کو اسی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے؟ پاکستان میں گانا سننے والے بہت ہیں، مگر کتنے لوگ ہیں جو اپنی بہو بیٹیوں کو گانے والیوں کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں؟...... اگر گیت گانا ہی عظیم ترین فن ہوتا تو ہمارے معاشرے میں ہر طرف میراثیوں کا راج ہوتا۔ مگر آج بھی ہمارے معاشرے میں میراثیوں کو کمی کمین اور گھٹیا طبقہ سمجھا جاتا ہے، ان کے انسان ہونے کے ناطے سے نہیں بلکہ ان کے پیشے کے اعتبار سے۔ زیادہ سخت الفاظ میں عام طور پر لوگ گانے والوں کو 'کنجر طبقہ' جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذرائع اِبلاغ میں نور جہاں یا اس قماش کے دیگر لوگوں کو جو بے انتہا تشہیر دی جاتی ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں! راقم الحروف کے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ پر ایک مخصوص طبقہ نے قبضہ کر رکھا ہے جس نے موسیقی کو 'دین و ایمان' کا درجہ دے رکھا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں میں بھی ایک طبقہ ایسا رہا ہے جس کی سوچ پر ہندو مذہب کے گہرے

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

اثرات ہیں۔ چونکہ ہندو مذہب میں موسیقی کو عظیم فن اور نہایت قابل ستائش 'عبادت' کا درجہ دیا جاتا ہے، اس لئے یہ طبقہ بھی موسیقی اور گانے بجانے کو ویسی ہی اہمیت دیتا ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر شروع شروع میں سیکولر اور بے دین اَفراد نے قبضہ کرلیا کیونکہ شرفا ٹیلی ویژن جیسے اداروں کی ملازمت کو اپنے سماجی وقار کے منافی سمجھتے تھے۔ اِدارے اپنے اندر کام کرنے والے افراد کی سوچ کا پرتو ہوتے ہیں۔ ٹیلی ویژن یا ہمارے ذرائع ابلاغ جو کچھ پیش کرتے ہیں، ضروری نہیں ہے کہ وہ قوم کے حقیقی عقائد و افکار کا صحیح عکس ہوں بلکہ زیادہ تر یہ ان اِداروں میں کام کرنے والے افراد کی سوچ کا ہی پرتو ہوتے ہیں۔ ٹیلی ویژن ایک قومی اِدارہ ہے مگر ایک مخصوص طبقہ اسے اپنی سوچ کی تشہیر کے لئے غلط استعمال کرتا ہے۔

اسلام نے رنگ ونسل، دولت اور اختیار، پیشہ اور فن کی بجائے نیکی اور تقویٰ کو ہی بزرگی، احترام اور وقار کی بنیاد قرار دیا ہے۔قرآنِ مجید میں واضح ارشاد ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ﴾ ''تم میں سے اہل تقویٰ ہی اللہ کے نزدیک قابل تکریم ہیں'' مگر ہمارے ذرائع ابلاغ نے اہل مغرب کی بھونڈی تقلید کے جوش میں احترام و اِکرام کے جو نئے معیارات وضع کر لئے ہیں، اس میں تقویٰ کی بجائے فسق و فجور اور لہو ولعب کو ہی اصل وجہِ امتیاز سمجھ لیا گیا ہے۔

کالم نگاروں کی سخن سازیاں

نور جہاں کی موت کے بعد کالم نگاروں میں سخن سازی کا نہ ختم ہونے والا مقابلہ جاری ہے۔کوئی اسے عظیم قومی سانحہ قرار دے رہا ہے۔کسی کے نزدیک سر کی دنیا اداس ہوگئی ہے۔کوئی صاحب نور جہاں کو لاہور میں دفن نہ کئے جانے پر خفگی کا اظہار کر رہے ہیں، بعض نور جہاں کی قبر عوام کے لئے زیارت گاہ اور طواف گاہ بنانے کی لغو تجاویز پیش کررہے ہیں۔ ایک صاحب کو یہ گلہ ہے کہ ملکہ ترنم نور جہاں کو ملکہ نور جہاں کے مقبرے میں دفن کیوں نہیں کیا گیا۔ کالم نگاروں کا ایک گروہ تو بے حد اصرار کے ساتھ یہ فتویٰ صادر کرچکا ہے کہ نورجہاں مرنے کے بعد سیدھی جنت میں چلی گئی ہے۔ اس فتویٰ کی بنیاد وہ یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ وہ ۲۷ رمضان المبارک کی رات قبر میں اُتری، لہٰذا اب اس کے لئے 'جنت' میں جانا یقینی ہوگیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اہل عقل و دانش اور صاحبِ تحقیق سمجھتے ہیں، مگر ان میں سے کسی نے اپنے فتویٰ کے ثبوت میں کسی حدیث کا حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھا۔ نہ ہی ان میں سے کسی نے قرآنِ مجید کی اس آیت پر توجہ دینے کی زحمت گوارا کی ہے جس میں 'لهو الحديث' کے خریداروں کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

راقم الحروف نے اپنے مذکورہ بالا مضمون میں ایک کالم نگار کے بارے میں جو تبصرہ تحریر کیا تھا، اس کے اِقتباسات 'محدث' کے قارئین کے لئے یہاں دوبارہ پیش کئے جارہے ہیں:

> ''روزنامہ 'دن' کے ایک مستقل کالم نگار جو باریش بھی ہیں اور پگڑ پوش بھی۔ موصوف اپنے نام کے اعتبار سے 'بے نیازیاں' کے عنوان سے کالم نگاری فرماتے ہیں۔ فلمی اداکاراؤں کے متعلق موصوف اپنے دل میں ایک خاص گوشۂ جمال رکھتے ہیں۔ اگر کبھی خوبیٔ قسمت سے کسی فلمی اداکارہ سے پانچ منٹ کی ملاقات ہوجائے، تو وہ 'موصوفہ' کے ساتھ اس جمالیاتی ملاقات کے حوالہ سے

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

۵۰۰۰ الفاظ پر مبنی کالم لکھنا اپنی 'جمال پسندی' کا عین تقاضا سمجھتے ہیں۔ موصوف نے نور جہاں پر واقعی بے نیازانہ انداز میں کالم لکھا ہے۔ (۲۵ دسمبر، روزنامہ 'دن') ان صاحب نے اپنے کالم کا عنوان رکھا: ''وہ سیدھی جنت میں گئی ہوگی!'' اگر نور جہاں سے نفرت کرنے والا کوئی اپنے کالم کا عنوان رکھتا: ''وہ سیدھی جہنم میں گئی ہوگی!'' تو سیکولر طبقہ الفاظ کی لاٹھیاں اس پر برساتا، اور واقعی کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس طرح کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ صاحب کس قدر جسارت سے اپنی غیب دانی کا اعلان کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا سے انہیں براہِ راست ہم کلامی کا شرف حاصل ہے، جو اتنا بڑا دعویٰ وہ اس دھڑلے سے کر رہے ہیں۔ موصوف نے اپنے کالم میں سخن سازی اور مبالغہ آمیزی کے تمام ریکارڈ توڑنے کی کوشش کی ہے، لکھتے ہیں:

''وہ جمال اور کمال کی انوکھی تصویر تھی، وہ دکھائی بھی اچھی دیتی تھی، سنائی بھی اچھی دیتی تھی۔ کچھ عورتیں مردوں جیسی ہوتی ہیں۔ وہ مردوں سے بڑھ کر تھی۔ عورتیں عشق کرتی ہیں، مگر کہلاتی معشوق ہی ہیں۔ نور جہاں دھڑلے کی عاشق عورت تھی، ہم کئی عورتوں کے قائل ہیں، ان کے سائل بھی ہیں، ان کی طرف مائل بھی ہیں۔ مگر دنیا میں گھائل کرنے والی عورتیں کم کم ہوتی ہیں۔ اور نور جہاں جیسی عورتیں تو کم سے بھی کم ہیں''

فاضل کالم نگار نے ہم قافیہ تعریفی تراکیب کی بھرمار سے ثابت کردیا ہے کہ واقعی وہ 'گھائل' ہیں۔ اور کسی عورت کے 'کمال کی انوکھی تصویر' بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ 'دھڑلے کی عاشق عورت' ہو۔ اگر اس میں یہ 'خوبی' نہیں تو وہ درجہ کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ موصوف نے کمال کی اس انوکھی تصویر (نور جہاں) کا ایک اور وصف بھی بیان کیا ہے، لکھتے ہیں: ''پھر جو نور جہاں کو بھا گیا، وہ بھاگ نہ سکا، اس نے ثابت کیا کہ مرد بھی داشتہ بنائے جاسکتے ہیں۔ اس نے عورت ہونے کا حق ادا کردیا''

نور جہاں کے شہوت انگیز گانے سن کر ان صاحب پر کبھی وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اس کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ ''سنناہٹ، سرسراہٹ، کسمساہٹ، تھرتھراہٹ اور نجانے کس کس آہٹ بدن میں سنائی دیتی ہے'' اسی طرح کے ادیبوں کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے کہا تھا ؎

آہ بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار !

عام طور پر تو لوگ نور جہاں کو ملکہ ترنم ہی کہتے ہیں مگر یہ کالم نگار نہیں مانتے۔ وہ بضد ہیں: ''وہ صرف ملکہ ترنم نہ تھی، وہ ملکہ بھی تھی۔ اسکی حکومت دلوں سے دلوں تک، جہانوں سے جہانوں تک تھی'' (استغفر اللہ) ......قرآن مجید میں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کی گئی ہے کہ اس کی حکومت تمام جہانوں پر حاوی ہے۔ مگر ایک گانے والی عورت کے جسمانی وصوتی جمال کے گھائل ملحد کالم نگار کی خرافات نگاری ملاحظہ ہو۔ نور جہاں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ گناہوں کے ارتکاب میں بہت بے باک اور جری تھی۔ کسی کا گناہوں میں اسطرح جری ہونا گمراہی اور ضلالت کی علامت ہے مگر ایک باتونی کالم نگار کچھ اور ہی سمجھتا ہے: ''ہم آدھے ادھورے ادھ موئے لوگ نہ نیکی کرسکے جس طرح نیکی کرنے کا حق ہے۔ ہم نہ گناہ کرسکے جس طرح گناہ کرنے کا حق ہے۔ یہ دونوں کام نور جہاں نے اس طرح کئے کہ انہیں کارنامہ بنا دیا''...... یہ ہذیان گوئی کی انتہا ہے کہ موصوف کے نزدیک بے اندازہ گناہوں کا ارتکاب بھی ایک 'کارنامہ' ہے۔ نور جہاں

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

کے گناہوں سے تو ایک عالم واقف ہے۔ مگر موصوف کو چاہیئے تھا کہ وہ نور جہاں کی نیکیوں کی فہرست بھی پیش کرتے جس سے ظاہر ہوتا کہ اس نے نیکی کرنے کا بھی 'حق' ادا کردیا۔ یہ کالم نگار جن کا نام نامی اجمل نیازی ہے، اپنی ملحدانہ فکر کے اظہار میں نور جہاں سے بھی زیادہ بے باک واقع ہوئے ہیں، لکھتے ہیں:

"بے حساب شخصیت کی عورت کا اگلے جہاں بھی حساب کتاب نہ ہوگا۔ ذرا یہ تو دیکھو کہ وہ کس برکتوں، رحمتوں، بخششوں والی رات کو اپنے خالق کے حضور حاضر ہوئی۔ وہ گاتی تھی تو حاضری اور حضوری کا فرق مٹ جاتا تھا۔ کل رات تلاوت ہوتی رہی اور نور جہاں کے گانے ہوتے رہے۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ آج کتنی مبارک رات ہے، آؤ نور جہاں کے لئے دعا کریں اور اس کے گیت سنیں، وہ سیدھی جنت میں گئی ہوگی۔ اسے سن کر لوگ جنت میں پہنچ جاتے تھے"

ایک سچے مسلمان کے لئے ان کلمات کا پڑھنا ہی سخت اذیت ناک ہے، مگر ہمارے سیکولر کالم نگار ذرا برابر رک کر نہیں سوچتے کہ ان کے یہ کلمات کفر وشرک کی غلاظت سے کس قدر لتھڑے ہوئے ہیں۔ لیلۃ القدر کی رات کی جانے والی تلاوت اور نور جہاں کے لہوولعب کو ہوا دینے والے گانے سننے کو برابر قرار دینا ایک ایسی ناپاک اور زندیقانہ جسارت ہے جس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ مسلمانوں کی تکفیر کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے، مگر اس طرح کی باتیں کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتیں۔ اگر ایسے کلمات پڑھنے کے بعد ایک عالم دین ایسے کالم نگار کے متعلق اسلام کے دائرے سے خارج قرار دینے کا فتویٰ دے، تو یہ عین دینی حمیت کا تقاضا سمجھا جانا چاہئے!!

یہ نیازی صاحب نور جہاں کے خاص 'دیوانے' ہیں۔ ۲۱/جنوری ۲۰۰۱ء ان کا ایک اور کالم شائع ہوا جس کا عنوان تھا "نور جہاں کی قبر کو خطرہ ہے!"۔ اس کالم میں موصوف نے راقم الحروف کے مذکورہ مضمون کے حوالے سے بے حد وجدانی کیفیت میں لکھا: "صدیقی صاحب خود یہ اعزاز (تکفیری فتویٰ) کیوں نہیں حاصل کرتے......" انہوں نے ہماری اطلاع کے لئے یہ بھی تحریر کیا کہ جب کسی پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے تو انہیں روحانی مسرت ہوتی ہے۔ یہاں یہ امر بھی ذہن میں رہے کہ نیازی صاحب جیسے نور جہاں کے دیوانے مزید انتظار نہ کرسکے، ۲۱ جنوری ۲۰۰۱ء کو ہی گلبرگ کے گراؤنڈ میں نور جہاں کا چہلم منا کر دم لیا، حالانکہ اس کو مرے ہوئے ابھی ۲۷ دن ہوئے تھے۔

۲۷/دسمبر ۲۰۰۰ء کے نوائے وقت میں "برمزارِ ما غریباں" کے عنوان سے عباس اطہر صاحب کا کالم شائع ہوا جس میں انہوں نے 'کنکریاں' پھینکنے کی روایت برقرار رکھی۔ اس مرتبہ یہ کنکریاں خانۂ کعبہ کے رخ پر پھینکی گئی تھیں۔ عباس اطہر نے بھی اپنے کالم میں اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ نور جہاں کو لاہور میں دفن کیا جانا چاہیئے تھا تاکہ اہل لاہور اس کی قبر کو 'طواف گاہ' بنا سکتے۔ عین ممکن ہے انہوں نے نور جہاں جیسی گانے والی عورت کی قبر کے لئے 'طواف گاہ' کی ترکیب فکاہی انداز میں لکھی ہو، مگر اس میں کعبۃ اللہ کی صریحاً توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ عباس اطہر اشتراکی اور سیکولر فکر رکھنے والے کالم نگار ہیں، انہیں اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ ایک اسلامی مملکت کے باشندے ہیں جس کا سرکاری مذہب آئین کی رو سے اسلام ہے۔ کعبۃ اللہ کی حرمت مسلمانوں کے مقدس شعائر میں شامل ہے۔ ایک صدا فروشی کے دھندے

میں مبتلا رہنے والی گمراہ عورت کی قبر کسی بھی طور پر 'طواف گاہ' نہیں ہوسکتی۔ یہی عباس اطہر الحمرا ہال کو نورجہاں کے نام کرنے کی مہم بھی چلاتے رہے ہیں۔

موسیقی اور سیکولر سوچ

ہمارے ذرائع اَبلاغ پر چھایا ہوا سیکولر اور بے دین طبقہ بڑی فنکارانہ چابکدستی سے ہماری دینی اور سماجی اَقدار کو بدلنے کی مہم جوئی میں مصروف ہے۔ ان لوگوں نے نہایت تسلسل سے پاکستانی معاشرے سے 'کلچر' کا مفہوم بدلنے کے لئے جدوجہد کی ہے۔ آج صورت یہ ہوگئی ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے اَفراد بھی کلچر کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو انہیں رقص وسرور کے دلدادہ طبقہ نے سمجھایا ہے۔ آج کل کلچر سے بالعموم رقص وسرور، ناچ گانا، گیت مانا، اَداکاری، موسیقی، ایک خاص وضع قطع مراد لی جاتی ہے، غرضیکہ جو جو باتیں ماضی میں 'لچر پن' سمجھی جاتی تھیں، آج عین کلچر کا روپ دھار چکی ہیں۔ یہاں موقع نہیں کہ فلاسفرز، ماہرین عمرانیات اور اہل علم نے 'کلچر' کی جو تعریف کی ہے، اس کو بیان کیا جائے، راقم الحروف نے مشرق و مغرب کے جید سکالرز کا کلچر کے متعلق لٹریچر دیکھا ہے، کسی نے بھی کلچر کی وہ تعریف پیش نہیں کی ہے، جس کا تصور ایک مخصوص طبقہ ہمارے ہاں پھیلا رہا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے خطبات میں ایک خطبے کا نام 'اسلامی کلچر' رکھا ہے، وہاں بھی انہوں نے کلچر کا بے حد عالمانہ اور افضل تصور پیش کیا ہے، ان کے نزدیک فن اسلامی کلچر کا ایک بھرپور اظہار ہے۔ ڈاکٹر جمیل احمد جالبی اور فیض احمد فیض نے 'پاکستانی کلچر' کے نام سے کتابیں تحریر کی ہیں، وہاں بھی تہذیب وثقافت کا مفہوم آپ کو بہت وسیع ملے گا۔

موسیقی اور اسلامی تعلیمات

فلمی صنعت سے وابستہ افرادفن کے نام پر تعفن، ثقافت کے نام پر کثافت اور کلچر کے نام پر لچرپن کو فروغ دے رہے ہیں۔ مگر ہمارے ذرائع ابلاغ اس طبقہ کے پیشہ کو اس قدر مبالغہ آمیز طریقے سے پیش کر رہے ہیں گویا اس سے بہتر لائق عزت کوئی دوسرا فن نہیں ہے۔ کافی عرصہ سے یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ ہمارے اخبارات میں موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق اسلامی اَحکامات کو پیش نہیں کیا جارہا۔ اگر کوئی صحافی کبھی اس موضوع پر اظہار خیال کرنا بھی چاہے تو اسے 'بنیاد پرست' کہہ کر نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ نظریاتی اعتبار سے تو ہم اسلام کو زندگی کے ہر شعبے کیلئے ذریعہ راہنمائی سمجھتے ہیں، مگر عملی طور پر ہمارے کان موسیقی کے اس قدر رسیا ہوچکے ہیں، کہ اس کے خلاف کسی قسم کی بات سننے کے لئے ہم بالکل آمادہ نہیں ہیں۔ ہماری منتخب اخلاقیات کا ہی شاخسانہ ہے کہ ہم اسلام کی محض ان تعلیمات کو قبول کرتے ہیں جو ہمارے نظریات کی تائید کرتی ہیں۔ ہمارے ذرائع ابلاغ لہو ولعب کا اس قدر پرچار کررہے ہیں کہ لہوولعب کے خلاف کسی بات کو شائع کرنا انکے نزدیک عوام کو ایک 'جائز تفریح' سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔

جس طرح کی موسیقی اور گانے بجانے کا رواج ہمارے معاشرے میں عام ہے، علماءِ کرام، محدثین اور مفسرین نے کتاب وسنت کی روشنی میں اسے بالاتفاق حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ فواحش ومنکرات میں

magazine.mohaddis.com

شامل ہیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی گروہ یا فرد گانے بجانے کو ہی زندگی کا مستقل شغل بنا لے۔ اسلامی تاریخ کے شروع کے اَدوار میں عام معاشرہ تو ایک طرف حکمرانوں کے درباروں میں بھی اس طرح کے پیشہ ور گانے والوں یا گانے والیوں کا وجود نہیں ملتا۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر لہوولعب اورفواحش سے کنارہ کشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کہہ دیجئے (اے نبی) بے شک میرے ربّ نے حرام کیا ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں'' ...... سورۂ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور کوئی انسان ایسا بھی ہے جو اللہ سے غافل کرنے والی باتیں (لھوالحدیث) خرید کرتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے دوسروں کو گمراہ کرے اور اس راہ کا مذاق اُڑائے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے'' (ترجمہ: مولانا عبدالماجد دریا آبادی)

اس آیت ِمبارکہ میں 'لھوالحدیث' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس کا ترجمہ 'کلامِ دلفریب' کیا ہے، جبکہ مولانا محمد جونا گڑھیؒ نے تفسیر ابن کثیر کے ترجمے میں 'لھوالحدیث' کا مطلب 'لغو باتیں' تحریر کیا ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

''یہاں بیان ہورہا ہے ان بدبختوں کا جو کلامِ الٰہی کو سن کر نفع حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں اور بجائے اس کے گانے بجانے، باجے گاجے، ڈھول تاشے سنتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ''قسم اللہ کی، اس سے مراد گانا اور راگ ہے۔ ایک اور جگہ ہے کہ آپ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ اس سے مقصد گانا اور راگ راگنیاں ہیں۔ یہی قول حضرات عبداللہ بن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر وغیرہ کا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لغو بات خریدنے سے مراد گانے والی لونڈیوں کی خریداری ہے۔ چنانچہ ابن حاتم وغیرہ میں نبی اکرمؐ کا فرمان ہے کہ گانے والیوں کی خرید وفروخت حلال نہیں اور ان کی قیمت کا کھانا حرام ہے'' (تفسیر ابن کثیر: جلد چہارم، صفحہ ۱۸۸)

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کے بارے میں اپنے تفسیری نوٹ میں لکھتے ہیں:

''لھو الحدیث، یعنی ایسی بات جو آدمی کو اپنے اندر مشغول کرکے ہر دوسری چیز سے غافل کردے۔ ان کا اطلاق بری، فضول اور بیہودہ باتوں پر ہی ہوتا ہے۔ مثلاً گپ، خرافات، داستانیں، افسانے، گانا بجانا اور اس طرح کی دوسری چیزیں، لھوالحدیث خریدنے کا مطلب بھی یہی لیا جاسکتا ہے کہ وہ شخص حدیث ِحق کو چھوڑ کر حدیث ِباطل کو اختیار کرتا ہے اور ہدایت سے منہ موڑ کر ان باتوں کی طرف راغب ہوتا ہے جن میں اس کے لئے نہ دنیا میں کوئی بھلائی ہے نہ آخرت میں۔''

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ فرماتے ہیں: ''لھوالحدیث سے مراد عموماً غناء (موسیقی) سمجھی گئی ہے''

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے:

''لھوالحدیث سے مراد گانا اور اس کے مشابہ چیزیں ہیں۔ گویا ہر بیکار، غیر مفید مشغلہ اس کے تحت میں داخل ہے جو حق کی طرف سے غفلت، بے رغبتی پیدا کرنے والا ہو، اس کے تحت میں آجاتا ہے''

آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہاں ذکر ایسے لھو ولعب کا ہے جو دین حق سے روکنے والے ہوں اور ان کا اثر دوسروں تک متعدی ہورہا ہو، بلکہ دین حق کی تحقیر دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں، ظاہر ہے

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

ایسا مشغلہ صریح کفر کے درجہ میں آئے گا اور اس کی تائید شانِ نزول کی روایتوں سے بھی ہوتی ہے۔ جاہلیت میں ایک شخص نضر بن حارث نامی تھا۔ آس پاس کے ملکوں کا سیاح، وہاں سے جاہلی لٹریچر کی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لاتا، انہیں لاکر اہل عرب کو سناتا۔ ایران کے بہادروں کے افسانے، حیرہ کے بادشاہوں کے قصے پڑھ کر سناتا اور کہتا: جی ان میں لگاؤ، قرآن کے وعظ میں کیا رکھا ہے۔ اس سے بڑھ کر ممنوع و ناجائز وہ سارے کھیل تماشے ہوں گے جو تہذیب وتمدن نے خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرنے کے لئے گھڑ لئے ہیں۔ سینما، تھیٹر، پکچر، گیلری وغیرہ نیز ادبیات، افسانہ وشعر کا وہ بہت بڑا ذخیرہ جو آج 'آرٹ' کے پرفخر کارنامہ کی حیثیت سے پیش کیا جارہا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا کہ اس میں ہر اُس گانے کی حرمت آگئی جو عملاً دین سے غفلت کی طرف لے جانے والا ہو۔ (تفسیر ماجدی)

متعدد احادیث میں گانا بجانا اور موسیقی وغیرہ کی ممانعت وارد ہوتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اور دورِ حاضر کے علماء میں سے مفتی محمد شفیعؒ کی اس موضوع پر کتاب راقم الحروف کی نگاہ سے گذری ہیں جس میں کتاب وسنت سے دلائل کی روشنی میں موسیقی کو خلافِ شرع فعل ثابت کیا گیا ہے۔ درج ذیل احادیث پر غور فرمایئے اور پھر گانے بجانے کے متعلق اسلام کے احکامات کا تعین خود کیجئے!

۱۔ ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کو فرماتے سنا کہ میری اُمت میں سے کچھ گروہ اٹھیں گے جو زنا کاری اور سازباجوں کو حلال سمجھیں گے۔ (بخاری)

۲۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے ساز باجے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں ساز باجے اور ڈھولک کو ختم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

قارئین کرام! قرآن وسنت کی مندرجہ بالا ہدایات واَحکام کی روشنی میں گانے بجانے اور فلموں میں کام کرنے کی اسلامی معاشرے میں حیثیت کا تعین خود کرلیجئے۔ یہ ہر اعتبار سے مذموم افعال ہیں جن کو تحسین کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاسکتا اور ان افعال میں مشغول افراد کو 'معزز ومحترم' صرف وہی افراد قرار دے سکتے ہیں جن کا اَخلاقی طور پر دیوالیہ نکل چکا ہے۔ اگر صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ قائم ہوجائے تو نور جہاں جیسی گانے والیوں اور فسق وفجور کی زندگی بسر کرنے والی عورتوں پر شرعی حدود کو نافذ کیا جائے۔

فن قراءت اور فن موسیقی

سعادت حسن منٹو نور جہاں کے 'فن' کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مجھے اس کی شکل وصورت میں ایسی کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی، ایک فقط اس کی آواز قیامت خیز تھی۔ سہگل کے بعد میں نور جہاں کے گلے سے متاثر ہوا۔ اتنی صاف شفاف آواز، مرکیاں اتنی واضح، کھرج اتنا ہموار، پنچم اتنا نوکیلا۔ میں نے سوچا یہ لڑکی چاہے تو گھنٹوں ایک سر پر کھڑی رہ سکتی ہے، اسی طرح جس طرح بازی گرتنے ہوئے رسے پر بغیر کسی لغزش کے کھڑے رہتے ہیں''

یہ غالباً خوبصورت ترین جملے ہیں جو اُردو زبان میں لکھنے والے کسی ادیب نے کسی بھی مغنیہ کی تعریف میں ادا کئے ہیں، مگر اے کاش! فلمی اسٹوڈیو میں عمر گنوا دینے والا اور طوائفوں کے تلوے چھونے کو

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

زندگی بھر کی 'عطا' سمجھنے والا جمال پرست منٹو اگر کم سن قاری جواد فروغی کو کبھی سن لیتا تو اسے قلم پھینکنا پڑتا کیونکہ اس کے خداداد صوتی جمال کو لفظوں کے پیکر عطا کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ جواد فروغی کون ہے؟......

جواد سرزمین ایران میں جنم لینے والا وہ نوجوان تھا جس نے بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید کی قراءت کے ذریعے کروڑوں سننے والوں کو تڑپا تڑپا کر رکھ دیا۔ وہ جب اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر تلاوتِ قرآن پاک کرتا تو اس کے گھر کے سامنے سننے والوں کے رش کی وجہ سے ٹریفک جام ہوجاتی۔ وہ جب ایک لمبے سانس میں بے حد وجدانی آواز میں کئی آیات کی تلاوت کرنے کے بعد وقفہ کرتا تو سننے والے اپنے آپ میں نہ رہتے اور کافی دیر تک فضا ''واہ واہ، سبحان اللہ'' کے وجدانی نعروں سے گونجتی رہتی۔ قلبی قساوت کے شکار سامعین کی آنکھیں بھی وفورِ جذبات سے چھم چھم ہوجاتیں۔ ایسے سریلے لحن، ملکوتی گونج کو سن کر گمان ہوتا کہ اس نوجوان کے گلے سے نور برس رہا ہے۔ قرآنِ مجید ایک نور ہے۔ جواد فروغی کی سحر انگیز آواز میں اس کی قراءت 'نورعلیٰ نور' محسوس ہوتی تھی۔ اس بارہ سالہ قاریٔ قرآن کو ایران میں اس قدر پذیرائی ملی کہ ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خامنائی کے جلسوں کی رونق اس کے بغیر اُدھوری سمجھی جانے لگی۔

نور جہاں کی گائیکی کا دورانیہ ستر برس پر محیط ہے، مگر جواد کو جب کسی شقی القلب نے قتل کیا تو اس کی عمر بڑی مشکل سے اٹھارہ برس ہوگی۔ وہ آج بھی اسلامی دنیا میں قراءت کا ذوق رکھنے والوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ اس کی قراءت کا جمال اچھے اچھے سنگ دلوں کے جسم و جاں کو پگھلا کر رکھ دیتا ہے۔ نور جہاں کو 'ملکہ ترنم' کہا جاتا ہے، مگر جب اس کا جسدِ خاکی قبر میں اتارا جارہا تھا تو ایک سو افراد بھی اس کی آخری رسومات میں شریک نہ ہوئے۔ مگر قاری جواد کا جنازہ فقید المثال تھا، لاکھوں افراد نے مافوق الطبیعاتی آواز رکھنے والے اس نوجوان کی آخری رسومات میں شریک ہونے کو سعادت سمجھا۔ پاکستان میں بھی قاری جواد کے کیسٹ دستیاب ہیں مگر نور جہاں کے شہوت انگیز ترنم سے کسی کو فراغت ملے تو اس طرف بھی گوشِ سماعت وا کرسکے۔

ہمارے کالم نگار نور جہاں کا موازنہ عرب دنیا کی معروف گلوکارہ اُمّ کلثوم سے کرتے ہیں۔ بلاشبہ اُمّ کلثوم ایک خوبصورت آواز کی مالک مغنیہ تھی، اس کے سوز بھرے گیت لوگ آج بھی سنتے ہیں، اگر ان دونوں مغنیات کا موازنہ ان کو ملنے والی پذیرائی کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے تو درست نہیں ہے۔ پذیرائی کے اعتبار سے عرب دنیا میں نور جہاں کی حریف اُمّ کلثوم نہیں بلکہ قاری عبدالباسط ہے۔ عرب دنیا میں قاری عبدالباسط کی آواز نے جو جادو جگایا، وہ جادو اس کے مرنے کے ۱۲/سال بعد بھی سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ قاری عبدالباسط نے اپنے ناقابل موازنہ فن قراءت سے پذیرائی، مقبولیت اور عوامی محبت کے جو ریکارڈ قائم کئے، ابھی تک کوئی دوسرا اس کا حریف نہیں ہوسکا۔

کہا جاتا ہے: الناس علی دین ملوکھم یعنی ''جو مذہب بادشاہوں کا ہوتا ہے، عوام بھی اسے اپناتے ہیں'' یہ مقولہ موسیقی اور غنا کی پذیرائی پر بھی فٹ بیٹھتا ہے۔ سیکولر حکمران، سیکولر معاشرے ہی پروان چڑھاتے ہیں۔ جن بادشاہوں کے دلوں سے خوفِ خدا اُٹھ جائے، ان کے دربار طوائفوں، بھانڈوں، طبلہ بازوں اور گویوں کے اَڈے بن جاتے ہیں۔ ہندوستان میں لکھنؤ، دہلی، پٹیالہ وغیرہ کے حکمرانوں اور

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

راجاؤں کے دربارِ رقص وسرور کو پروان چڑھانے کے عظیم مراکز تھے۔ انہوں نے گویوں کی مصنوعی شان بڑھا کر کسی کو 'خان بہادر' تو کسی کو 'فلاں بیگم' بنا دیا۔ گویوں کو سرپرستی کرنے والے اسی طبقہ نے اللہ رکھی کو ملکہ ترنم بنا دیا۔

نظریۂ حیات اور حکمرانوں کے طرزِ عمل کا موسیقی کے فروغ وزوال پر کتنا اثر پڑتا ہے۔ اسے شاہِ ایران کے دور کی گائیکہ 'گوگوش' کی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ اس گلوکارہ کو ایران میں اس قدر مقبولیت حاصل تھی کہ اسے ایران کی 'نور جہاں' کہا جاسکتا ہے۔ مگر جب ایران میں آیت اللہ خمینیؒ کی قیادت میں انقلاب آیا، تو اس پر پابندی عائد کردی گئی۔ چند ماہ پہلے ۲۲ سال کے بعد یہ گلوکارہ دوبارہ منظر عام پر آئی ہے۔ اب اس کے چاہنے والے مرکھپ گئے تھے، خود اس کی شکل پہچانی نہیں جاتی تھی۔ اسے مایوسی کے عالم میں امریکہ کا سفر اختیار کرنا پڑا ہے۔ اگر پاکستان میں اسلام پسندوں کی حکومت قائم ہوتی تو نور جہاں جیسی لچر گانے والیوں کو یہاں سر چھپانے کے لئے بھی جگہ نہ ملتی۔

سکندر مرزا، یحییٰ خان، ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو جیسے سیکولر عورت پرست حکمرانوں کی سرپرستی میں 'نور جہانیں' ہی پروان چڑھ سکتی ہیں۔ جس اسلامی مملکت کو جدید دور میں شاہ فیصل جیسے دین دار، خداترس اور اسلام پسند اُمتِ مسلمہ کا حقیقی درد رکھنے والے بادشاہ کی حکمرانی نصیب ہوئی، اس معاشرے میں قرآن مجید کے 'قراء' کی نسلیں پروان چڑھی ہیں۔ سعودی عرب میں گھر گھر، گلی گلی، شیخ عبدالرحمٰن السدیس، قاری ایوب یوسف، قاری ابراہیم الاخضر، قاری صدیق منشاوی جیسے قراء کی آواز میں تلاوتِ قرآن سے فضائیں گونجتی ہیں۔ اس معاشرے میں کسی نور جہاں کے ترقی پانے کا اِمکان نہیں ہے۔ مصر، جہاں قدرے سیکولر گروہ برسراقتدار ہے، وہاں بھی صورت یہ ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر عام طور پر قراء کو ہی بلایا جاتا ہے۔ مصر میں قاری عنتر سعید مسلم، قاری عبدالباسط، قاری محمود خلیل حصری اور قاری صدیق منشاوی جیسے عظیم قراء نے جنم لیا۔

ہمارے ہاں سیکولر طبقہ فن موسیقی کی باریکیوں پر جان چھڑکتا ہے، خیال گائیگی، ٹھمری، دھرپد، دیپک...... نجانے کتنے راگ ہیں، کوئی کچے راگ کا ذکر کرتا ہے تو کوئی پکے راگ پر جان چھڑکتا ہے۔ مگر اسلامی دنیا میں قرآن مجید کی سات مستند لہجوں میں قراءت (سبعہ وعشرہ قراءات) ایک عظیم الشان فن جیتی جاگتی مثال ہے۔ سعودی عرب میں فن قراءت میں پی ایچ ڈی کرنے والے افراد سینکڑوں میں مل جائیں گے۔ قاری ایوب، قاری سعود الشریم، قاری عبدالرحمٰن السدیس، جن کی آواز میں پورے قرآن مجید کے کیسٹوں کا سیٹ بازار میں عام ملتا ہے اور پاکستان کے حجاج کرام بھی تحائف کے طور پر لاتے ہیں، ان سب قراء حضرات کی اپنے فن میں پختگی برسہابرس کی مرہونِ منت ہیں۔ سبعہ قراءات میں جو لہجے مروّج ہیں، ان میں حفص، نافع، ابن کثیر اور ورش کی روایات کو تجوید وقراءت کا ذوق رکھنے والوں میں بے حد مقبولیت حاصل ہے۔

قرآنِ مجید کے عظیم قراء کی سحرانگیز آواز میں تلاوتِ کلام مجید سننا محض نیکی ہی نہیں ہے، ذوقِ غنا کی

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

تسکین کی اس میں بے پناہ قوت وتاثیر موجود ہے۔فن کی نفاستوں، باریکیوں اور لطافتوں کا ایسا پرلطف غنائی ذخیرہ ان اصحابِ فن کی ادائیگی میں ہے کہ سننے والے پر وجد طاری ہوجاتا ہے۔مصر کے قاری عنتر سعید کی فن میں مہارت کا یہ عالم ہے کہ ایک کلمہ یا آیت کو ایک نشست میں دس بار ادا کریں تو ہر بار لہجہ کا زیر و بم دوسری ادائیگی سے مختلف ہوتا ہے۔ دوسری طرف فن قراءت کے نامور ستارے قاری عبدالباسط کی اپنی آواز پر کنٹرول اور ادائیگی کی مہارت کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر وہ ایک آیت کو دس بار دہرائیں اور اس آواز کو میزان پر تولا جائے تو اس کی آواز کا زیروبم اور ارتعاش میں ذرّہ برابر تبدیلی نہ ملے۔

پاکستان میں ذوقِ قراءت پروان چڑھ رہا ہے۔اس کا اندازہ ہمیں گذشتہ رمضان میں مختلف مساجد میں نمازِ تراویح میں شریک ہو کر ہوا۔ گارڈن ٹاؤن میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے تحت قاری ابراہیم میرمحمدی کی زیرنگرانی قرآن فیکلٹی اس ضمن میں گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہے، جہاں فن قرأت کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔خود قاری ابراہیم کا شمار اس فن کے بین الاقوامی ماہرین میں ہوتا ہے۔آپ قرآنِ مجید کی جملہ متواتر قراء ات کے عالم ہیں جو کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ خوبصورت آواز کے ساتھ خوبصورت اَلفاظ اور خوبصورت خیالات جمع ہوجائیں تو تب ہی غنا صحیح معنوں میں انسانی روح کو سرشار کرتا ہے اور یہی غنا ہی روح کی غذا کہلانے کا صحیح حقدار ہے نہ کہ نورجہاں کے بیہودہ فلمی گانے!......

افسوس کہ ان بیہودہ گانوں کو تو 'فن' قرار دے کر اس کی پذیرائی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی لیکن کلام الٰہی کی تلاوت کرنے والے نفوسِ مطہرہ جو فن ادا اور آواز پر کنٹرول میں ان سے کسی طور کم نہیں بلکہ انہیں مشق کے اس سے زیادہ مشکل مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے، ان کے فن اور مہارت کو کسی قطار شمار میں نہیں لایا جاتا، اُلٹا انہیں 'ملا' قرار دے کر ان کی بے توقیری کی جاتی ہے۔ایک اسلامی مملکت میں قرآن کے خادموں سے یہ دوہرا معیار آخر ہمارے کونسے رجحانات کا عکاس ہے!؟؟

اسلامی معاشرے میں موسیقی کا نفوذ

شہرۂ آفاق مسلمان ماہر عمرانیات ومؤرّخ علامہ ابن خلدون 'مقدمہ' میں لکھتے ہیں:

> ''اسلام سے پہلے عجمیوں کے دورِ حکومت میں قصبوں اور شہروں میں راگوں کا سمندر جوش مارا کرتا تھا۔سلاطین عجم کی مجلسیں گویوں سے بھری رہتی تھیں اور وہ گانوں پر جانیں چھڑکاتے تھے۔حتیٰ کہ شاہانِ فارس گویوں کی بڑی قدرومنزلت کیا کرتے تھے اور ان کی سرکار میں ان کا مرتبہ بلند ہوتا تھا۔ وہ ان کے گانوں کی مجلس اور اجتماعات میں شامل ہوا کرتے تھے اور خود بھی گایا کرتے تھے۔ ہر علاقے اور ہر ملک میں عجمیوں کا آج بھی یہی حال ہے'' (صفحہ ۳۱۷)

ابن خلدون کے مطابق عرب شروع میں صرف فن شاعری میں دلچسپی لیتے تھے۔ اَشعار میں عرب اپنے تاریخی اور جنگی واقعات اور نسبی شرف کی داستانیں دہرایا کرتے تھے۔ پر جب ان کا دورِ تعیش آیا اور ان پر خوش حالی چھا گئی کیونکہ اَقوام عالم کی دولت ان کے پاس آگئی تھی تو یہ عیش پرست بن گئے اور تعیش کی شادابیوں کی جھلک ان کے چہروں سے ٹپکنے لگی۔ علاوہ ازیں ان میں نوکر رکھنے کی نزاکت بھی آگئی اور ان پر فراغت کی جلوہ گری بھی چھا گئی۔ اب فارس و روم کے گانے والے حجاز میں جمع ہوگئے اور عرب

magazine.mohaddis.com

کے لونڈی غلام بن گئے۔ یہ طنبور، بانسری اور دیگر باجوں سے گانے لگے اور عربوں نے ان کی آوازوں کے سر سنے تو اپنے اَشعار ان سے گوائے۔ بہرحال بغداد میں جو دارالخلافہ تھا، ناچ گانے کا خوب زور ہوا اور گانے کی مجلسیں خوب جمنے لگیں جن کا آج تک چرچا ہے اور عرب لہو ولعب میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ رقص وسرود کے سامان واَوزار تیار ہونے لگے۔ گویوں کے لباس خاص طرح کے بننے لگے۔ گانے کے بول عام اَشعار سے علیحدہ ہوگئے۔ ابن خلدون موسیقی کے فروغ کے اَسباب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''موسیقی کی صنعت تمدن میں سب صنعتوں سے آخیر میں آتی ہے کیونکہ یہ صنعت زندگی میں لطف پیدا کرنے والی ہے اور زندگی کے اسی گوشے میں چمکتی ہے جسے فراغت کہتے ہیں۔ فراغت و دولت اسی وقت آتی ہے جب کوئی حکومت ترقی کا دور پورا کرنے کے بعد روبہ تنزل ہوتی ہے اور یہ فن تمدن میں آتے ہی سب سے پہلے ختم ہوجاتا ہے'' (صفحہ ۳۲۰)

یہاں اسلامی تاریخ کے مختلف اَدوار میں موسیقی اور اس 'فن' سے وابستہ طبقہ کے بارے میں زیادہ مفصل تجزیے سے قطع نظر کرتے ہوئے علامہ ابن خلدون کی مذکورہ بالا رائے کی روشنی میں نہایت اعتماد کے ساتھ یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں میں فن موسیقی کو ملوکیت کے دورِ تعیش میں رواج ملا۔ اس کی زیادہ تر پذیرائی اہل دربار تک ہی محدود رہی۔ یہ وہ فن تھا جو اخلاقی تنزل کے نتیجے میں ترقی پذیر ہوتا ہے۔ لکھنؤ، دہلی اور ہندوستان کے دیگر تہذیبی مراکز کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ مسلمانوں کے طبقہ اُمراء نے جب طوائف کے کوٹھے کو تہذیب ِمکتب کا درجہ دیا تو ان کے سیاسی اِقتدار کا سنگھاسن ڈول گیا۔

ہمارے عوام تو عجمی سلاطین کے شاہانہ اطوار کو تقریباً فراموش کرچکے ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ اس 'ذوق' کے متحمل بھی نہیں ہوسکتے۔ مگر ہمارے ذرائع ابلاغ سے وابستہ ایک مخصوص طبقہ ایسا ہے جس میں عجمی سلاطین کی اَرواح حلول کرچکی ہیں اور یہ 'ارواح' ان کے اندر کبھی کبھار جوش مارتی ہیں۔ غناء، سرور، رقص وموسیقی ہی اس گروہ کا 'حقیقی مذہب' ہے۔ گانے والوں اور گانے والیوں سے ان کی شیفتگی اور وارفتگی ایک والہانہ جنون کا انداز اختیار کئے ہوئے ہے۔ جتنی عقیدت ومحبت ان کو ان نام نہاد فنکاروں سے ہے، ہمارے مشائخ عظام اور پیرانِ کرام بھی ان پر رشک کھائیں گے۔ ابھی حال ہی میں موسیقی کے ان دلدادگان کی اس جنون خیزی کا بھرپور مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب ۲۳/ دسمبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۶ رمضان المبارک فتورِ جہاں المعروف نورِ جہاں نے اس عالم فانی سے عالم ابدی کی طرف کوچ کیا۔

''زندگی جھوٹ اور موت برحق ہے!''

نور جہاں نے اپنے آخری انٹرویو میں بالکل سچ کہا کہ ''زندگی جھوٹ ہے اور موت برحق ہے'' اگر اس پر یہ حقیقت بہت پہلے منکشف ہوجاتی تو وہ اپنا خاندانی پیشہ کبھی اختیار نہ کرتی، وہ محض اللہ وسائی ہی رہتی، نور جہاں بننا کبھی پسند نہ کرتی۔ نور جہاں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے والے ہمارے صحافیوں کو اس کے مذکورہ قول پر سنجیدگی سے غوروفکر کرنا چاہئے۔ اگر ان کو بھی اس حقیقت کا اِدراک ہوجائے تو وہ فلمی عورتوں کے مبالغہ آمیز اور شہوت انگیز افسانے لکھ کر اپنے قلم کی حرمت کو کبھی پامال نہ کریں۔ قلم ایک مقدس امانت ہے، اس کا تقدس قائم رکھنا ہر صاحب ِقلم کی ذمہ داری ہے......!! ☆☆

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

مقالات

مولانا عبدالرزاق عفیف☆

گانا بجانا اِسلام کی نظر میں!

آج دنیا میں جگہ جگہ گانے بجانے کا شوروغل برپا ہے۔شہر، بازار، گلی کوچے اس ہڑبونگ سے دوچار ہیں۔ ناچنے،گانے والے اور میراثی اب گلوکار، اداکار، موسیقار اور فنکار کہلاتے اور فلمی سٹار، فلمی ہیرو جیسے دل فریب مہذب ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔مردوزَن کی مخلوط محفلوں کا انعقاد عروج پر ہے۔ بڑے بڑے شادی ہال، کلب، بازار، انٹرنیشنل ہوٹل اور دیگر اہم مقامات ان بیہودہ کاموں کے لئے بک کردیئے جاتے ہیں جس کے لئے بھاری معاوضے ادا کئے جاتے اور شو کے لئے خصوصی ٹکٹ جاری ہوتے ہیں۔ چست اور باریک لباس، میک اَپ سے آراستہ لڑکیاں مجرے کرتی ہیں جسے ثقافت اور کلچر کا نام دیا جاتا ہے۔عاشقانہ اَشعار، ڈانس میں مہارت، جسم کی تھرتھراہٹ اور آواز کی گڑگڑاہٹ میں ڈھول باجوں اور موسیقی کی دھن میں کمال دکھانے والوں اور کمال دکھانے والیوں، جنسی جذبات کو اُبھارنے والوں کو خصوصی ایوارڈز سے نوازا جاتا ہے۔

اندرون وبیرونِ ملک طائفوں کی شکل میں پروگرام سارا سال جاری رہتے ہیں۔ انہیں ثقافت کی ترویج کے نام پر خصوصی مراعات دی جاتی ہیں۔ شادی بیاہ اور سالگرہ کے موقعوں پر مخصوص وضع قطع کے لباس کے ساتھ رقص وسرور کی محفلیں جمتی ہیں۔عورتیں رلڑکیاں، غیرمردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ناچ اور تالی کی گونج میں خوب داد وصول کرتی ہیں۔اسی طرح ہرقسم کے فحش جنسی ناولوں اور ڈائجسٹوں کی بھرمار ہے۔شہروں کے چوراہوں، بازاروں، سینما گھروں پر دیوہیکل عریاں عورتوں کی تصاویر آویزاں ہیں، فحش ناولوں کی بک ڈپوؤں پر بہتات ہے۔ ٹی وی، کیبل گھر گھر آچکا ہے، پراگندہ گانوں کے پروگرام جاری اور ویڈیو سنٹرز پر ہرقسم کی فلمیں دستیاب ہیں۔ رہی سہی کسر ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ نے نکال دی ہے جس سے نوجوان پود کو فحاشی اور بے راہروی کا عادی بنایا جارہا ہے۔گلی گلی محلے محلے میں ویڈیو کے ہوشربا کاروبار کے ساتھ ساتھ اب انٹرنیٹ کیفے کے نام سے فحاشی وعریانی دھڑا دھڑ عوام میں پھیلائی جارہی ہے۔

دوسری طرف نظر دوڑائیں تو دین کے نام پر بھی یہی بے ہنگم کاروبار جاری ہے۔دین کے تاجر بڑی بڑی زلفوں، مونچھوں والے، داڑھی سے عاری، ڈروَانی شکل وصورت میں نشے سے دھت قوال اور گویے مخصوص انداز اور تالیوں، چمٹوں کے شور میں جگہ جگہ محفلیں جمائے ہوئے ہیں۔قبروں، مزاروں، خانقاہوں

☆ فاضل مدینہ منورہ یونیورسٹی...... مہتمم وخطیب مدرسہ سید الشہداء حمزہؓ، میانوالی

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

پرٹولیوں کی شکل میں بھیک کے کشکول اٹھائے ہوئے، ڈھول کی تھاپ پر باجوں گاجوں پر رقص وسرور کے ساتھ حاضری دیتے ہیں۔ زبانوں سے نازیب اور گستاخانہ کلمات نکالتے ہیں۔ ربِّ ذوالجلال، حضرت محمد ﷺ، حضرت علیؓ، حسنؓ وحسینؓ اور فاطمہ زہراؓ اور دیگر اولیاء اللہ کے نام لے کر چیختے اور دھمالیں ڈالتے اور جو جی میں آئے گاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ''عصمت ِکعبہ کو ٹھکرانے کا موسم آگیا''...... ''میں کیا جانوں رام، تم ایک گورکھ دھندہ، سو میں شرابی شرابی!'' (نعوذ باللہ) ...... اس پر طرہ یہ کہ نعت ِرسول ﷺ اور اسلامی ترانوں کو بھی میوزک اور نسوانی آوازوں کے ساتھ مزین کرنے کا کام زوروں پر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے گانوں بجانوں کے بارے میں قرآن وحدیث کی تعلیم کیا ہے؟ صحابہؓ کرام اور اکابرین اُمت کی رائے کیا ہے؟ ان کا نقصان کیا ہے؟ کیا ایسی مجالس ومحافل میں شرکت جائز ہے؟ گانا بجانا کن لوگوں کا مشغلہ ہے؟ کیا گانے بجانے روح کی غذا ہیں؟ مسلمان کی روح کی غذا کیا ہے اور کون سے اَشعار لے اور سُر کے ساتھ پڑھے جاسکتے ہیں؟

اِسلام کی رو سے گانا بجانا حرام ہے!

گانے بجانے کی حرمت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَالْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (لقمان:٦)

''لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں تا کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے''

جمہور صحابہؓ وتابعین اور عام مفسرین کے نزدیک لهو الحديث عام ہے جس سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز وسامان ہے اور ساز وسامان، موسیقی کے آلات اور ہر وہ چیز جو انسان کو خیر اور بھلائی سے غافل کردے اور اللہ کی عبادت سے دور کردے۔ اس میں ان بدبختوں کا ذکر ہے جو کلام اللہ سننے سے اِعراض کرتے ہیں اور ساز وموسیقی، نغمہ وسرور اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں۔ خریدنے سے مراد بھی یہی ہے کہ آلات ِطرب وشوق سے اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لہوالحدیث میں بازاری قصے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں، ڈش انٹینا وغیرہ بھی۔ (اس آیت کا شان نزول دیکھیں صفحہ پر)

(۲) گانا بجانا شیطان کی آواز ہے......ارشادِ باری تعالیٰ ہے

magazine.mohaddis.com

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ (بنی اسرائیل:۶۴)

''اور اے شیطان! تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے، بہکا لے''

آواز سے مراد پرفریب دعوت یا گانے موسیقی اور لہو ولہب کے دیگر آلات ہیں جن کے ذریعہ سے شیطان بکثرت لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد صوت المزامیر یعنی شیطان کی آواز، گانے بجانے ہیں۔''

ابن عباسؓ فرماتے ہیں'' گانے اور ساز لہو ولہب کی آوازیں یہی شیطان کی آوازیں ہیں جن کے ذریعے سے وہ لوگوں کو حق سے قطع کرتا ہے'' (قرطبی) اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے راستوں کی پیروی سے روکا ہے کیونکہ اس کے سارے ہتھکنڈے بے حیائی اور برائی کے داعی ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَتَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهٗ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (النور:۲۱)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم مت چلو جو شخص شیطان کے قدموں کی پیروی کرتا ہے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔''

فاحشة کے معنی بے حیائی کے ہیں۔ شیطان کے پاس بے حیائی کی طرف مائل کرنے کی بہت راہیں ہیں۔ فحش اخبارات، ریڈیو، ٹی وی، فلمی ڈراموں کے ذریعہ جو لوگ دن رات مسلم معاشرے میں بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اس کو پہنچا رہے ہیں، یہ سب شیطانی جال ہیں۔ اس آیت سے ماقبل وہ آیات ہیں جن میں حضرت عائشہؓ پر لگائی تہمت کا ذکر ہے کہ ''جن لوگوں نے آپ پر فحش کا الزام لگایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹی خبر کو صریح بے حیائی قرار دیا اور اسے دنیا و آخرت میں عذابِ الیم کا باعث قرار دیا ہے'' لیکن جو لوگ ان آلات حرب کے چینل چلانے والے اور ان اداروں کے ملازمین ہیں تو وہ اللہ کے ہاں کتنے بڑے مجرم ہیں جو آئندہ نسلوں کی تباہی کا سبب بھی بن رہے ہیں۔

(۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلاَ تَبْكُوْنَ وَأَنْتُمْ سَامِدُوْنَ﴾ (النجم:۶۱)

''پس کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور بطورِ مذاق ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو بلکہ گانے گاتے ہو''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: ''نداء السمود هو الغناء فی لغة الحجر'' یعنی حجر قبیلہ کی زبان میں سُمود سے مراد گانا ہے...... حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں:

''کفارِ مکہ کی بھی عادت تھی کہ وہ قرآن کریم سننے کی بجائے گانے گاتے تھے''

(۴) مخلوط مجالس کا انعقاد ناجائز ہے، ان مجالس میں عورت تقریر کرسکتی ہے، نہ گا سکتی ہے اور نہ ہی لباس اور زیور کا اظہار کرسکتی ہے، نہ جسم کو عریاں اور نمایاں کرسکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

﴿ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ وَلاَتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الاُوْلٰى وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ﴾ (الاحزاب:۳۲)

''اے نبی ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کے مثل نہیں ہو اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو تو نرم انداز سے گفتگو نہ کرو کہ جس کے دل میں کوئی بیماری ہو وہ کوئی برا خیال کرے، ہاں قاعدے کے مطابق بات کرو اور اپنے اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ سنگار کا اظہار نہ کرو، نماز ادا کرتی اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرتی رہو۔''

اللہ تعالیٰ نے جس طرح عورت کے وجود کے اندر مرد کے لیے کشش رکھی ہے، اس کی حفاظت کے لیے خصوصی ہدایات بھی دی ہیں تاکہ عورت مرد کے لئے فتنے کا باعث نہ بنے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی آواز میں فطری طور پر دلکشی، نرمی اور نزاکت رکھی ہیجو مرد کے اندر جاذبیت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ عورت کی آواز کے لیے بھی یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ مردوں سے گفتگو کرتے وقت قصداً نرم لب ولہجہ اختیار نہ کیا جائے۔ نرمی اور لطافت کی جگہ قدرے سختی اور روکھا پن ہو تاکہ کوئی بدباطن نرم کلامی کی وجہ سے تمہاری طرف مائل نہ ہو اور اس کے دل میں برا خیال پیدا نہ ہو سکے اور ساتھ ہی واضح کرو یا کہ زبان سے ایسا لفظ نہ نکالنا جو معروف قاعدے اور اَخلاق کے منافی ہو اور ﴿اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ کہہ کر اشارہ کردیا کہ یہ بات اور دیگر ہدایات جو آگے آرہی ہیں، وہ پرہیز گار عورتوں کیلئے ہیں کیونکہ انہیں یہ فکر ہوتی ہے کہ ان کی آخرت برباد نہ ہوجائے۔ جن کے دل خوفِ الٰہی سے عاری ہیں، انہیں ہدایات سے کیا تعلق ہے!

دوسری ہدایت یہ ہے کہ گھروں میں ٹک کر رہو، بغیر ضروری حاجت کے گھروں سے باہر نہ نکلو۔ اس میں وضاحت کردی گئی ہے کہ عورت کا دائرۂ عمل سیاسی اور معاشی نہیں بلکہ گھر کی چاردیواری کے اندر اُمورِ خانہ داری سرانجام دینا ہے۔ اگر بوقتِ ضرورت گھر سے باہر نکلنا پڑ جائے تو بناؤ سنگار کرکے یا ایسے انداز سے جس سے بناؤ سنگار ظاہر ہوتا ہو، مت نکلے یعنی بے پردہ ہوکر عورتوں کا نکلنا منع ہے جس سے ان کا سر، چہرہ، بازو اور چھاتی وغیرہ لوگوں کو دعوتِ نظارہ دے بلکہ سادہ لباس میں ملبوس ہوکر باپردہ خوشبو لگائے بغیر باہر نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو کتنی پاکیزہ تعلیم دی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلاَيُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلاَّ مَاظَهَرَمِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ (النور:۳۱)

''اے نبی ﷺ! مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہوجائے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

ڈالے رکھیں''

زینت سے مراد وہ لباس اور زیور ہے جو عورتیں اپنے حسن و جمال میں نکھار پیدا کرنے کے لیے گھر میں خاوند کے لیے پہنتی ہیں جب اس کا اظہار منع ہے تو جسم کو عریاں اور نمایاں کرنا بالاولیٰ حرام ہوگا۔ إلا ما ظهر منها سے مراد زینت اور جسم کا وہ حصہ ہے جس کا چھپانا ممکن نہ ہو جیسے کوئی چیز پکڑتے یا لیتے ہوئے غیر محرموں پر ہتھیلیوں کا ظاہر ہو جانا یا دیکھتے ہوئے آنکھوں سے پردہ کا ہٹ جانا۔ اس طرح ہاتھوں میں انگوٹھی، مہندی، سرمہ کاجل کا سامنے آجانا یا لباس اور زینت کو چھپانے کے لیے جو برقعہ یا اوڑھنی یا چادر لی جاتی ہے، وہ بھی زینت ہی ہے، ایسی زینت کا اظہار بوقتِ ضرورت یا بوجہ ضرورت الا ما ظہر کے تحت مباح ہے اور گریبان پر اوڑھنی سے مراد سر، گردن، سینے اور چھاتی کو چھپانا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ مخلوط مجالس میں آزادئ نسواں نے کیا کیا گل کھلا رکھے ہیں۔ آواز ہے تو وہ بھی گونج دار اور سریلی طرز وناز، تالیوں کی چٹاک اور قدموں کی کڑ اکڑ اور جسم کی کروٹوں سے عورتیں نوجوانوں کو کس طرح دعوتِ نظارہ دے کر خوش ہوتی ہیں۔ اہل مجالس جھوم جھوم اُٹھتے ہیں، شرم وحیا کی تمام حدیں پار ہو جاتی ہیں، شراب وکباب اور نوٹوں کی بارش ہوتی ہے۔ بے پردگی کا یہ عالم ہے کہ سر سے پاؤں تک میک اَپ سے مزین ہوتی ہیں اور زمانہ جاہلیت کو بھی مات کر جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت ایک کھلونا بن کر یا کمپنیوں کے اشتہار کا ٹریڈ مارک بن کر رہ گئی ہے۔

احادیث میں گانے بجانے کی حرمت

(۱) میری امت میں کچھ گروہ ساز باجوں کو حلال سمجھیں گے

ابو عامر یا ابو مالک الاشعریؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا:

''میری اُمت میں سے کچھ گروہ اٹھیں گے، زناکاری اور ساز باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ ایسے ہی کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہائش پذیر ہوں گے۔ شام کے وقت ان کے چرواہے مویشیوں کو لیکر انکے ہاں واپس لوٹیں گے۔ ان کے پاس ایک محتاج آدمی اپنی حاجت لے کر آئے گا تو وہ اس سے کہیں گے: کل آنا مگر شام تک ان پر عذاب نمودار ہوگا اور اللہ ان پر پہاڑ گرا دے گا جو انہیں کچل دے گا اور دوسرے لوگوں کی شکل وصورت تبدیل کرکے قیامت تک بندر اور خنزیر بنا دے گا (بخاری)

(۲) گانے بجانے کے رواج پانے سے آسمان سے پتھروں کی بارش

حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''ایک وقت آئے گا کہ میری امت کے کچھ لوگ زمین میں دَب جائیں گے، شکلیں بدل جائیں گی اور آسمان سے پتھروں کی بارش کا نزول ہوگا۔ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ کلمہ گو ہوں گے جواب

magazine.mohaddis.com

دیا: ہاں، جب گانے، باجے اور شراب عام ہوجائے گی اور ریشم پہنا جائے گا'' (ترمذی)

(۳) گانے والی (مُغنّیات) عام ہوں گی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا

''میری امت میں لوگ زمین میں دھنسیں گے، شکلیں تبدیل ہوں گی اور پتھروں کی بارش ہوگی حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب مغنیات (گانے والیوں) کا عام رواج ہوگا، سود کا کاروبار خوب چمک پر ہوگا اور شراب کا رواج عام ہوگا اور لوگ ریشم کو حلال سمجھ کر پہنیں گے'' (ابن ابی الدنیا)

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا

''اس امت میں زمین میں دھنسانا، صورتیں بدلنا اور پتھروں کی بارش جیسا عذاب ہوگا تو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: جب گانے والیاں اور باجے گاجے ظاہر ہوں گے اور شرابیں پی جائیں گی'' (ترمذی)

(۴) حضور ﷺ نے ساز کی آواز سے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں

نافعؒ مولیٰ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ

''عبداللہ بن عمرؓ نے ساز بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے دیں اور راستہ بدل لیا، دور جا کر پوچھا: نافع کیا آواز آ رہی ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں، تب انہوں نے انگلیاں نکال کر فرمایا کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپؐ نے ایسی ہی آواز سنی تھی اور آواز سن کر میری طرح آپ ﷺ نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں تھیں'' (احمد، ابوداود، ابن حبان)

(۵) آپ ﷺ کا ساز اور باجے کی کمائی سے منع کرنا

حضرت ابوہریرہؓ نے ساز باجے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ (اخرجہ ابوعبید فی غریب الحدیث)

(۶) ریڈیو، ٹی وی اور بذریعہ کیسٹس گانا سننا حرام ہے!

حضور اکرم ﷺ جس طرح بتوں سے نفرت کا اظہار کرتے تھے، اسی طرح ساز باجوں سے بھی نفرت کرتے تھے۔ جس طرح بتوں کی پرستش حرام گردانتے تھے، اسی طرح ساز باجوں کو سننا بھی حرام قرار دیتے تھے جیسا کہ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ بتوں اور ساز باجوں کو مٹا ڈالوں'' (مسند احمد)

(۷) ڈھول باجے شراب کی طرح حرام ہیں

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''میں ساز باجے اور ڈھولک کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں'' (الفوائد)

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

ایسے ہی حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ نے شراب، جوا اور ڈھولک حرام فرمائے ہیں اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے'' (مسند احمد)

(۸) گانا سننے کی سزا

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی گلوکارہ کی مجلس میں بیٹھا اور اس نے گانا سنا، قیامت کے روز اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا'' (قرطبی)

جس طرح کسی گلوکارہ کے شو میں بیٹھ کر گانا سننا حرام ہے، اسی طرح ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور کیسٹوں کے ذریعہ گانا سننا بھی حرام ہے کیونکہ دونوں دراصل ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں۔

(۹) جس آدمی کے پاس گانے والی عورت ہو، اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے!

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس کے پاس گلوکارہ ہے، اس کا جنازہ مت پڑھو'' (قرطبی)

(۱۰) گانے والیوں کی خرید وفروخت اور ان کی کمائی حرام ہے!

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے (ابن ماجہ:۲/۷۳۳)

''محمد ﷺ نے مغنیات (گانا گانے والیوں) کی خرید وفروخت اور ان کی کمائی سے منع فرمایا''

(۱۱) گھنٹیاں شیطانی ساز ہے!

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھنٹیاں شیطانی ساز ہیں (مسلم)۔ اسی طرح آپ نے جنگِ بدر کے موقعہ پر اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں الگ کردینے کا حکم دیا تھا۔

(۱۲) جھانجن (پاؤں کا زیور جس میں آواز ہوتی ہے) بھی شیطانی ساز ہے!

اُمّ المومنین حضرت ام سلمٰی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ نے فرمایا

''جس گھر میں جھانجن یا گھنٹی ہو، اس میں فرشتے نہیں آتے'' (نسائی)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میرے پاس ایک لڑکی لائی گئی جس کے پاؤں میں جھانجیں تھیں جو کہ آواز دیتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اسے میرے پاس نہ لاؤ جب تک اس کی جھانجیں کاٹ نہ دو اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

''جس گھر میں جھانجیں ہوں، وہاں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے'' (ابوداود)

(۱۳) گانے ساز باجوں اور گانے والیوں کی وجہ سے مسلمان مصیبتوں میں گھر جائیں گے!

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری اُمت پندرہ کام کرنے لگے گی تو اس پر مصائب ٹوٹ پڑیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون سے کام ہیں

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب مالِ غنیمت تمام حق داروں کو نہیں ملے گا، امانتیں ہڑپ کرلی جائیں گی، زکوٰۃ تاوان سمجھی جائے گی، خاوند بیوی کا فرمانبردار ہوگا، بیٹا ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے نیک سلوک اور باپ سے جفا سے پیش آئے گا، مسجدوں میں لوگ زور زور سے بولیں گے، انتہائی کمینہ ذلیل شخص قوم کا سربراہ ہوگا، کسی آدمی کی شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی، شراب نوشی عام ہوگی، ریشم پہنا جائے گا، گانے والی عورتیں عام ہوجائیں گی، ساز باجوں کی کثرت ہوگی اور آنے والے لوگ پہلے لوگوں پر طعن کریں گے'' (ترمذی)

صحابہ کرامؓ اور کابرین اُمت کے ارشادات

❁﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَالْحَدِيْثِ﴾ کے بارے میں عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

''اس سے مراد گانا بجانا ہے اور تین بار قسم اُٹھا کر اس بات کو دہرایا کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے''

(ابن جریر، ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

''باجے، گانے بجانے کے آلات اور ڈھول اور ساز وغیرہ حرام ہیں'' (بیہقی)

☆ عبداللہ بن عمرؓ کا گزر ایک ایسے قافلہ سے ہوا جو اِحرام کی حالت میں حج کے لیے جارہے تھے۔ ان میں ایک شخص گا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول نہ کرے (ابن ابی الدنیا)

☆ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ نے ایک عورت کو گھر پر دیکھا جو گا رہی تھی اور اپنے سر کو خوشی سے گھما رہی تھی اور بڑے بڑے بال رکھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

''اُف یہ تو شیطان ہے، اس کو نکالو، اس کو نکالو، اس کو نکالو'' (بخاری)

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں: راگ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے (تلبیس ابلیس ۲۸۰)

☆ امام شعبی جنھوں نے کثیر صحابہؓ سے علم حدیث حاصل کیا، فرماتے ہیں:

''گانے والے اور جس کے لئے گایا گیا دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو!'' (تلبیس ابلیس، ص ۲۷۹)

☆ فقہاءِ ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہم اللہ سب گانے بجانے کی حرمت کے قائل ہیں۔

☆ جناب احمد رضا خان بریلوی سے کسی نے پوچھا کہ ایک دوست مجھے عرس پر لے گیا، وہاں گانے کے ساتھ ساز اور ڈھول بج رہے تھے، میں نے پوچھا: کیا یہ ناچ شریعت میں حرام ہے، کیا اس طرح رسول اکرم ﷺ اور اولیاءِ کرام خوش ہوتے ہیں یا ناراض؟ جناب بریلوی نے جواب دیا کہ

''ایسی قوالی حرام ہے اور حاضرین سب گناہوں کے مرتکب ہیں، ان سب حاضرین کا گناہ عرس

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

کرنے والوں اور قوالوں پر ہے'' (احکامِ شریعت)

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عورت گائے یا مرد، قوالی کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں، الگ الگ مجرہ کریں یا اجتماعی، گانے والا ایک ہو یا جتھا، گانے بجانے، رقص وناچ اور نسوانی جسم کی نمائش کی سب صورتیں ناجائز اور حرام ہیں، ایسے کاموں میں زندگی گزارنے والوں کو فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ کرنی چاہیے۔ معاشرے کی اخلاقی پستی وتباہی کا سبب دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ گانے بجانے والے پیشہ ور بھی ہیں جن میں قوال سرفہرست داخل ہیں۔

مشرکین مکہ بھی عبادت کی خاطر بیت اللہ کا ننگا طواف کرتے تھے اور طواف کے دوران منہ میں اُنگلیاں ڈال کر سیٹیاں اور ہاتھوں سے تالیاں بجاتے تھے، اس کو وہ عبادت اور نیکی کا نام دیتے تھے۔ بعینہٖ جس طرح آج کل مسجدوں، آستانوں، مقبروں، مزاروں پر جاہل لوگ رقص کرتے، ڈھول پیٹتے، دھمالیں ڈالتے، ہیرون اور چرس بھی سرعام پیتے ہیں۔ کیا یہی ہماری نماز اور عبادت ہے!! (نعوذ باللہ من ذلک)

قرآن وحدیث کے دلائل، صحابہ کرام اور علماءِ امت کے اَقوال اور احمد رضا خان کے فتوؤں پر اس قبیل کے لوگ غور کریں اور سوچیں کہ ہم کیسے وادئ گناہ میں آنکھیں بند کیے کھچے جارہے ہیں!!

نقصانات

(۱) گانا بجانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے، کیونکہ یہ فعل فواحش اور گندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ کام اچھا ہوتا تو اللہ اور رسول حرام نہ قرار دیتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾

''کہہ دیں: بے شک میرے ربّ نے حرام کیا، ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ اور پوشیدہ ہیں''

علانیہ فحش باتوں سے مراد بعض کے نزدیک طوائفوں کے اڈوں پر جاکر بدکاری کرنا اور پوشیدہ سے مراد کسی محبوبہ، گرل فرینڈ سے خصوصی تعلق قائم کرنا ہے بعض کے نزدیک اوّل الذکر سے مراد محرموں سے نکاح کرنا ہے جو حرام ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ کسی صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے اور ہر قسم کی ظاہری بے حیائی کو شامل ہے جیسے مخرب اخلاق فلمیں، بے حیائی پر مبنی ڈرامے، فحش اخبارات ورسائل، رقص وسرود اور مجروں، قوالیوں کی محفلیں، عورتوں کی بے پردگی اور مردوں سے بے باکانہ اختلاط، مہندی اور شادی کی رسومات میں بے حیائی کے عام مظاہر وغیرہ سب فواحش ظاہرہ ہیں۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''اور حلال کرتا ہے ان کے لئے پاکیزہ چیزیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے''

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

نبی ﷺ کے نزدیک جیسے سابقہ احادیث میں گزر چکا ہے کہ گانا بجانا حرام ہے، انہیں حلال قرار دینا اور ان آلات کی خرید وفروخت اور سماع میں مگن ہو جانا اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی صریح مخالفت اورخلاف ورزی ہے۔ارشادِ ربانی ہے

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

''سنو جولوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈر جانا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں کوئی دکھ کی مار نہ پڑے'' (النور:٦٣)

آفت سے مراد دلوں کی وہ کجی ہے جو انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔ یہ نبی ﷺ کے اَحکام سے سرتابی اور ان کی مخالفت کرنے کا نتیجہ ہے اور ایمان سے محرومی اور کفر پر خاتمہ جہنم کے دائمی عذاب کا باعث ہے۔ پس نبی ﷺ کے طریقے اور سنت کو ہروقت سامنے رکھنا چاہیے، اس لیے کہ جو اَقوال واَعمال اس کے مطابق ہوں گے، وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول اور دوسرے سب مردود ہوں گے۔ (بخاری)

(٢) غیر مذاہب مثلاً عیسائیت وہندومت سے مشابہت ہے کیونکہ ان مذاہب میں موسیقی جائز ہے اور اپنی عبادت میں وہ باجے گاجے استعمال کرتے ہیں، میت کے سوگ میں موسیقی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اگر اسلام کے نام لیوا کسی بھی تاویل کے ذریعہ سے اسے جائز قرار دیں تو من تشبّه بقوم فهو منهم (ابوداود) ''جو کسی قوم کی تشبیہ اختیار کرتا ہے وہ انہی سے ہے'' کے مصداق ٹھہریں گے۔

(٣) جو قوم اس قسم کی قبیح حرکتوں میں لگ جائے تو منزلِ مقصود بھول جاتی ہے، تباہی وبربادی کا سبب بن جاتی ہے۔ غیر قوموں کو بآسانی دبوچنے کا موقع مل جاتا ہے۔ بغداد کی تباہی اس کی زندہ مثال ہے، اندلس میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی لیکن حکمران جب رقص وسرور کی عیاشیوں میں محو ہوئے تو اندلس مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ برصغیر پاک وہند میں بھی انگریز کا دور دراز سے آکر قابض ہو جانے کا بڑا سبب مغلوں کا رقص وسرور کی محفلوں کو آباد کرنا اور محلات کو عیش گاہوں میں تبدیل کرنا تھا۔

(٤) دل زنگ آلود ہوکر اللہ کی یاد سے دور ہوجاتے ہیں۔ بے حیائی، نفاق اور دیوثی کو فروغ ملتاہے،شہوانی وحیوانی جذبات بھڑکتے ہیں۔ ڈاکہ، چوری، فساد، اغوا، قتل وغارت گھناؤنے جرائم جنم لیتے ہیں۔ جیسے آج معاشرہ ان قباحتوں میں پھنس چکا ہے۔ وہ بچیاں جو والدین کی اطاعت گزار ہوتیں تھیں آج ایسے ہی فلمی گانے سن سن کر من پسند آشناؤں کے ساتھ بھاگ رہی ہیں اور عدالتوں میں حاضر ہوکر والدین کی بجائے آشناؤں کے ساتھ جانے کو ترجیح دیتی ہیں۔

(٥) آنے والی نسل پر منفی اثر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خالد بن ولیدؓ، محمد بن قاسمؒ، طارق بن زیادؒ

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

جیسے غیور سپوت ناپید ہیں اور عام بچیاں عائشہؓ اور فاطمہ الزہراؓ جیسی عفت مآب خواتین کو اپنے لئے نمونہ بنانے کی بجائے نورجہاں، امّ کلثوم، لتا، عنایت حسین بھٹی اور ابرار الحق ایسے فنکاروں اداکاروں، گلوکاروں کے تذکرے فخر سے کرتی ہیں۔

(۶) دولت کا ناجائز ضیاع ہوتا ہے۔

گانے بجانے کی محفلوں میں شرکت ناجائز اور حرام ہے!

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَاتَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ، إِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾(النساء:۱۴۰)

''اللہ تعالیٰ تم پر اپنی کتاب میں نازل کر چکا ہے کہ جب تم کسی مجلس کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو حتیٰ کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں کرنے لگیں، ورنہ تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو گے''

ایسی محفلوں کے لیے امر بالمعروف لازمی ہے اور ان میں شرکت کبیرہ گناہ ہے۔ اس آیت سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ ایسی مجالس اور اجتماعات جن میں اللہ اور رسول ﷺ کے اَحکامات کا قولاً یا عملاً مذاق اُڑایا جا رہا ہو، ان میں شرکت ناجائز ہے جیسے آج کل امراء، فیشن ایبل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی محفلوں، شادی بیاہ، سالگرہ، محفلوں اور بسنت کے میلوں پر کیا جاتا ہے۔ ''ان جیسا ہونے کی قرآنی وعید'' اہل ایمان کے دلوں میں کپکپی طاری کرنے کے لیے کافی ہے بشرطیکہ دل میں ایمان ہو!

قوالوں کا اندازِ راگ وغنا اور میراثیوں کا مخلوط مجالس میں ڈھول اور مختلف دھنوں پر نوجوان لڑکیوں کا بن ٹھن کر لڈی بھنگڑا ڈالنا، تھرتھرانا، مٹکنا اور بغل گیر ہونا، اور غیر مردوں کا اس کو شہوت بھری نگاہوں سے دیکھنا...... ہر ذی شعور شخص اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ اس وقت اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی کس قدر دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں، بھلا کسی طرح ایسے اجتماعات میں شرکت جائز ہو سکتی ہے!!

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

(۲) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا﴾(المائدہ:۵۷)

''اے اہل ایمان! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں''

دین کو کھیل اور مذاق بنانے والے چونکہ اللہ اور رسول کے دشمن ہیں، اس لئے ان کے ساتھ اہل

magazine.mohaddis.com

ایمان کی دوستی نہیں ہونی چاہیے۔ گانا بجانا شریعت ِاسلامیہ کے ساتھ ہنسی مذاق ہے!

(۳) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلاً ﴾ (بنی اسرائیل:۳۲)

''تم زنا کاری کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے''

جس طرح زنا بے حیائی کا سبب ہے اور حرام ہے، اسی طرح ہر وہ فعل جو زنا کاری کا سبب بنے حرام ہوگا مثلاً کسی غیر محرم عورت کو دیکھنا، خلوت میں اس سے کلام کرنا، عورت کا بے پردہ ہوکر بن سنور کر گھر سے باہر نکلنا، عورت کے گانے سننا ...... یہ سب راستے زِنا کاری کا پیش خیمہ ہیں۔ ان تمام امور سے آپ ﷺ نے سختی سے منع کیا ہے، گویا جو شخص غیر محرم عورتوں کے گانے سنتا ہے تو یہ اس کے کانوں کا زنا لکھا جاتا ہے اور جو آنکھ سے کسی غیر محرم کو دیکھے تو یہ اس کی آنکھوں کا زنا شمار ہوتا ہے۔ جس طرح گانا سننا حرام ہے اس طرح کسی مجلس میں شریک ہوکر مجرہ دیکھنا رسننا بھی حرام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''دل بھی زنا کرتا ہے، آنکھ بھی زنا کرتی ہے......

گانا بجانا غیر مسلموں کا مشغلہ ہے!

اسلام سے قبل گانے بجانے کے تمام اَطوار عروج پر تھے، عہد ِرسالت میں کافروں نے نبی ﷺ کی دعوت کو جس قدر دبانے کی کوشش کی، تمام حربے آزمائے، ان میں ایک بڑا فتنہ گانے بجانے کا بھی تھا۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ﴾ کے شانِ نزول میں مختلف اَقوال منقول ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ نضر بن حارث کا شمار مشرکین مکہ کے اہم تاجروں میں ہوتا تھا، وہ مختلف ملکوں میں تجارتی سفر کرتا تھا۔ ایک بار وہ ملک فارس سے بڑے بڑے بادشاہوں کے تاریخی قصے خرید لایا اور مشرکین مکہ سے کہا کہ محمد ﷺ تم کو قوم عادوثمود کے واقعات سناتے ہیں، آؤ میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں۔ (بیہقی)

(۱) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ تاجر باہر سے ایک گانے والی لونڈی خرید کرلایا اور اس کے ذریعہ اس نے لوگوں کو قرآن سننے سے روکنے کی یہ صورت نکالی کہ جو لوگ قرآن سننے کا ارادہ کرتے، اپنی اس کنیز سے ان لوگوں کو گانا سنواتا اور کہتا کہ محمد ﷺ تم کو قرآن سنا کر کہتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزے رکھو اور اپنی جان دے دو، جس میں تکلیف ہی تکلیف ہے لیکن تم یہ گانا سنو اور جشن طرب مناؤ۔ (بیہقی)

(۲) ابن خطل فتح مکہ کے موقع پر غلاف ِکعبہ سے لٹکا ہوا قتل کیا گیا تھا۔ اس لئے کہ وہ مرتد ہوگیا تھا اور اس نے اپنے ایک ساتھی کو قتل کردیا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اس نے دو لونڈیاں گانے والی رکھی ہوئیں

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی مذمت اور بدگوئی کرواتا اور ڈانس کرواتا تھا۔ آپ ﷺ نے دونوں کوقتل کرنے کا حکم بھی صادر کیا، جن میں ایک قتل کردی گئی اور دوسری کیلئے امان طلب کی گئی۔ (فتح الباری)

تالیاں اور سیٹیاں بجانے کا کام بھی کافر کرتے اور اسی کو عبادت سمجھتے۔ جس طرح آج ہمارے ہاں دین کے نام پر قوالی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿ وَمَا كَانَ صَلاَتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الاَّ مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً ﴾ (الانفال: ۳۵)

''اوران کی نماز کعبہ کے پاس صرف سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا تھی''

چنانچہ تمام مسلمان بھائیوں کو غور کرنا چاہیے اور ایسے افعال سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مسلمان مؤمن کی روح کی غذا ذکر الٰہی سے شغف ہے۔ روح کی غذا گانا بجانا نہیں بلکہ یہ ایک مہلک زہر ہے جس سے دل وجسم میں قلق اور ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ گانا بجانا روح کی نہیں بلکہ بدروح کی غذا ہے۔ مسلمان کی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ بے ہودہ مجالس میں حاضر نہیں ہوتا۔ ارشادِ باری ہے :

﴿ وَالَّذِيْنَ لاَ يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴾ (الفرقان:۷۲)

''اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ شے پر ان کا گزر ہوتا ہے تو بزرگانہ گزر جاتے ہیں''

زُور سے مراد جھوٹ ہے۔ ہر باطل چیز بھی جھوٹ ہے۔ جھوٹی گواہی سے لے کر کفر وشرک اور ہر طرح کی غلط چیزیں مثلاً لہوولہب، گانا بجانا اور دیگر بے ہودہ جاہلانہ رسوم وافعال سب اس میں شامل ہیں عبادالرحمٰن کی صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسی بے ہودہ مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے بلکہ خاموشی اور عزت ووقار کے ساتھ وہاں سے گذر جاتے ہیں۔ کلام اللہ لگاؤ سے سنتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا﴾ (الفرقان:۷۳)

''جب انہیں انکے ربّ کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن پر نہیں گرتے''

اللہ تعالیٰ کا ذکر سن کر اللہ کی جلالت وعظمت سے ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهُ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

''پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔'' (الانفال:۳)

ذکر الٰہی سننے سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَإِذَا سَمِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ﴾ (المائدہ۸۳)

magazine.mohaddis.com

''اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ کتاب کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں''

قرآن پڑھنے سے متقین کے جسم کانپتے اورجسم ودل ذکرالٰہی کی طرف جھک جاتے ہیں:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ (الزمر:٢٣)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے جوایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل ہے، جس سے ان لوگوں کے جسم کانپ اُٹھتے ہیں جو اپنے ربّ کا خوف رکھتے ہیں۔ آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں۔''

یعنی جب اللہ کی رحمت اور اس کے لطف وکرم کی اُمید ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے تو ان کے اندر سوز وگداز پیدا ہوتا ہے اور اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اس میں اولیاء اللہ کی صفت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے خوف سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی لگ جاتی ہے، ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ ہوش وحواس باختہ ہو جائیں اور عقل وہوش نہ رہے کیونکہ یہ بدعتیوں کی صفت ہے اور اس میں شیطان کا دخل ہوتا ہے (ابن کثیر)۔ جیسے آج کل بدعتیوں کی قوالی میں اس طرح کی شیطانی حرکتیں عام ہیں جسے وہ حالتِ بےخودی اور بے ہوشی سے تعبیر کرتے ہیں۔

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کا معاملہ اس بارے میں کافروں سے چند وجوہ کی بنا پر مختلف ہے:

(١) اہل ایمان کا سماع قرآنِ کریم کی تلاوت ہے جب کہ کفار کا سماع بے حیا گانے والیوں کی آوازوں میں گانا بجانا سننا ہے (جس طرح اہل بدعت کا سماع مشرکانہ غلو پر مبنی قوالیوں اور نعتیں ہیں)۔

(٢) اہل ایمان قرآن سن کر ڈر کر ادب، اُمید، محبت، علم وفہم سے رو پڑتے ہیں جب کہ کفار شور کرتے ہیں اور کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں۔

(٣) اہل ایمان سماعِ قرآن کے وقت ادب وتواضع اختیار کرتے ہیں جیسے صحابہؓ کی عادتِ مبارکہ تھی، جس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور ان کے دل اللہ کی طرف پھر جاتے (ابن کثیر)

وہ اشعار بغیر ساز کے پڑھے جا سکتے ہیں جو فحش گوئی کی بجائے خیر وحکمت پر مبنی ہوں: إن من الشعر لحكمة ...... ہر وہ شاعری جو مسلمانوں کے کردار وسیرت کو سنوارے، اسلام کی حمایت میں اور اس میں جھوٹ نہ ہو۔ توحید وسنت کی جھلک اس میں ہو، باطل، بدعت وشرک کی کاٹ کے لیے ہو تو جائز ہے جس طرح اسلام کی حمایت میں حسان بن ثابتؓ کو خود نبی ﷺ نے فرمایا کہ

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

''کافروں کی مذمت بیان کرو...... جبریل بھی تمہارے ساتھ ہے'' (بخاری)

کونسے اشعار جائز ہیں!

اگر یہ جائز اشعار بھی ساز کے ساتھ پڑھے جائیں تو سابقہ نصوص کی وجہ سے ناجائز ہوں گے۔لیکن وہ اشعار جو بغیر اُصول وضوابط کے کسی مذمت و مدح میں ذاتی پسند وناپسند پر مبنی ہوں، اور وہ غلو اور مبالغہ آرائی سے لبریز ہوں اور شاعرانہ تخیلات میں جھوٹ سچ کے قلابے ملائے گئے ہوں، اگر ساز کے بغیر بھی پڑھے جائیں تب بھی ناجائز ہیں کیونکہ ایسے شعراء کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اور ان کی پیروی کرنے والوں کی بھی...... فرمایا

﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لاَيَفْعَلُوْنَ﴾ (الشعراء۲۲۶)

''شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں جو بہکے ہوتے ہوں، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں''

اس قسم کے اشعار کی مذمت میں ہی جامع ترمذی میں فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ

''پیٹ کو ایسی پیپ سے بھر لینا جو اسے خراب کردے، شعروں کے ساتھ سے بھر لینے سے بہتر ہے''

www.KitaboSunnat.com, www.mohaddis.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

CPL No. 177 Vol: 33 No: 2

MONTHLY
MUHADDIS
LAHORE

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں......لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔
- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں......لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔
- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے......لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔
- تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
- آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے......لیکن

ع جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے......لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

......اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی شمارہ: ۲۰ روپے زرِسالانہ: ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
99-J Model Town Lahore 54700 Phones: 5866476, 5866396